76

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

سیرۃ النبیؐ

حصہ دوم

اس کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل حالات درج ہیں

مصنفہ

ابو الفرح عبد الرحمٰن دہلوی

چار روپے

کافر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد
بن ابی وقاص کو حکم دیا - ان کو پسپا کرو - حضرت سعدؓ فرماتے ہیں - میں نے
عرض کیا - میں تن تنہا ان سب کو کس طرح ہٹا سکتا ہوں - میں نے تین دفعہ یہ
جملہ دہرایا - پھر میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا - اُسے ایک کافر پر نشانہ
لگایا - کافر ٹھنڈا ہوگیا - پھر میں نے دوسرا تیر نکالا - لیکن میں نے اُس پر
نشان لگادیا - پھر کافر پر پھینکا - یہ کافر بھی مرگیا - پھر میں نے تیسرا تیر نکال کر
اُس پر نشان لگا کر تیسرے کافر کو نشانہ لگایا - یہ تیسرا کافر بھی قتل ہوگیا - اس کے
بعد وہ کافر پہاڑ سے اُتر گئے - میں نے کہا یہ آخری تیر برکت والا ہے - میں نے
اُسے اُٹھا کر اپنے ترکش میں ڈال لیا - حضرت سعدؓ کی وفات تک یہ آخری تیر
اُن کے پاس تھا - پھر ان کے بیٹوں کو وراثت میں مل گیا -

حضرت فاطمہؓ حضورؐ کا زخم دھو رہی تھیں - حضرت علیؓ ڈھال میں پانی بھر کر
لاتے - اور زخموں پر ڈالتے - جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون تھمنے کی بجائے
زیادہ نکل رہا ہے تو ایک بوریا کا ٹکڑا جلایا - اُس کی راکھ زخم میں بھری - پھر
خون تھم گیا - حضور کا سر پھٹ گیا - اور آپ کے دندان مبارک شہید ہوگئے تھے -
آپ اپنا خون پونچھ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے -

کیف یفلح قوم شجوا نبیھم وکسروا رباعیتہ وھو یدعوھم	کس طرح فلاح پائے گی وہ قوم جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اُس کے دانت توڑے حالانکہ وہ اُن کو دعوتِ اسلام دیتا ہے -

خدا نے اُسی وقت یہ آیت نازل کی :-

لیس لک من الامر شیئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون	اے محمدؐ! تمہارا کچھ بھی اختیار نہیں - چاہے خدا ان پر رحم کرے یا ان کو ان کی زیادتی کی وجہ سے عذاب دے -

حضرت انسؓ بن نضر کافروں میں گھس گئے اور خوب لڑے - حتیٰ کہ شہید ہوگئے
اُن کے جسم پر تیروں کے تلواروں کے ستاسی یا اٹھاسی زخم تھے - حلیہ بالکل بگڑ چکا
تھا - اور پہچانے نہ جاتے تھے - حتیٰ کہ ان کی ہمشیرہ نے ناخن دیکھ کر ان کو پہچانا -

پہلے مسلمانوں کو فتح ہوگئی تھی اور کافر بھاگ گئے تھے۔ لیکن ابلیس نے ان کو پھر للکارا۔ کافر پھر پلٹے اور شدت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اس کشمکش میں حضرت حذیفہ رضؓ نے دیکھا کہ مسلمان اُن کے والد کو مشرک سمجھ کر قتل کر رہے ہیں۔ انہوں نے آواز دی۔ اللہ کے بندو! یہ تو میرے والد ہیں۔ مسلمان نہ سمجھے۔ اور قتل کر دیا۔ انہوں نے فرمایا۔ مسلمانو! خدا تمہارا گناہ معاف کرے۔ حضور نے اُن کی دیت دینی چاہی۔ حضرت حذیفہ رضؓ نے یہ کہہ کر واپس کر دی۔ میں مسلمانوں پر یہ دیت (سو اونٹ) صدقہ کرتا ہوں۔ حضور بہت خوش ہوئے۔

حضرت زید رضؓ بن ثابت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت سعد رضؓ بن ربیع کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ حکم دیا۔ اگر اُن کو دیکھ لو تو میرا سلام پہنچانا اور کہنا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دریافت کرتے ہیں کہ آپ کا کیا حال ہے۔ حضرت زید رضؓ فرماتے ہیں حسب ارشاد میں نعشوں میں آیا۔ اور ڈھونڈنا شروع کیا۔ بالآخر میں نے اُن کو دیکھ لیا۔ ابھی ان میں جان باقی تھی۔ ان کے جسم پر تیروں، نیزوں اور تلواروں کے ستر زخم تھے۔ میں نے کہا۔ اے سعد! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ اور آپ کا حال دریافت کرتے ہیں۔ جواب دیا۔ حضور کو وعلیکم السلام۔ تم حضور کو میرا یہ پیغام پہنچانا۔ حضور! مجھے جنت کی ٹھنڈی ہوا آرہی ہے۔ اور اے زید! تم میری قوم انصار سے کہنا۔ جب تک تم میں آخری جان باقی ہے۔ اگر دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تو خدا تمہارا کوئی عذر قبول نہ کرے گا۔ یہ کہہ کر دم توڑ دیا۔

ایک مہاجر ایک انصاری کے سامنے سے گذرا۔ وہ اپنے خون میں تڑپ رہا تھا۔ مہاجر نے کہا۔ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں۔" انصاری نے جواب دیا۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنا فرض پورا کیا۔ اب تم اپنا فرض پورا کرو۔ اور اسلام کی حفاظت کے لئے لڑتے ہوئے قتل ہو جاؤ۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ وما محمد الا رسول الیٰ آخر الآیۃ

حضرت جابر رضؓ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضؓ بن عمرو بن حرام نے غزوۂ احد سے

پہلے ایک خواب دیکھا کہ حضرت بشر بن عبدالمنذر اُن سے کہہ رہے تھے۔ تم چند روز تک ہمارے پاس آنے والے ہو۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا۔ آپ اس وقت کہاں ہیں۔ جواب دیا۔ ہم جنت میں ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں۔ سیر کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کیا آپ بدر کی لڑائی میں شہید نہیں ہوئے تھے۔ فرمایا۔ ہاں۔ اس کے بعد ہم کو زندہ کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ فرمایا۔ تم کو شہادت کا درجہ ملنے والا ہے۔

حضرت خیثمہؓ فرماتے ہیں۔ میرا بیٹا غزوۂ بدر میں شہید ہوگیا تھا۔ میں بدر میں شامل نہ ہوسکا۔ میں اس لڑائی میں شامل ہونے کا بڑا متمنی تھا۔ میں نے اپنے بیٹے کے ساتھ قرعہ اندازی کی۔ میرے بیٹے کے نام قرعہ نکلا۔ وہ بدر میں شامل ہؤا اور شہید ہوگیا۔ میں نے گذشتہ شب اُسے بہت ہی اچھی حالت میں دیکھا۔ کہ وہ جنت کے باغات اور نہروں کی سیر کر رہا ہے۔ اور مجھے کہہ رہا ہے۔ آپ بھی ہمارے ساتھ جنت میں آ جائیے۔ کیونکہ خدا نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا (کہ میں شہیدوں کو جنت دیتا ہوں) اُسے پُورا کر دکھایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور! میں جنت میں اُس کے پاس جانے کا بڑا متمنی ہوں۔ میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میری ہڈیوں کا گُودا گل چکا ہے۔ اس کے باوجود میں اپنے رب کی ملاقات کا بڑا متمنی ہوں۔ حضور! آپ خدا سے میرے لئے دعا مانگئے کہ وہ مجھے شہادت کا درجہ عطا فرمائے۔ حضور نے اُن کے لئے دعا مانگی اور یہ اُحد کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

حضرت عبداللہؓ بن جحش نے اُحد کی لڑائی میں خدا سے دعا مانگی تھی۔ کہ یا اللہ! میں تجھے قسم دے کر تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں کل دشمن سے تصادم کروں۔ وہ مجھے قتل کر دیں۔ پھر میرا پیٹ چاک کریں۔ میری ناک کان کاٹیں۔ کتریں۔ پھر تو مجھ سے جواب طلب کرے کہ تیرے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا۔ میں جواب دوں تیری رضاء حاصل کرنے کے لئے میں کافروں سے لڑا۔ اور پھر میرے ساتھ یہ سلوک کیا گیا۔

حضرت عمرؓ بن جموح بہت ہی لنگڑے تھے۔ ان کے چار نوجوان بیٹے تھے۔ جو

ہر لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوتے تھے۔ جب حضور نے احد کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے بھی حضور کے ہمراہ جانے کا ارادہ کیا۔ بیٹوں نے کہا۔ خدا نے آپ کو معذور بنایا ہے۔ آپ پر جہاد فرض نہیں۔ آپ گھر میں بیٹھ جائیں۔ ہم آپ کی طرف سے جاتے ہیں۔ حضرت عمرو بن جموح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا۔ میرے بیٹے مجھے جہاد میں شامل ہونے سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ میں خدا سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے شہید کرے گا۔ اور میں اسی طرح لنگڑاتا ہوا جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ حضور نے جواب دیا۔ تم پر جہاد واجب نہیں۔ ان کے بیٹوں سے کہا۔ تم انہیں جہاد میں شامل ہونے سے کیوں روکتے ہو۔ شاید اللہ عز وجل انہیں درجۂ شہادت عطا فرمائے۔ یہ لڑائی میں شامل ہوئے اور کافروں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضرت انس رضؓ بن نضر گزر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضؓ طلحہ رضؓ بن عبید اللہ بہت سے مہاجرین و انصار کے ساتھ ہتھیار پھینک کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت انس رضؓ نے فرمایا۔ کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں۔ حضرت انس رضؓ نے فرمایا:-

فما تصنعون بالحیاۃ بعدہٗ	اب ان کے بعد زندہ رہکر کیا کروگے۔ آگے بڑھو
فقدموا فموتوا علیٰ ما مات	اور جس مقصد کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	وسلم نے جان دی ہے تم بھی اسی مقصد (دین اسلام کی حفاظت) کیلئے اپنی جان دے دو"

یہ کہہ کر دشمن کی طرف بڑھے اور شہید ہو گئے۔

حضرت نافع رضؓ بن جبیر فرماتے ہیں۔ میں نے بچشم خود دیکھا کہ احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ آپ درمیان میں کھڑے تھے۔ تیر آتے ہیں اور پرے ہٹ جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا عبد اللہ بن شہاب کہہ رہا تھا۔ مجھے بتاؤ محمد کہاں ہے۔ اگر وہ بچ گیا تو میری خیر نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پہلو میں کھڑے تھے۔ اور آپ کے پاس کوئی مسلمان نہ تھا۔ وہ یہاں سے گذر گیا تو صفوان نے اسے ملامت کی۔ محمد تمہارے پاس کھڑا تھا۔ تم نے اسے کیوں

نے قتل کیا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے اسے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد ہم چار آدمیوں نے قسم کھائی کہ ہم محمد کو ضرور قتل کریں گے۔ یہ عزم لے کر ہم آگے بڑھے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

حضرت ابو سعید خدریؓ کے والد ماجد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کا خون چوسا۔ عرض کیا گیا۔ اب کلی کر دیں۔ یعنی یہ سارا خون باہر پھینک دیں۔ فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ حضور کا سارا خون پی گئے۔ جب پیٹھ موڑ کر چلے گئے۔ تو حضور نے فرمایا:۔

من اراد ان ینظر الی اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا — جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اسے دیکھ لے۔

حضرت عاصمؓ بن عمرو۔ محمدؓ بن یحیٰی بن حبان وغیرہما کا غزوۂ احد میں سخت امتحان ہوا۔ اور ان کو بہت مشقت اٹھانی پڑی۔ فرماتے ہیں:۔ احد کی لڑائی میں خدا نے مسلمانوں کا بہت ہی سخت امتحان لیا۔ جو منافق چھپے ہوئے تھے وہ ظاہر ہو گئے۔ اور اپنی زبان درازی سے مسلمانوں کو ایذاء پہنچانے لگے۔ خدا نے بہت سے مسلمانوں کو اس لڑائی میں شہادت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے متعلق سورہ آل عمران میں ساٹھ آیتیں نازل کیں۔

واذ غدوت من اھلک تبوئ المؤمنین للقتال۔ (زاد المعاد صفحہ ۲۴۵ جلد اول)

خالد بن ولید کو کس طرح ہزیمت ہوئی

جس وقت درّہ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو خالد بن ولید نے اپنی سوار فوج کو پہاڑ پر چڑھانا چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے دعا مانگی "یا اللہ! تو اسے ہم پر نہ بلند ہونے دے" اوپر سے تیر انداز مسلمان پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور تیر برسا کر دشمن کی سوار فوج کو بھگا دیا۔

غزوۂ احد میں ستر انصاری اور پانچ مہاجرین شہید ہوئے۔ (خازن صفحہ ۲۷۹ جلد اول)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔ احد میں سب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صرف گیارہ انصاری اور حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ رہ گئے۔ حضور پہاڑ پر چڑھ رہے تھے کہ کافر پیچھے سے آ گئے۔ حضور نے فرمایا۔ کیا کوئی مسلمان ان کا

مقابلہ کرے گا" حضرت طلحہ رضؓ نے عرض کیا - میں ان کا مقابلہ کروں گا - حضور نے فرمایا - تم میرے ساتھ رہو - ایک انصاری نے عرض کیا - حضور! میں ان کا مقابلہ کروں گا - اُس نے کافروں کا مقابلہ کیا - حضور اور آپ کے ساتھ جو مسلمان باقی رہ گئے تھے پہاڑ پر چڑھنے لگے - وہ انصاری لڑتا ہؤا شہید ہوگیا - اور کافر پیچھے سے آپہنچے - حضور نے فرمایا - کیا کوئی شخص ان کو روکے گا - حضرت طلحہ رضؓ نے وہی کلمہ دہرایا - حضور نے بھی وہی جواب دیا - دوسرے انصاری نے عرض کیا - حضور! میں ان کو روکونگا - وہ کافروں سے لڑنے لگا - اور حضور مع اپنے اصحاب کے پہاڑ پر چڑھ گئے - یہ دوسرا انصاری بھی شہید ہوگیا - اور کافر پیچھے سے آپہنچے - حضور نے فرمایا - کیا کوئی شخص ان کو روکے گا - حضرت طلحہ رضؓ نے وہی الفاظ دہرائے - حضور نے بھی وہی پہلا حکم دیا - تیسرے انصاری نے کافروں سے مقابلہ کرنے کی اجازت مانگی - آپ نے اجازت دی - حتیٰ کہ وہ شہید ہوگیا - اس کے بعد باقی انصار بھی اسی طرح شہید ہوتے گئے - حضور اور حضرت طلحہ رضؓ رہ گئے - اب حضور نے فرمایا - ان کافروں کو کون روکیگا - حضرت طلحہ رضؓ نے کہا - میں روکوں گا - یہ کہہ کر حضرت طلحہ رضؓ نے کافروں کا انصاریوں کی طرح مقابلہ کرنا شروع کیا - حتیٰ کہ حضرت طلحہ رضؓ کی انگلیاں شہید ہوگئیں - اس کے بعد حضور پہاڑ پر چڑھ گئے - اور مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے - جو وہاں پہلے سے موجود تھے - دوسری روایت ہے :- اُس روز حضور کے ساتھ صرف حضرت طلحہ رضؓ سعد رضؓ بن ابی وقاص رہ گئے تھے - حضرت سعد رضؓ فرماتے ہیں - حضور مجھے تیر پکڑاتے جاتے اور زبان سے کہتے -

ارم فداک ابی و امی - اے سعد! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں خوب تیر پھینکو -

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں - حضرت طلحہ رضؓ نے حضور کے آگے کھڑے ہوکر کافروں پر خوب تیر برسائے - اور حضور اُن کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے - گویا کہ طلحہ رضؓ آپ کی ڈھال تھے - حضرت ابو طلحہ رضؓ بڑے تیرانداز تھے - جب یہ تیر پھینکتے - تو حضور اپنی گردن بلند کرکے تیر کا نشانہ دیکھتے - حضرت ابو طلحہ اپنا سینہ بلند کر دیتے - کہتے - حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان - آپ اپنی گردن نیچے رکھئے - تاکہ دشمن کا

کوئی تیر آپ کو نہ لگے - میں آپ کی سپر ہوں - حضرت ابو طلحہ رض اپنا جسم حضور کے آگے رکھ کر کہتے - حضور! میں قوی ہوں - مجھے آپ خوب استعمال کیجئے - اور جو آپ کی مرضی ہو میرے متعلق اپنا حکم دیجئے - اُس روز حضرت ابو طلحہ رض کے ہاتھ میں تین کمانیں ٹوٹیں -

مسلمان خواتین کی خدمات -

میں نے حضرت عائشہ رض حضرت اُم سلیم رض کو دیکھا کہ وہ اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے ہوئے اپنی پشت پر پانی کی مشکیں بھر کر لے جا رہی تھیں - مسلمانوں کو پانی پلاتیں - جب مشک خالی ہو جاتی پھر آ کے بھر لاتیں -

حضرت سعد رض بن ابی وقاص فرماتے ہیں :- میں احد کے روز اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کو جس نے حضور کے دندان مبارک شہید کئے تھے - قتل کرنے کا بڑا متمنی تھا - جب حضور نے یہ ارشاد فرمایا - جس نے رسولِ خدا کے چہرہ پر اُس کا خون بہایا - اُس پر خدا کا سخت غصہ بڑھ گیا - تو میں نے اُسے قتل کرنے کا خیال چھوڑ دیا - حضور نے اُس کے لئے یہ بد دعا کی :-

اَللّٰھُمَّ لا یحول علیہ الحول حتی یموت کافراً — یا اللہ! ایک سال گزرنے سے پہلے یہ کافر ہو کر مرے -

ایک سال نہیں گزرا تھا کہ وہ کفر کی حالت میں مر گیا -

حضرت مصعب رض -

حضرت خباب رض بن ارت فرماتے ہیں - ہم نے صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی - خدا پر ہمارا اجر واجب ہو گیا (یعنی اُسے ہمیں اجر دینا پڑا) بعض مسلمان اپنا یہ اجر لئے بغیر ہی آخرت میں چلے گئے - انہی میں سے حضرت مصعب رض بن عمیر ہیں - احد کی لڑائی میں شہید ہوئے - صرف ایک چادر چھوڑی - جب ہم اُس سے اُن کا سر ڈھانکتے تو قدم کھل جاتے - اور اگر ہم قدم ڈھانکتے - تو سر کھل جاتا - حضور نے ہمیں حکم دیا - اُن کا سر ڈھانک دو - اور قدموں پر اذخر (ایک قسم کی گھاس) رکھ دو - اور بعض مسلمان ایسے ہیں جو اب اپنے اس اجر میں خوب عیش اُڑا رہے ہیں -

بوڑھوں کا شوقِ جہاد

حضرت یمانؓ (حضرت حذیفہؓ کے والد) اور حضرت ثابتؓ بن وقس دونو بہت ہی بوڑھے تھے - اپنے بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے مدینہ کے ٹیلوں پر عورتوں کے پاس تھے - دونو نے کہا - اب ہماری عمر تھوڑی رہ گئی ہے - کیوں نہ ہم لڑائی میں شامل ہوکر شہادت کا درجہ حاصل کریں - یہ نیت کرکے دونو آگے بڑھے - راستہ میں مشرکوں کی فوج کی اقامت گاہ کے کنارے سے گذرنا پڑا - حضرت ثابتؓ کو کافروں نے شہید کر دیا - اور حضرت یمانؓ کو مسلمانوں نے غلطی سے قتل کر دیا - حضور نے قاتلوں میں سے کسی پر عتاب نہیں کیا - کیونکہ اُن کا عذر معقول تھا (کہ یہ کافروں کی جانب سے آرہے تھے)۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑائی میں اپنی کمان سے دشمنوں پر تیر پھینک رہے تھے - حتے کہ وہ ٹیڑھی ہوگئی - حضرت قتادہ بن نعمان نے یہ کمان اٹھائی -

جیسی نیت ویسا پھل

مسلمانوں میں ایک شخص قزمان تھا - نہ معلوم کہاں سے آیا تھا - جب اُس کا ذکر حضور کے سامنے آیا تو فرمایا - یہ دوزخی ہے - اُس نے بہت سخت جنگ کی - آٹھ کافر قتل کئے - بڑا بہادر اور شجاع تھا - جب زخمی ہوگیا تو اُسے اُٹھا کر بنی ظفر کی حویلی میں لے گئے - اُس سے کہا - آج تم نے بہت محنت اٹھائی تم کو مبارک ہو - اُس نے جواب دیا - تم مجھے کس بات کی مبارک باد دیتے ہو - میں نے تو صرف اپنی قوم انصار کی حمیّت کی وجہ سے کافروں سے جنگ کی ہے - اسلام کو سربلند کرنے اور خدا کو راضی کرنے کی نیت سے جنگ نہیں کی -

ایک نومسلم کی وصیّت

احد میں حضرت مخیریقؓ بھی شہید ہو گئے - انہوں نے میدان جنگ میں روانہ ہونے سے پہلے یہودیوں سے کہا - تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ تم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا واجب ہے - یہودیوں نے جواب دیا - آج ہفتہ کا دن ہے - انہوں نے فرمایا - تم ہفتہ کی کوئی قدر نہیں کرتے - یہ کہہ کر تلوار پکڑی اور وصیت کی - اگر میں قتل ہوجاؤں تو میرا سب مال محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کیا جائے -

ابوسفیان کی حرکت

ابوسفیان اپنے نیزہ کی بھال سے حضرت حمزہ رض کی کنپٹی کو کرید رہا تھا۔ حُلیس نے قریش سے خطاب کیا۔ ابوسفیان قریش کا سردار ہوتے ہوئے ایسی ذلیل حرکت کر رہا ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ خاموش ہو جاؤ۔ مجھ سے غلطی ہوگئی۔

اس سے پیشتر اس کی بی بی ہند حضرت حمزہ رض کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال چکی تھی۔ اُسے چبا کر نگلنا چاہا۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکی اور باہر پھینک دیا۔

حضرت حمزہ کی نعش مبارک دیکھ کر

لڑائی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رض کی نعش مبارک تلاش کرنے آئے۔ بطنِ وادی میں نعش ملی۔ پیٹ سے کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ ناک اور دونو کان کٹے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضور نے فرمایا۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ صافیہ رض (حضور کی پھوپھی) کو رنج پہنچیگا تو میں اس نعش کو اسی حالت میں یہاں پڑا رہنے دیتا۔ حتےٰ کہ ان کا گوشت درندوں اور پرندوں کے پیٹ میں جاتا۔ اگر آئندہ جنگ میں خدا نے مجھے قریش پر کامیاب کیا تو میں ان کی تیس ۳۰ نعشوں کی بے حرمتی کرونگا۔ مسلمانوں نے حضور کا یہ غصہ دیکھ کر کہا۔ اگر خدا نے ہمیں کبھی ان پر فتح وظفر عطا فرمائی تو ہم ان کی نعشوں کی ایسی بے حرمتی کریں گے کہ آج تک عرب میں کسی کے ساتھ ایسی بے حرمتی نہ ہوئی ہوگی۔ اس پر خدا نے یہ آیت نازل کی:۔

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہٖ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین	مسلمانو! اگر تم اُن سے بدلہ لینا چاہتے ہو تو اتنا بدلہ لو جتنا انہوں نے تم سے لیا ہے۔ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

حضور نے صبر کیا اور مسلمانوں کو بھی دشمنوں کی نعشوں کی بے حرمتی کرنے سے منع کیا۔

حضرت سمرہ رض فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وعظ میں یہ ضرور کہتے۔ اللہ کو راضی کرنے کے لئے صدقہ دو۔ دشمنوں کی نعشوں کی بے حرمتی مت کرو۔

حضور نے حضرت حمزہ رض کی نعش پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔ اب مجھے تم جیسا بہادر اور بے نظیر آدمی نہیں ملیگا۔ اب تمہاری تلافی نہیں ہوسکتی۔ تمہاری یہ حالت دیکھ کر مجھے اتنا سخت غصہ کسی اور چیز پر نہیں آیا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ حضرت

جبرئیلؑ میرے پاس تشریف لائے اور خبر دی کہ ساتویں آسمان پر یہ مکتوب (لکھا ہوا) ہے۔

حمزۃ بن عبد المطلب اسد اللّٰہ ، حمزہ اللہ کا اور اس کے رسول کا شیر ہے۔
و اسد رسولہ

حضرت حمزہ رضؓ حضور کے چچا ہونے کے علاوہ آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ ثوبیہ ابو لہب کی لونڈی نے حضرت حمزہؓ۔ رسولِ خدا اور حضرت ابو سلمہ رضؓ بن عبد الاسد تینوں کو دودھ پلایا ہے۔

حضرت صفیہ رضؓ بنت عبد المطلب جب اپنے بھائی حضرت حمزہ رضؓ کی نعش دیکھنے آئیں تو حضور نے ان کے صاحبزادہ حضرت زبیر رضؓ بن عوام کو حکم دیا۔ تم اپنی والدہ کو واپس کر دو کہ وہ اپنے بھائی کی نعش دیکھنے مت آئیں۔ حضرت زبیر رضؓ تشریف لائے۔ عرض کیا۔ اماں جان! حضور آپ کو واپس ہونے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت صفیہ رضؓ نے فرمایا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ میرے بھائی کی نعش کی قطع و برید کی گئی ہے۔ یہ بے حرمتی راہِ خدا میں ہوئی ہے۔ ہم تو اس سے بہت ہی خوش ہیں (کیونکہ خدا نے ہماری خدمت قبول کی) میں ان کو دیکھ کر صبر کروں گی۔ انشاء اللہ۔ حضرت زبیر رضؓ حضور کے پاس آئے اور بیان کیا۔ حضور نے فرمایا۔ تو پھر ان کو جانے دو۔ حضرت صفیہ رضؓ تشریف لائیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور اس کے لئے دعاء بخشش و مغفرت مانگی۔ اس کے بعد حضور نے حضرت حمزہ رضؓ کو اور ان کے ساتھ ان کے بھانجے حضرت عبد اللہ رضؓ بن حجش کو اور ان کی والدہ حضرت امیمہ رضؓ بنتِ عبد المطلب کو ایک ساتھ دفن کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبد اللہ رضؓ بن حجش کی نعش کی بھی بے حرمتی کی گئی تھی۔

شہداء کے متعلق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کے قریب کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔ میں ان کا گواہ ہوں۔ جو شخص خدا کو راضی کرنے کی نیت سے لڑائی میں مجروح ہوتا ہے تو خدا قیامت کے روز اس کو اسی حالت میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم کا رنگ خون جیسا ہوگا لیکن خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ حضور نے حکم دیا۔ ان شہیدوں کے جسموں سے ہتھیار اتار لو اور ان کو اسی حالت میں خون میں لت پت اور ان کو اپنے

پہنے ہوئے کپڑوں ہی میں دفن کر دو - ایک ایک لحد میں تین تین شہید جمع کرکے دفن کردو سب سے آگے اُس کو رکھو جس کو قرآن مجید زیادہ آتا ہے۔

بعض مسلمان اپنے شہیدوں کو اُٹھاکر مدینہ لے گئے - اور وہاں دفن کر دیا - حضور نے فرمایا - ان کو مقتل میں واپس کرو - حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں - میرے والد ماجد حضرت عبداللہ رضؓ احد میں شہید ہو گئے - میری بہنوں نے ایک اونٹ بھیج دیا - کہا - والد ماجد کی نعش اُٹھاکر لاؤ اور بنو سلمہ کے مقبرہ میں دفن کرو - میں اپنے مددگاروں کے ساتھ نعش کو اُٹھاکر لایا - حضور کو خبر پہنچی - ابھی آپ میدان جنگ ہی میں تشریف فرما تھے - مجھے بُلاکر کہا - تم کو اپنے والد کی نعش دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اُحد ہی میں دفن کرنا ہوگا - دوسری روایت میں ہے :- بعض نعشیں میدان جنگ سے اُٹھاکر لائی گئیں - حضور کے مُنادی نے آواز دی - شہداء کو اُن کے مقتل میں واپس کرو - حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں :- جب احد کی لڑائی ہونے لگی تو میرے والد نے مجھ سے کہا - اے جابر ! تم مجھے بہت ہی پیارے ہو - حضور کی محبت کے بعد تم سے محبت رکھتا ہوں - بخدا اگر میری بیٹیاں نہ ہوتیں تو میں تم کو اپنی آنکھوں کے سامنے احد کی لڑائی میں شہید ہوتے دیکھ کر بہت ہی پسند کرتا - و نیز میں مقروض ہوں - تم میرے بعد اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا - تم مدینہ چلے جاؤ - اور جنگ کا نتیجہ دیکھنے والوں کے ساتھ مل جاؤ - میرا خیال ہے کہ سب سے اول شہید ہونے والوں میں میرا نام درج ہے - حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں - میں حسب ارشاد مدینہ میں تھا کہ میری پھوپھی میرے والد اور میرے خالو کی نعش ایک اونٹ پر لاد کر لائیں میں اپنے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے دونو نعشیں لایا - نعش کے پیچھے ایک آدمی آیا - یہ سرکاری مُنادی دے رہا تھا - نبی صلے اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ مقتولین کو اُن کے مقتل میں واپس کر دو - اور اُسی جگہ ان کو دفن کر دو - میں دونو نعشیں مقتل میں لے گیا - اور وہیں دفن کر دیا - حضرت امیر معاویہ رضؓ کے عہد مبارک میں ایک شخص میرے پاس آیا - کہا - حضرت امیر معاویہ کے ملازمین تمہارے والد ماجد کی قبر کھود رہے ہیں - میں یہ سنتے ہی وہاں پہنچا - تو دیکھتا ہوں - نعش اُسی طرح تھی - اُس میں کوئی تغیر نہیں ہوا - نہ اُس میں بدبو پیدا ہوئی۔

مشہور مورخ واقدی کہتا ہے :۔ جب امیر معاویہؓ نے احد پہاڑ سے چشمہ جاری کرنا چاہا۔ تو منادی کرائی۔ جس کا کوئی رشتہ دار احد میں شہید ہوا ہو وہ فوراً حاضر ہو۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :۔ ہم نے شہداء کی قبریں کھودیں۔ سب کی نعشیں اسی طرح تھیں۔ کوئی تغیر نہیں ہوا۔ اور نہ ان میں بدبو پیدا ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب سوئے پڑے ہیں۔ سب کی قبروں سے مشک جیسی خوشبو آرہی تھی۔ حضرت عمروؓ بن جموح کا ہاتھ اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا۔ جب اُن کا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون کا فوارہ چھوٹ پڑا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ چھیالیس سال بعد یہ قبریں کھودی گئیں۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شہداء احد کا ذکر کرتے تو فرماتے میری یہ تمنا ہے کاش مجھے بھی ان کے ساتھ اس پہاڑ کے دامن میں ڈال دیا جاتا۔ حضور جب حضرت مصعبؓ بن عمیر کی نعش پر تشریف لائے تو کھڑے ہو کر اُن کے حق میں دعاء مغفرت کی۔ پھر یہ آیت پڑھی :۔

من المؤمنین رجال صدقوا	بعض صالح مسلمانوں نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا
ما عاهدوا الله الیه	جو انہوں نے خدا سے کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں پر آتے جب گھاٹی کے منہ پر پہنچتے تو فرماتے۔

السلام علیکم بما صبرتم	تم پر خدا کا سلام۔ اس لڑائی میں تمہارے صبر کرنے
فنعم عقبی الدار	کی وجہ سے تم کو آخرت میں اچھی جگہ ملی۔

حضور کی وفات کے بعد حضرت صدیقؓ بھی ایسا کرتے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی اپنے عہدِ خلافت میں ایسا ہی کرتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تمہارے مسلمان بھائی احد میں شہید ہوئے تو خدا نے اُن کی روحیں سبز پرندوں کے جسم میں ڈالیں۔ یہ پرندے جنت کی نہروں سے پانی پیتے۔ جنت کے پھل کھاتے۔ اور شب کو اُن قندیلوں میں آجاتے جو خدا کے عرش سے لٹکی ہوئی ہوتی ہیں۔ جب انہوں نے اپنے کھانے اپنے پینے اور رات بسیرا کرنے میں یہ عیش دیکھے تو کہنے لگے۔ کون ہے جو ہمارے مسلمان بھائیوں کو جو اس وقت دنیا میں ہیں۔ ہمارا یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں۔

خوب عیش اڑا رہے ہیں - ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام اس لئے پہنچادو کہ وہ میدانِ جنگ کی مصیبتوں سے نہ گھبرائیں اور جہاد کرنے میں سستی نہ کریں۔ اللہ عزوجل نے کہا - میں تمہارا یہ پیغام پہنچاتا ہوں - اس پر خدا نے یہ آیت نازل کی :-

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل أحیاء عند ربھم یرزقون	تم راہِ خدا میں شہید ہونے والوں کو مُردہ مت سمجھو - بلکہ وہ رب کے پاس زندہ ہیں - رزق کھا رہے ہیں -

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں :- ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا - آپ نے فرمایا - اُن کی روحیں سبز پرندوں میں ہیں جنت میں جہاں چاہتے ہیں اُڑتے ہیں - پھر شام کو اُن قندیلوں میں آجاتے ہیں جو عرش سے لٹکی ہوئی ہیں - ایک روز خدا اُن کی طرف متوجہ ہُوا - کہا مجھ سے کچھ مانگو - انہوں نے جواب دیا - یارب ! ہم تجھ سے کیا سوال کریں - حالانکہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں - خدا نے پھر دوسری دفعہ اُن سے یہی کہا - انہوں نے بھی یہی جواب دیا - خدا نے پھر تیسری دفعہ کہا اُنہوں نے تو وہی پہلا جواب دُہرایا - جب انہوں نے دیکھا کہ خدا اُن کو کچھ سوال کرنے پر مجبور کر رہا ہے - تو انہوں نے عرض کیا - ہم تجھ سے یہ مانگتے ہیں کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس کردے تاکہ ہم دنیا میں پھر دوسری دفعہ تیری راہ میں قتل ہوجائیں - خدا نے دیکھا کہ اس کے سواء اُن کا اور کوئی مدعا نہیں تو خدا نے انہیں چھوڑ دیا -

طرفین کے مقتولین

اس لڑائی میں کل ستر مسلمان شہید ہوئے - چار مہاجرین باقی سب انصار - کافر کل بائیس [۲۲] قتل ہوئے -

ابوعزہ شاعر کا انجام -

صرف ایک قیدی گرفتار ہُوا - وہی مشہور شاعر ابوعزہ جو بدر میں پکڑا گیا تھا - حضور نے اُس سے یہ عہد لے کر کہ وہ آیندہ مسلمانوں کے خلاف لب کشائی نہ کریگا اور نہ اسلام کے خلاف کوئی مظاہرہ کرے گا - چھوڑ دیا تھا - لیکن اُس نے غداری

کی - احد میں پھر پکڑا گیا - اس دفعہ بھی پھر معافی کا خواستگار ہؤا - حضور نے فرمایا -
تمسح عارضیک وتقول تو اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر لوگوں سے کہیگا
خدعت محمداً مرتین کہ میں نے محمد کو دو دفعہ دھوکہ دیا ہے -
یہ فرما کر حضور نے حکم دیا - اس کی گردن اڑا دو - حکم ملنے کی دیر تھی کہ اس کی
گردن اُڑ گئی -

احد سے واپسی -

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپس ہوئے - راستہ میں حضرت
حمنہؓ بنت جحش ملیں - لوگوں نے کہا - آپ کا بھائی حضرت عبداللہؓ شہید ہوگیا ہے -
انہوں نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون - اور دعاء مغفرت مانگی - پھر کہا گیا -
آپ کے خالو حضرت حمزہؓ بھی شہید ہو گئے ہیں - انہوں نے انا للہ وانا الیہ
راجعون پڑھا - اور دعاء مغفرت کی - پھر کہا گیا آپ کا خاوند حضرت مصعبؓ بن
عمیر بھی شہید ہو گئے ہیں - یہ سنتے ہی چیخیں مارنے لگیں - حضور نے فرمایا - میاں
بی بی کا خاص تعلق ہوتا ہے -

ایک خاتون کا جذبہ

حضور بنو دینار کی ایک خاتون کے سامنے سے گذرے - جس کا خاوند[۱] - بھائی[۲] اور والد[۳]
تینوں شہید ہو گئے تھے - جب اسے باخبر کیا گیا تو اُس نے دریافت کیا - یہ بتاؤ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے - مسلمانوں نے جواب دیا - الحمد للہ -
تمہاری خواہش کے مطابق صحیح وسلامت ہیں - خاتون نے کہا - پہلے مجھے دکھادو -
تب مجھے یقین آئے گا - لوگوں نے اشارہ کیا - خاتون نے فرمایا -
کل مصیبۃ بعدک جلل - تیرے بعد ہر مصیبت کو برداشت کرنا آسان ہے -

حضور کی تلوار ذوالفقار

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار پکڑائی - فرمایا -
بیٹی! اس کا خون دھو - کیونکہ آج اس نے میرا دل خوش کیا ہے - حضرت علیؓ
نے بھی اپنی تلوار پکڑائی - کہا - اس کا بھی خون صاف کردو - اس نے آج میرا دل
خوش کیا ہے - حضور نے فرمایا - اگر تم نے بہت کارنامے کئے ہیں تو سہلؓ بن حنیف

اور ابو دجانہ رضؓ نے بھی بہت کافروں کو قتل کیا ہے " دوسری روایت میں ہے حضرت علی رضؓ کی تلوار ٹیڑھی ہوگئی ہوگئی تھی ۔ حضرت فاطمہ رضؓ سے کہا ۔ یہ میری تلوار پکڑو ۔ یہ بہت ہی اچھی تلوار ہے ۔ اس نے میرا دل بہت ہی خوش کیا ہے ۔ حضور نے فرمایا اگرچہ تم نے بہت شمشیر زنی کی ہے تو حضرت سہل رضؓ بن حنیف ۔ ابودجانہؓ ۔ عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہ نے بھی بہت کافر قتل کئے ہیں ۔

حضور کی تلوار کا نام ذوالفقار ہے ۔ احد میں اعلان کیا گیا ۔

لا سیف الا ذوالفقار ۔ تلوار صرف ایک ہے ذوالفقار ۔

حضور نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا ۔ کافروں کو ایسی تلوار نصیب نہیں ۔ جتنے کہ خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہے ۔

حضرت حمزہ رضؓ کا ماتم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عبدالاشہل کے محلہ سے گزرے تو ان کی عورتیں اپنے مقتولین پر نوحہ کر رہی تھیں ۔ ان کا ماتم کر رہی تھیں ۔ یہ سن کر حضور کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے ۔ فرمایا ۔

لکن حمزۃ لا بواکی لہ ۔ لیکن حمزہ پر کوئی عورت رونے والی نہیں ۔

یہ سن کر حضرت سعد رضؓ بن معاذ اور آسیدؓ بن حضیر نے اپنی عورتوں کو حکم دیا ۔ طیار ہو جاؤ وہاں جاکر حضرت حمزہ رضؓ کا ماتم کرو ۔ یہ عورتیں آئیں ۔ اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر حضرت حمزہؓ کا ماتم کرنے لگیں ۔ حضور نے فرمایا ۔ اللہ تم پر رحم کرے ۔ تم نے خوب ایثار سے کام لیا ۔ اب واپس چلی جاؤ ۔ حضرت حمزہ رضؓ کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی ۔

منافقوں اور یہودیوں کی شرارت ۔

مسلمان خواتین کی یہ آہ وزاری ۔ نوحہ ۔ اور ماتم دیکھ کر منافقوں اور یہودیوں کو شرارت کرنے کا موقعہ مل گیا ۔ مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکتے ۔ ان کی دلآزاری کرتے ۔ یہودیوں نے کہا ۔ اگر یہ نبی ہوتا تو شکست نہ کھاتا ۔ منافقوں نے کہا ۔ اے مسلمانو اگر تم ہمارا کہنا مانتے تو یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا ۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۴۸ جلد ۴)

پھر دشمن کے مقابلہ میں۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد جب لشکرِ کفار نے پشت پھیری تو مسلمانوں کو اندیشہ ہؤا کہ مبادا دشمن مدینہ کا قصد کرے۔ اگر اُس نے ایسا کیا تو ہماری عورتیں اور بچے خطرہ میں پڑ جائیں گے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ دشمن کے پیچھے جاؤ۔ دیکھو وہ کیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے گھوڑوں کی سواری اختیار نہ کی اور اونٹوں پر بیٹھ گئے تو سمجھو وہ مکہ کا قصد کر رہے ہیں۔ اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوگئے اور اونٹوں کو خالی اپنے ساتھ لے جانے لگے تو سمجھو یہ مدینہ کا رخ کر رہے ہیں۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر انہوں نے مدینہ کا رخ کیا تو مَیں اُن سے وہ جنگ کروں گا کہ یہ یاد رکھیں گے۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا۔ حسب ارشاد میں دشمن کے پیچھے گیا۔ انہوں نے گھوڑے اپنے پہلو میں رکھ لئے اور اونٹوں پر سوار ہوکر مکہ کا رخ کیا۔

جب دشمن واپس جانے لگا تو ابوسفیان نے مسلمانوں سے خطاب کیا۔ آیندہ سال تم سے بدر میں جنگ ہوگی۔ حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا۔ تم جواب دو ہمیں منظور ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ یہ پختہ عہد ہؤا۔ یہ کہہ کر اپنا لشکر واپس لے گیا۔ راستہ میں انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی۔ تم نے کچھ کارگزاری نہیں کی۔ تم نے اُن کا زور توڑنے کے بعد اُن کو چھوڑ دیا۔ اُن کے افسروں کو تم قتل نہ کر سکے۔ اب یہی افسر تمہارے لئے دوسرا لشکر فراہم کریں گے۔ آؤ واپس پلٹیں اور مسلمانوں کا استیصال کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی۔ آپ نے مسلمانوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ فرمایا۔ صرف وہی مسلمان شامل ہوں جو کل احد کی لڑائی میں ہمارے ساتھ شامل تھے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی نے کہا۔ میں بھی اپنی فوج لے کر شامل ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ نہیں۔ مسلمانوں کو تازہ زخم لگا تھا۔ اور اکثر سپاہی بُری طرح مجروح تھے۔ دشمن کا خوف طاری تھا۔ اس کے باوجود مسلمانوں نے عرض کیا۔ ہم آپ کا حکم ضرور مانیں گے۔ اور دشمن سے مقابلہ کریں گے۔ حضرت جابر رضہ نے عرض کیا۔ حضور! میں نے اس لڑائی میں آپ کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگرچہ میرے والد نے مجھے اپنی بہنوں کی حفاظت کے لئے چھوڑا ہے۔ آپ مجھے میدانِ جنگ میں

جانے کی اجازت دیجئے۔ حضور نے اجازت دی۔

بنو عبدالاشہل ایک انصاری بیان کرتے ہیں۔ میں اور میرا بھائی دونو احد میں شامل تھے۔ ہم دونو مجروح ہو گئے تھے۔ جب سرکاری منادی ہوئی تو کل والے مسلمان پھر میدانِ جنگ جانے کے لئے طیار ہوئے۔ میں نے اپنے بھائی سے کہا۔ کیا ہم لڑائی سے محروم رہ جائیں گے۔ ہمارے پاس کوئی سواری نہیں کہ اُس پر سوار ہو کر جائیں۔ ہم بُری طرح زخمی ہو چکے ہیں۔ میں اپنے بھائی سے کم مجروح تھا۔ جب وہ چلنے سے رہ جاتے تو میں اُنہیں اٹھا لیتا۔ حتےٰ کہ ہم اسی طرح وہاں پہنچے۔ جہاں مسلمان پہنچ چکے تھے۔

اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی شکست خوردہ فوج لے کر آگے بڑھے۔ جب مقام حمراء الاسد میں پہنچے تو معبد خزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اسلام قبول کیا۔ اس قبیلۂ خزاعہ کے کچھ لوگ مسلمان تھے اور کچھ کافر۔ لیکن سب کے سب حضور کے جاسوس تھے۔ تہامہ میں جو واقعہ پیش آتا فوراً حضور کو باخبر کرتے۔ حضور نے اس مقام میں تین روز قیام کیا۔ حضور نے معبد کو حکم دیا۔ تم ابھی ابوسفیان کے پاس جاؤ۔ اور اُس کو کمزور بناؤ۔ یہ اُسی وقت ابوسفیان کے پاس آئے۔ اُسے معلوم نہ تھا کہ معبد مسلمان ہو گئے ہیں۔ مقامِ روحا میں اُس سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے دریافت کیا۔ کیا خبر لائے ہو۔ معبد نے جواب دیا۔ محمد اپنا عظیم الشان لشکر لے کر تمہارے پیچھے آرہا ہے۔ اُن کو اپنے مقتولین کا بڑا صدمہ ہے۔ وہ تم سے جلے ہوئے ہیں۔ اور سخت جوش میں ہیں۔ تم سے پورا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ آج تک مسلمانوں کا اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا گیا۔ مدینہ کے جو مسلمان احد کی لڑائی سے غیر حاضر تھے اُن کو اپنی غیر حاضری پر ندامت ہوئی۔ وہ اس لشکر میں شامل ہو گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا۔ پھر تمہارا کیا مشورہ ہے۔ معبدؓ نے فرمایا۔ میری رائے یہ ہے کہ اس ٹیلہ کے پیچھے سے اُن کے لشکر کے ہراول دستے ظاہر ہونے سے پہلے تم یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ اور مکہ کی راہ اختیار کرو۔ ابوسفیان نے کہا۔ ہم تو ان پر آخری ضرب لگانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ تاکہ ان کو بالکل ختم کر دیں۔

معبد نے فرمایا۔ ایسا خیال مت کرو۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ میری نصیحت مانو اور واپسی کی راہ اختیار کرو۔ یہ سن کر دشمنانِ اسلام مکہ واپس ہو گئے۔ راستہ میں ایک کارواں ملا جو مدینہ جا رہا تھا۔ ابو سفیان نے اس سے کہا۔ تم محمد کو میرا ایک پیغام پہنچا دو۔ میں اس کے معاوضہ میں جب تم واپس آؤ گے۔ تمہاری سواری کے بوجھ کے برابر کشمش دوں گا۔ اس نے کہا۔ اچھا۔ بتاؤ کیا پیغام ہے۔ ابو سفیان نے کہا۔ تم محمد سے کہنا۔ ہم نے تم پر فیصلہ کن ضرب لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تاکہ ہم تمہیں بالکل ہلاک کر دیں۔ جب مسلمانوں کو یہ پیغام ملا تو انہوں نے جواب دیا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء واتبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضل عظیم

ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ مسلمان پلٹ آئے اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ۔ ان کو کوئی برائی نہ پہنچی۔ اور چلے اللہ کی رضاء پر اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔

اس کے بعد حضور مدینہ واپس آ گئے۔ (زاد المعاد صفحہ ۳۴۶ جلد اول۔ تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۵ جلد ۴)

دیگر واقعات

اسی سنہ میں حضرت ام کلثوم رض حضور کی صاحبزادی سے حضرت عثمان رض بن عفان کی شادی ہوئی۔

اسی سنہ میں حضرت فاطمہ رض کے بطن سے حضرت حسن رض پیدا ہوئے اور حضرت حسین رض کا حمل ٹھیرا۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۶۱ جلد ۴)

سنہ ۴ھ

سریۂ ابی سلمہ رض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے باقی ایام ذیقعدہ ذی الحجہ کے مہینے مدینہ میں گزارے۔ جب محرم کا چاند چڑھا تو آپ کو خبر پہنچی طلحہ اور سلمہ

(خویلد کے بیٹے) اپنی قوم کو ہمراہ لے کر بنو اسد کی فوج کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ حضور نے حضرت ابو سلمہؓ کو ایک سو پچاس سپاہی جن میں مہاجرین و انصار دونو شامل تھے۔ دے کر اُن کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا حالانکہ حضرت ابو سلمہؓ احد میں زخمی ہو چکے تھے۔ ایک ماہ سے علاج کرا رہے تھے۔ حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے جھنڈا دے کر ارشاد فرمایا۔ اس دستہ کو لے جا کر بنو اسد پر غارت ڈالو۔ حضرت ابو سلمہؓ آگے بڑھے۔ دشمن سے تصادم تو نہ ہوا۔ لیکن بکریاں اور بہت اونٹ غنیمت میں ملے۔ حضرت ابو سلمہؓ یہ مالِ غنیمت ہنکا کر مدینہ لے آئے۔ تین غلام بھی پکڑے تھے۔ جس اسدی نے رہنمائی کی تھی اس کو بہت سا انعام دیا۔ خمس نکال کر اور ایک اچھا سا غلام حضور کے لئے مخصوص کر کے باقی سب غنیمت اپنے سپاہیوں میں تقسیم کر دی۔ ان کے صاحبزادے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ جب میرے والد اس مہم سے فارغ ہو کر آئے تو احد کے زخم پھر اُبھر آئے۔ جمادی الاولیٰ کی ستائیسویں تاریخ کو انتقال فرمایا۔ میری والدہ ماجدہ نے عدت کے ایام چار مہینے اور دس دن گزار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر لیا۔ میری والدہ نے ۵۹ھ میں وفات پائی۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۶۲ جلد ۴)

حضرت خبیبؓ کی دردناک شہادت

غزوۂ احد کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصمؓ بن ثابت کے زیر قیادت ایک چھوٹا سا دستہ روانہ فرمایا۔ جس وقت یہ مسلمان عسفان کے قریب پہنچے تو قبیلۂ ہذیل کے چند افراد کو انسانوں کے قدموں کے آثار نظر آئے۔ انہوں نے نشانوں پر چلنا شروع کیا۔ جب یہ کافر ایک منزل پر پہنچے تو اُن کو مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں نظر آئیں۔ انہوں نے آپس میں کہا۔ یہ مدینہ کی کھجوریں ہیں (یعنی یہاں سے مسلمان گزرے ہیں) وہ ان کے تعاقب میں گئے۔ جب قریب پہنچے تو مسلمان ایک موزوں مقام پر پناہ گزین ہوئے۔ کافروں نے اُن کا محاصرہ کر لیا۔ کہا۔ اگر تم ہتھیار ڈال دو۔ تو ہم تم میں سے کسی کو قتل

نہ کریں گے۔ حضرت عاصم رضؓ نے فرمایا۔ میں کسی کافر کے سامنے ہتھیار نہ پھینکونگا۔ یا اللہ! تو ہماری خبر اپنے رسول کو پہنچادے۔ کافروں نے ان پر تیر برسانے شروع کیے۔ حتیٰ کہ حضرت عاصم رضؓ سات مسلمانوں کے ساتھ شہید ہوگئے۔ صرف حضرت خبیب رضؓ۔ زید رضؓ اور ایک مسلمان رہ گئے۔ کافروں نے ان سے مضبوط عہد کیا کہ اگر تم ہتھیار پھینک دو تو ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔ سادہ لوح مسلمانوں نے کافروں پر اعتبار کر کے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور اپنے آپ کو اُن کے حوالہ کر دیا۔ کافروں نے اُسی وقت اپنی کمانیں کھولیں۔ اور ان کو مضبوط باندھ دیا۔ تیسرے مسلمان نے فرمایا۔ یہ پہلی بدعہدی اور غدر ہے۔ یہ کہہ کر کافروں کے ہمراہ چلنے سے انکار کر دیا۔ کافروں نے ان کو گھسیٹا اور سخت تکلیف پہنچائی۔ جب ان کو ساتھ لے جانے پر کامیاب نہ ہو سکے تو ان کو شہید کر دیا۔ حضرت خبیبؓ اور زیدؓ کو مکہ لے گئے اور قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب رضؓ کو حرث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا۔ کیونکہ حضرت خبیبؓ نے بدر میں حرث کو قتل کیا تھا۔ کچھ دن یہ اُن کی قید میں رہے۔ بعد میں کافروں نے ان کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ایک روز حضرت خبیب رضؓ نے حرث کے گھر والوں سے اُسترا مانگا۔ انہوں نے اُسترا دے دیا۔ حرث کا ایک نواسہ کھیلتا کودتا حضرت خبیب رضؓ کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اس کو پیار کیا۔ اور اپنی ران پر بٹھا لیا۔ جب بچہ کی ماں اُس کو لینے آئی تو اُس نے حضرت خبیب رضؓ کے ہاتھ میں اُسترا دیکھ کر خوف زدہ ہوئیں۔ حضرت خبیب رضؓ نے فرمایا۔ کیا تم کو یہ اندیشہ ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کر دوں گا۔ مجھ سے ایسا فعل سرزد نہ ہوگا انشاء اللہ۔ اس عورت کا بیان ہے۔ میں نے عمر بھر حضرت خبیب رضؓ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو ان ایام میں انگور کھاتے دیکھا۔ حالانکہ یہ انگوروں کا موسم نہ تھا۔ اور وہ لوہے کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ یہ انگور یقیناً خدا نے ان کے پاس بھجوائے۔

جب ان کو مقتل میں لے گئے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ مجھے صرف دو رکعتیں پڑھنے

کی اجازت دو۔ دوگانہ ادا کرکے فرمایا۔ اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم خیال کروگے کہ میں موت سے ڈرتا ہوں تو میں زیادہ نماز پڑھتا۔ اس کے بعد خدا سے مخاطب ہوکر استدعا کی اللھم احصھم عدداً (یا اللہ تو ان سب کو ہلاک کردے۔ ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑ) پھر یہ اشعار پڑھے

لقد اجمع الاحزاب حولی و البوا
قبائلھم واستجمعوا کل مجمع

کافروں کے گروہ در گروہ میرے گرد و پیش جمع ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے قبائل اور ہر قسم کے مجمع کو جمع کر لیا ہے۔

وقد قربوا ابناء ھم و نساء ھم
وقُربتُ من جذع طویل مُمَنّع

انہوں نے اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی طلب کر لیا ہے اور مجھ کو ایک مضبوط بلند شہتیر کے پاس لاکر قریب کر دیا ہے۔

وقد خیرونی الکفر والموت دونہ
وقد ھَمَلت عینای من غیر مجزع

وہ کہتے ہیں اگر میں کفر اختیار کروں تو میری جان بخشی ہو سکتی ہے حالانکہ اس تصور یعنی کفر اختیار کرنے کے خیال سے میری آنکھوں سے لگاتار آنسو گر رہے ہیں موت کے ڈر سے نہیں گر رہے ہیں۔

وما بی حذار الموت انی لمیت
فان الی ربی ایابی و مرجع

میں موت سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ میں اس وقت خدا کی درگاہ میں حاضر ہونے کے لئے جا رہا ہوں۔

فذا العرش صبرنی علی ما یُراد بی
فقد بضعوا لحمی وقد یاس مطمعی

اے عرش کے مالک مجھ کو صبر دے۔ ان کافروں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اب میں زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں۔

ولستُ اُبالی حین اُقتلُ مسلمًا
علی ای شق کان فی اللہ مصرعی

جب میں اسلام پر فدا ہو رہا ہوں تو اب مجھ کو پرواہ نہیں کہ کس پہلو پر گرتا ہوں اور کس طرح جان دیتا ہوں۔

وذلک فی ذات الالٰہ و ان یشاء
یُبارکْ علی اَوصالِ شلوٍ ممزع

یہ میری فداکاری ذات الٰہی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر وہ چاہے

تو میرے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے کو برکت عطا کرسکتا ہے۔

قریش نے حضرت عاصم رضؓ کی نعش سے کچھ حصّہ حاصل کرنے کے لئے چند کافر بھیجے۔ اس لئے کہ حضرت عاصم رضؓ نے بدر میں قریش کے ایک بڑے افسر کو قتل کیا تھا۔ خدا نے ان کی مبارک نعش کو بچانے کے لئے بھڑوں کو بھیج دیا۔ کافر ان بھڑوں سے ڈر کر نعش کے قریب نہ پہنچ سکے۔

حضرت زیدؓ کو صفوان نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلہ قتل کرنے کے لئے خریدا۔ اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا۔ اس کو حرم کی حدود تنعیم میں قتل کر دو۔ اسی وقت مقتل میں قریش کے چند افراد جمع ہو گئے۔ ابوسفیان بن حرب بھی ان میں موجود تھا۔ اس نے حضرت زیدؓ سے کہا۔ کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ تم کو اس وقت چھوڑ دیا جائے اور تمہارے بدلہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت زیدؓ نے جواب دیا۔ میں یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ حضور کے قدموں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔ ابوسفیان نے قریش سے کہا۔ صرف صحابہ کرام ہی ایسی قوم ہے جن کے دلوں میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی انتہائی عظمت و محبت ہے۔ نسطاس نے حضرت عاصم کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ کوئی شخص خبیبؓ کی نعش پھانسی کے تختہ سے اتار کر لے آئے۔ اس کے معاوضہ میں جنت ملے گی۔ حضرت زبیرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ میں اور مقدادؓ بن اسود ان کی نعش اٹھا کر لائیں گے۔ دونوں روانہ ہوئے۔ دن کو چھپ جاتے اور رات کو منزل طے کرتے۔ حتےٰ کہ شب کے وقت تنعیم میں پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ پھانسی کے چاروں طرف قریش کے چالیس آدمی ہیں۔ لیکن نہایت اطمینان سے خواب غفلت میں ہیں۔ ان دونوں نے نعش مبارک کو پھانسی کے تختہ سے اتارا۔ نعش میں کسی قسم کی بدبو پیدا نہ ہوئی تھی۔ حالانکہ چالیس یوم گزر چکے تھے۔ ان کا ہاتھ جائے قتل پر تھا۔ اور وہاں سے خون بہہ رہا تھا۔ لیکن مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ حضرت زبیرؓ نعش کو گھوڑے پر رکھ کر سوار ہوئے۔ کفار کی آنکھ کھلی تو تختۂ دار سے نعش غائب۔ قریش کو خبر دی۔ اسی وقت ستر کافر تعاقب میں روانہ ہوئے۔

حضرت زبیرؓ نے نعش کو نیچے پھینکا - اور خود مقابلہ کے لئے مستعد ہو گئے - نعش کا زمین پر گرنا تھا کہ اسی دم زمین نگل گئی - حضرت زبیرؓ نے اپنے سر سے پگڑی اٹھا کر کہا - اے کفار قریش! تم کو کس چیز نے ہمارے مقابلہ کے لئے جرأت دلائی ہے - مجھ کو جانتے ہو میرا نام زبیر ہے - صفیہ کا بیٹا ہوں - (یعنی شریف زادہ ہوں مقابلہ سے بھاگنے والا نہیں) میرے ساتھی حضرت مقدادؓ بھی بہادر ہیں - ہم دو شیر ہیں - تمہارا مقابلہ کرنے کو طیار ہیں - کفار نے مقابلہ کرنے سے انکار کیا - اور مکہ کی راہ لی - جس وقت یہ دونو حضور کے سامنے پہنچے تو حضرت جبرئیل تشریف فرما تھے - حضور سے فرمایا - فرشتے ان دونو پر فخر کر رہے ہیں - (خازن صفحہ ۱۳۴ جلد اول)

یہ خازن کا بیان ہے - زاد المعاد میں یوں لکھا ہے - صفر ۳ھ میں قوم عضل وقارہ کے چند نمایندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے - کہا - ہماری قوم مسلمان ہو چکی ہے - آپ ہمارے ساتھ چند مبلغین اسلام بھیجئے - تاکہ وہ ہم کو قرآن مجید اور دین کے احکام سکھائیں - حضور نے چند مبلغ ان کے ہمراہ کر دیئے - مشہور مؤرخ ابن اسحٰق کے قول کے مطابق ان کی تعداد صرف چھ تھی - لیکن امام بخاری فرماتے ہیں - پورے دس مبلغ تھے - بہرکیف حضور نے حضرت مرثدؓ بن ابی مرثد غنویؓ کو ان کا افسر بنا کر بھیجا - حضرت خبیبؓ بھی ان کے ماتحت تھے - جب مقام رجیع جو اعضِ حجاز میں قبیلۂ ہذیل کی مشہور بستی ہے - پہنچے تو کافروں نے ان سے غداری کی - اور ہذیل کے کافروں کو للکارا - وہ دفعتہً جمع ہو گئے اور مبلغینِ اسلام کا محاصرہ کر لیا -

حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ بن وثنہ کے علاوہ سب کو قتل کر دیا - ان دونو کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا - دونو شجاعوں نے یوم بدر میں کافروں کے بڑے بڑے افسر قتل کئے تھے - بہرکیف حضرت خبیبؓ چند ایام قید میں رہے - بعد میں کافروں نے ان کو پھانسی پر لٹکانے کا ارادہ کیا - ان کو مقتل میں لے گئے - جو تنعیم میں تھا - جب ان کو پھانسی دینے لگے تو انہوں نے فرمایا - مجھ کو صرف دو رکعتیں ادا کرنے کی مہلت دو - کافروں نے اجازت دی -

انہوں نے دو مختصر رکعتیں پڑھ کر ارشاد فرمایا۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا کہ تم کہو گے موت سے ڈر گیا ہے تو بہیں زیادہ لمبی نماز پڑھتا۔ جب مذکورہ بالا بددعا اور اشعار پڑھ چکے تو ابوسفیان نے کہا۔ کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہارے بدلہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا جائے اور تم کو صحیح وسالم تمہارے گھر پہنچا دیا جائے۔ حضرت خبیبؓ نے جواب دیا۔ میں تو اس پر راضی نہیں۔ کہ حضور اس وقت جہاں ہیں ان کو ایک کانٹا بھی چبھے۔ اس کے بعد کافروں نے ان کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ اور نعش کی حفاظت کے لئے چند پہرے دار مقرر کر دئیے۔ لیکن حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری دھوکہ سے رات کو نعش مبارک لے گئے اور دفن کر دیا۔ (زاد المعاد صفحہ ۶۷ جلد اول)

خدا اپنے نیک بندوں کی دعاء قبول کرتا ہے۔

جب حضرت عاصمؓ شہید ہو گئے تو ہذیل نے آپ کی گردن کاٹ کر سلافہ بنت سعد کے ہاتھ فروخت کرنی چاہی۔ کیونکہ جب بدر میں اس کا بیٹا حضرت عاصمؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا تو اس نے نذر مانی تھی کہ اگر اسے عاصم کی کھوپڑی مل گئی تو وہ اس میں شراب بھر کر پیئے گی۔ حضرت عاصمؓ نے خدا سے دعا مانگی۔ کوئی مشرک میرے بدن کو نہ چھو سکے۔ اور نہ میں کسی کافر کو ہاتھ لگاؤں۔ اس لئے کہ یہ سب مشرک نجس ہوتے ہیں۔ خدا نے ان کی نعش کی حفاظت کے لئے بھڑیں بھیج دیں۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو فرمایا۔ خدا اپنے صالح مسلمان کی حفاظت کرتا ہے۔

حضرت خبیبؓ۔ زیدؓ بن وثنہ۔ اور عبد اللہؓ بن طارق قید ہو گئے۔ کافر ان کو فروخت کرنے کے لئے مکہ میں لے جانے لگے۔ جب مقام ظہران میں پہنچے۔ تو عبد اللہؓ اپنے بندھن میں سے چھوٹنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور تلوار پکڑ لی۔ کافر پیچھے ہٹ گئے۔ کافروں نے ان کو پتھر مار کر شہید کر دیا۔ ظہران میں ان کی قبر موجود ہے۔

پھانسی کے وقت دو رکعتیں پڑھنے کی سنت

سب سے پہلے حضرت خبیبؓ نے جاری کی ہے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ نے

بھی ایسی دو رکعتیں پڑھی تھیں - انہوں نے طائف میں ایک شخص سے ایک خچر اس شرط پر اُجرت پر لیا کہ جہاں میں چاہوں مجھے اُتار دے - خچر کا مالک ان کو ایک خرابہ (اُجاڑ) میں لے گیا - جہاں چاروں طرف نعشوں کے ڈھیر تھے - جب اُس نے حضرت زیدرضؓ کو قتل کرنے کا عزم کیا - تو حضرت زیدرضؓ نے فرمایا - مجھے صرف اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعتیں ادا کر لوں - اُس نے اجازت دی - حضرت زیدرضؓ فرماتے ہیں - جب میں نماز پڑھ چکا تو مجھے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا - میں نے کہا یا ارحم الرّاحمین (اے اللہ! سب سے زیادہ رحم کرنے والے) - دفعتہً آواز آئی اسے مت قتل کرو - یہ سُن کر خچر کا مالک ڈر گیا - اور دیکھنے گیا - جب اُسے کوئی نظر نہ آیا تو مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھا - میں نے پھر کہا یا ارحم الراحمین - پھر دوبارہ آواز آئی - اسے مت قتل کرو - وہ پھر دیکھنے گیا - جب کوئی نظر نہ آیا اور مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھا تو پھر میں نے کہا یا ارحم الراحمین - دفعتہً ایک شہسوار آیا - اُس کے ہاتھ میں نیزہ تھا - اور نیزہ کے سرے پر آگ کا شعلہ تھا - اُس کو نیزہ مارا - نیزہ دوسری طرف نکل گیا - اور یہ گر کر مر گیا - شہسوار نے مجھ سے کہا - جب تم نے پہلی دفعہ اللہ کو بلایا تو میں ساتویں آسمان پر تھا - جب تم نے دوسری دفعہ خدا کو پکارا تو میں دنیا کی آسمان پر تھا - جب تم نے تیسری دفعہ خدا کو بلایا میں یہاں آموجود ہُوا -

حضرت امیر معاویہؓ بیان کرتے ہیں :- پھانسی پر چڑھنے سے پہلے جب حضرت خبیبؓ نے بددعا کی تو میں اپنے والد کے ساتھ کھڑا تھا - یہ بددعا سُن کر میں ڈر گیا - اور اپنے آپ کو زمین پر گرا لیا - کیونکہ جاہلیت میں عربوں کا عقیدہ تھا کہ جسے بددعا دی جائے - اگر وہ بددعا دینے والے کے پہلو میں لیٹ جائے تو بددعا اثر نہیں کرتی -

حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری بیان کرتے ہیں :- میں پھانسی کے پھندے سے حضرت خبیبؓ کی نعش اُتارنے کے لئے چڑھا اور مجھے چاروں طرف سے کافروں کا ڈر تھا - میں نے نعش اتاری - اچانک میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی -

نعش کا گرنا تھا کہ زمین اُسے نگل گئی۔ پر نعش کا نام و نشان نہ تھا۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۷۶ جلد ۴)

حضرت عمروؓ بن امیہ کے کارنامے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری اور حضرت سلمہؓ بن اسلم کو حکم دیا۔ تم دونو ابوسفیان بن حرب کے پاس جاؤ۔ اگر موقع ملے۔ تو دھوکہ سے اُسے قتل کر دو۔ حضرت عمروؓ بیان کرتے ہیں :۔ میں اپنے ساتھی کے ہمراہ روانہ ہُوا۔ حتیٰ کہ ہم بطن یاجج میں پہنچے۔ یہاں ہم نے اپنا اونٹ باندھ دیا۔ میرے ساتھی نے کہا۔ آؤ ہم دونو مکہ چلیں۔ سات دفعہ بیت اللہ کا طواف کریں۔ اور دو رکعتیں ادا کریں۔ میں نے جواب دیا۔ میں اہل مکہ کی عادات سے بخوبی واقف ہوں۔ جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو یہ اپنے صحن میں پانی کا چھڑکاؤ کرکے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ہم دونو مکہ گئے۔ طواف کیا۔ دو رکعتیں پڑھیں۔ جب میں باہر نکلا تو راستہ میں معاویہ بن ابی سفیان ملا۔ مجھے پہچانا۔ کہا۔ آہ۔ (غم کا اظہار کرتے ہوئے) اہل مکہ کو خبر پہنچ گئی۔ کہنے لگے۔ عمرو کا یہاں آنا خالی از علت نہیں۔ اہل مکہ جمع ہو گئے۔ اور ہمارے تعاقب میں نکلے۔ جاہلیت کے زمانہ میں یہ مشہور تھا کہ میں بہت دلیر ہوں۔ میں اور سلمہ پہاڑ کی طرف دوڑے۔ میں ایک غار میں چھپ گیا۔ رات بھر اُس میں رہا۔ کافر ہمیں تلاش کرتے رہے۔ خدا نے ان کو مدینہ کی راہ معلوم کرنے سے اندھا کر دیا۔ جب صبح کے بعد چاشت کا وقت ہُوا تو عثمان بن مالک بن عبداللہ تمیمی اپنے گھوڑے کے لئے گھاس لینے آیا۔ میں نے سلمہ سے کہا۔ اگر اس نے ہم کو دیکھ لیا تو یقیناً اہل مکہ کو باخبر کر دے گا۔ وہ برابر ہماری طرف بڑھتا رہا۔ حتےٰ کہ جب غار کے دروازہ کے قریب پہنچا تو میں باہر نکلا۔ اور اُس کی ناف کے نیچے اپنا خنجر مارا۔ وہ چلاتا ہُوا زمین پر گر پڑا۔ اہل مکہ جمع ہو گئے۔ اس سے پیشتر کہ وہ یہاں آئیں۔ میں اپنے غار میں واپس آیا۔ اور گھس گیا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا۔ بالکل حرکت نہ کرنا۔ اہل مکہ مجروح کے پاس آئے۔ دریافت کیا۔ کس نے تجھ کو قتل کیا ہے۔ اُس نے کہا۔ عمرو

بن امیہ حمزی نے ابوسفیان نے کہا - ہم پہلے جان چکے تھے کہ وہ بڑے مقصد سے یہاں آیا ہے - مجروح اُن کو ہماری جگہ نہ بتا سکا - کیونکہ وہ دم توڑ رہا تھا - اہل مکہ ہم سے غافل ہو گئے - اور اپنے مقتول کو اٹھا کر لے گئے - ہم دو راتیں اسی غار میں رہے - حتےٰ کہ دشمنوں نے ہمارا تعاقب چھوڑ دیا - اس کے بعد ہم تنعیم میں آئے - میرے ساتھی نے کہا - اے عمرو بن امیہ! کیا ہم حضرت خبیبؓ بن عدی کی نعش اتار لیں - میں نے کہا - کدھر ہے - اُس نے کہا - وہ سامنے پھانسی پر لٹکتی ہوئی ہے - اس کے گرد و پیش پہرہ بیٹھا ہؤا ہے - میں نے کہا - یہ کام مجھے کرنے دو - اور تم مجھ سے دور ہو جاؤ - اگر تم کو دشمن کی آمد کا ڈر ہو - تو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ بھاگ جانا - اور حضور کو خبر کرنا - میرا کچھ خیال نہ کرنا کہ میرا کیا انجام ہؤا ہے - اس لئے کہ میں مدینہ کے راستوں سے بخوبی واقف ہوں - اس کے بعد میں نے نعش کا چکر لگایا - اور نعش کو اپنی پُشت پر رکھا - مشکل سے صرف تیس گز چلا ہوں گا کہ پہرہ دار بیدار ہو گئے - وہ میرے تعاقب میں آئے - میں نے نعش کو زمین پر رکھا اور اپنے قدم سے اُس پر مٹی ڈالی - پھر میں نے صفراء کا راستہ اختیار کیا - پہرہ دار میرے پیچھے دوڑتے دوڑتے تھک گئے - اور واپس چلے آئے - میرا یہ عالم تھا کہ اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے - میرا ساتھی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ چلا گیا - اور حضور کو خبر پہنچائی - پھر میں پلٹا اور نہایت غصہ میں بھرا ہؤا تھا - اُسی غار میں گُھسا - میرے پاس میری کمان تیروں کا گچھا اور خنجر تھا - میں غار ہی میں تھا کہ دفعتہً بنو دیل بن بکر قبیلہ کے ایک لمبے قد کا شخص پہنچ گیا - اپنی بکریاں چراتا ہؤا غار میں داخل ہؤا - اُس نے مجھ سے دریافت کیا - تم کون ہو - میں نے کہا - بنو بکر کا ایک فرد - اُس نے کہا - میں بھی بنو بکر سے ہوں - یہ کہہ کر اُس نے ٹیک لگائی اور بلند آواز سے یہ گانے لگا

فلستُ بمُسلمٍ مادمتُ حیًا	}	میں عمر بھر کبھی مسلمان نہ ہوں گا
ولستُ ادین دین المسلمینا		اور نہ مُسلمانوں کا دین اسلام قبول کرونگا -

میں نے اپنے دل میں کہا - مجھے امید ہے کہ میں تجھے موت کے گھاٹ اتار سکونگا - جب وہ سو گیا تو میں نے بہت ہی بُری طرح سے اُسے قتل کر دیا - اور پھر باہر نکل آیا -

راستہ میں قریش کے دو جاسوس ملے۔ میں نے ان کو آواز دی۔ تم دو نو میرے قیدی بن جاؤ۔ ایک نے انکار کیا۔ میں نے تیر مار کر اُسے قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر دوسرا خود بخود قید ہو گیا۔ میں نے اُسے مضبوط باندھ دیا۔ اور مدینہ کی طرف لے چلا۔ جب میں شہر میں داخل ہُوا تو انصار کے بچے باہر کھیل رہے تھے۔ میرا نام پہلے سے جانتے تھے۔ بچے حضور کے پاس آئے۔ خبر دی۔ عمرو آگئے ہیں۔ میں اپنے قیدی کو پکڑے ہوئے آرہا تھا۔ میں نے اپنی کمان کی زہ سے اُس کا انگوٹھا باندھ رکھا تھا۔ حضور نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور میرے لئے دعاء خیر کی۔ سلمہ مجھ سے تین روز پہلے آچکے تھے (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۰ جلد ۴)

مبلغین اسلام کا دردناک قتل

غزوۂ بنی نضیر کا سبب۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ستر عالمانِ دین اپنے کسی مقصد کے لئے باہر بھیجے۔ راستہ میں بنو سلیم کے دو قبیلے رعل و ذکوان بئرِ معونہ (مدینہ سے مکہ کی طرف سڑک جاتی ہے۔ اُس کے راستہ میں چڑھائی کی طرف ایک پہاڑوں کا سلسلہ آتا ہے۔ جس کو آبلی کہتے ہیں۔ اس میں بئرِ معونہ واقع ہے) پر معترض ہوئے۔ مسلمانوں نے کہا۔ ہم تم پر حملہ کرنے نہیں آئے۔ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی خاص مقصد کے لئے اس راستہ سے گذر رہے ہیں۔ کافروں نے اُن کا عذر تسلیم نہ کیا اور سب کو شہید کر دیا۔ حضور کو خبر پہنچی تو آپ نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں ان کے لئے بد دعا کی۔

صحیح بخاری کی دوسری روایت میں ہے۔ رعل۔ ذکوان۔ عصیہ اور بنو لحیان نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد مانگی۔ حضور نے بہترین ستر انصار جو سب کے سب عالمانِ دین تھے۔ ان کے پاس بھیج دیئے۔ یہ عالمانِ دین دن کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے۔ جب یہ بئرِ معونہ پر پہنچے تو کافروں نے غدر کیا۔ دھوکہ سے سب کو شہید کر دیا۔ حضور نے ایک ماہ تک ان قبائل کے لئے صبح کی نماز میں بد دعا کی۔

اُس وقت قرآن مجید میں ان عالمانِ دین کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی ۔

بلغوا عنّا قومنا انا لقد لقینا ربنا فرضی عنّا وارضانا

ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملاقات کر چکے ہیں۔ وہ ہم سے راضی ہوگیا اور ہم کو بھی (اپنا اجر دیکر) راضی کر دیا۔

سب مسلمان اسے پڑھتے تھے۔ بعد میں یہ آیت منسوخ ہوگئی ۔ انہی عالمانِ دین میں حضرت حرام رض بن ملحان تھے ۔ انہوں نے کافروں سے کہا ۔ مجھے اتنی دیر تک امن دو کہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دوں ۔ انہوں نے کہا ۔ ہاں پہنچاؤ ۔ جب یہ اُن کو حضور کا فرمان سُنا رہے تھے تو کافروں نے ایک شخص کو اشارہ کیا ۔ وہ پیچھے سے آیا ۔ ان کو نیزہ مارا ۔ نیزہ پار ہوگیا ۔ حضرت حرام رض نے فرمایا ۔

اللّٰہ اکبر ۔ فزت و رب الکعبۃ

اللہ اکبر ۔ رب کعبہ کی قسم میرا ایمان اور بڑھ گیا ۔

دوسرے مؤرخین اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں ۔ ابو براء عامر بن مالک مُلاعب الاسنّہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ حضور نے اسلام پیش کیا ۔ اور مسلمان ہونے کو کہا ۔ اُس نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ نفرت کا اظہار کیا ۔ اُس نے کہا ۔ اگر آپ مبلغین اسلام کو نجد بھیجیں تو مجھے امید ہے کہ وہ اسلام قبول کرلیں گے ۔ حضور نے فرمایا ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اہلِ نجد میرے مسلمانوں کو قتل کر دیں گے ۔ اُس نے کہا ۔ میں ضامن ہوں ۔

صحیح بخاری میں ہے :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر رض بن عمرو کو ان مبلغین اسلام ۔ جن کی تعداد ستر تھی ۔ امیر بنا کر ابو براء کے ہمراہ علاقہ نجد میں بھیج دیا ۔ یہ ستر قوم کے بہترین افراد اور افسرانِ اعلیٰ تھے ۔ ان کو بہت بڑی فضیلت حاصل تھی ۔ جب یہ بئرِ معونہ پر پہنچے تو حضرت حرام رض بن ملحان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دے کر مشہور دشمنِ اسلام عامر بن طفیل کے پاس بھیجا ۔ اُس نے فرمان کو دیکھا بھی نہیں ۔ اور ایک شخص کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دیا ۔

اُس نے پیچھے سے ایسا نیزہ مارا کہ وہ دوسری جانب پار ہو گیا۔ حضرت حرام رضہ نے خون چلتا دیکھ کر زبان سے ارشاد فرمایا۔

فزت و رب الکعبۃ ۔ رب کعبہ کی قسم۔ میرا ایمان اور بڑھ گیا۔

اس کے بعد عامر نے باقی مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے اپنی قوم کو للکارا۔ لیکن انہوں نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ مسلمانوں کو ابو براء کی حمایت و مامونیت حاصل تھی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ مسلمانوں پر حملہ کرتے تو ابو براء کی قوم اُن سے انتقام لیتی۔ جب اس کو یہاں کامیابی نہ ہوئی تو یہودیوں کے مشہور قبائل عقیبہ، رعل اور ذکوان کو للکارا۔ وہ فوراً دوڑے اور چشم زدن میں مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے بھی جم کر مقابلہ کیا۔ لیکن تعداد بہت تھوڑی تھی۔ حضرت کعب رضہ بن زید کے سوا سب مسلمان شہید ہو گئے۔ کافروں نے یہ سمجھ کر کہ یہ دم توڑنے والا ہے اُسے چھوڑ کر چلے گئے۔ بعد میں یہ مقتولین میں سے اٹھ کر چلے آئے۔ اور سب لڑائیوں میں شامل ہوئے۔ حتےٰ کہ غزوۂ خندق میں شہید ہو گئے۔

حضرت عمرو رضہ بن امیہ ضمری اور ایک انصاری پیچھے رہ گئے تھے۔ اُن کو اُس وقت پتہ لگا جبکہ پرندے نعشوں کے گرد و پیش چکر لگا رہے تھے۔ دونوں نے کہا یہ پرندے بے وجہ نہیں اُڑ رہے ہیں۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے۔ دیکھا سب مسلمان خون میں لت پت ہیں۔ کافروں کے جن سوار دستوں نے ان کو شہید کیا تھا قریب ہی کھڑے ہیں۔ انصاری نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا۔ تمہاری کیا رائے ہے حضرت عمرو رضہ نے جواب دیا۔ میرا خیال ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں ان کو باخبر کریں۔ انصاری نے کہا میں ایسے مقتل سے واپس جانا نہیں چاہتا۔ جس میں ہمارا افسر حضرت منذر رضہ بن عمرو شہید ہو گیا ہو۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور کافروں سے مقابلہ کیا۔ حتےٰ کہ شہید ہو گئے۔ حضرت عمرو رضہ زندہ پکڑے گئے۔ جب دشمن کو یہ معلوم ہوا کہ یہ قبیلۂ مُضر (قریش) سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو عامر بن طفیل نے اپنی پیشانی کے بال کاٹے۔ اور اُس کی ماں پر جو ایک غلام آزاد کرنا باقی تھا اُس کے معاوضہ میں حضرت عمرو رضہ کو چھوڑ دیا۔ جب یہ

راستہ میں مقام قرقرہ میں ایک درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے تو دو شخص اُسی درخت کے نیچے اُترے۔ اُن کی جیب میں حضور کی طرف سے ایک امن نامہ موجود تھا۔ حضرت عمرو رضؓ نے اُن سے دریافت کیا۔ تم کون ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہم بنو عامر بن طفیل سے ہیں۔ حضرت عمرو رضؓ خاموش ہو گئے۔ جب یہ دونو سو گئے تو حضرت عمرو رضؓ نے دونو کو قتل کر دیا۔ اور اپنے دل میں کہا۔ میں نے بنو عامر سے انتقام لے لیا ہے۔ جب حضرت عمرو رضؓ مدینہ پہنچے تو حضور کو ماجرا سنایا۔ حضور نے فرمایا۔ تم نے ایسے دو شخصوں کو قتل کیا ہے جن کی دیت مجھے دینی پڑے گی۔ جب ابو براء کو مسلمانوں کے قتلِ عام کی خبر ملی تو بڑا افسوس کیا (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۷۳ جلد ۴)

یہودیوں سے دوسری جنگ

حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے راستہ میں جن دو شخصوں کو قتل کیا تھا۔ اُن کی دیت کی رقم فراہم کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر (یہودیوں) کے پاس گئے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ یہودیوں نے کہا۔ ہاں اے ابوالقاسم! (حضور کی کنیت) آؤ بیٹھو۔ ہم آپ کی امداد کریں گے۔ یہ کہہ کر آپس میں تخلیہ کیا کہ یہ اچھا موقعہ ہے محمد ہمارے قابو میں آیا ہے۔ کوئی شخص اُوپر جا کر بڑا پتھر لڑھکا دے (حضور دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے) تاکہ ہمیں عمر بھر اس سے راحت ملے۔ ایک ملعون یہودی عمرو بن جحاش نے پتھر لڑھکانے کا عزم کیا۔ وہ اوپر چڑھا تاکہ بڑا پتھر لڑھکا دے۔ حضور کے ساتھ حضرت ابوبکر رضؓ عمر رضؓ علی رضؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اُسی دم آسمان سے خبر آئی۔ اور خدا نے یہودیوں کی سازش سے باخبر کیا۔ حضور جلدی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور مدینہ چلے آئے۔ صحابہ کرام دیکھ کر حیران رہ گئے۔ مدینہ میں آکر مسلمانوں کو یہودیوں کے بُرے ارادہ سے باخبر کیا۔ اور حضرت محمد رضؓ بن مسلمہ کو حکم دیا۔ ابھی یہودیوں کے پاس جاؤ اور اُن کو میرا حکم سنادو کہ سب یہودی یہاں سے خارج ہو جائیں میں ان کو نکالتا ہوں۔ منافقوں نے یہودیوں کے پاس اپنے آدمی

بھیجے۔ اور حضور کے خلاف لڑنے کے لئے ان کو بھڑکایا۔ اور وعدہ کیا کہ ہم سب منافق تمہاری امداد کو کھڑے ہو جائیں گے۔ یہودیوں کا سردار حیئی بن اخطب جوش میں آگیا۔ حضور کو جواب بھجوایا۔ ہم یہاں سے نہیں نکلتے۔ ہم تیرے حکم کو پائمال کرتے ہیں۔ حضور فوج لے کر آگئے اور اُن کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز تک محاصرہ رہا۔ حضور نے حضرت ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ اور ربیع الاول میں یہودیوں کا محاصرہ کر لیا۔ انہی ایام میں حرمتِ شراب نازل ہوئی۔ سب یہودی قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے۔ حضور نے یہودیوں کے باغات کاٹنے اور نذرِ آتش کرنے کا حکم دیا۔ قلعوں پر سے یہودیوں نے آواز دی۔ اے محمدؐ! تو لوگوں کو فساد سے روکتا ہے۔ اور خود فساد پر اتر آیا ہے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی اور منافقوں کے دیگر افراد نے یہودیوں کو پیغام بھیجا کہ ہم کسی حالت میں تم کو مسلمانوں کے حوالہ نہ کرینگے۔ تم ثابت قدم رہو۔ ہماری امداد پہنچنے والی ہے۔ اگر تم سے جنگ ہوئی تو ہم تمہارے دوش بدوش مسلمانوں سے لڑیں گے۔ اور اگر تم کو یہاں سے جلاوطن کیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ جلاوطن ہوں گے۔ یہودیوں نے اُن کی امداد کا انتظار کیا۔ منافقوں نے کوئی مدد نہ بھیجی۔ خدا نے یہودیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بٹھا دیا۔ حضور سے درخواست کی ہم اس شرط پر جلاوطن ہونے کو تیار ہیں کہ ہمارا ایک فرد بھی نہ قتل کیا جائے۔ ذیویات کے علاوہ ہمارا سب مال ہم کو اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جانے دیا جائے۔ حضور نے فرمایا۔ صرف اتنا مال لے جا سکتے ہو جو تمہارے اونٹوں پر سما سکے۔ کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ تین آدمیوں کو صرف ایک اونٹ دیا جائے گا۔ صرف ایک وسق غلہ اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔ تین دن کی مہلت ہے۔ یہودیوں نے صرف اتنا مال لادا جو اُن کے اونٹ اٹھا سکتے تھے۔ یہودی اپنے ہاتھ سے اپنے مکانات مسمار کر رہے تھے۔ بعض خیبر چلے گئے۔ بعض نے شام کا رُخ کیا۔ یہودیوں کے یہ سردار خیبر چلے گئے۔ سلّام بن ابی الحقیق۔ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق۔ حُیَیّ بن ابی اخطب۔ جب یہ خیبر پہنچے تو وہاں کے سب یہودی

ان کے تابع ہو گئے - خیبر کے یہودیوں کی عورتوں اور بچوں نے دف بجا کر ان کا استقبال کیا - اور اپنے اموال پیش کئے - عورتیں بڑے فخر کے ساتھ باجے بجا رہی تھیں اور عمدہ عمدہ اشعار گا کر سنا رہی تھیں -

چونکہ اس میں مسلمانوں کو جنگ نہیں کرنی پڑی - اس واسطے سب اموالِ غنیمت کے مالک حضور تھے - حضور نے انصار کے سوا سب اموال مہاجرین الاولین میں تقسیم کر دیئے - صرف دو انصاریوں کو مال دیا - کیونکہ یہ غریب تھے - سہلؓ بن حنیف - ابو دجانہؓ - یہودیوں میں سے ان دو شخصوں ایاسؓ بن عمیر - یہ عمرو بن جحاش کے چچا زاد بھائی ہیں ابو سعیدؓ بن وھب کے سوا کوئی یہودی مسلمان نہیں ہوا حضور نے ان دونو کا مال ان کے حوالہ کر دیا - حضور نے حضرت ایاسؓ سے فرمایا تمہارے چچا زاد بھائی نے مجھے قتل کرنے کا تہیّہ کیا ہوا تھا - حضرت ایاسؓ نے ایک شخص کو اجرت دے کر عمرو بن جحاش کو قتل کرا دیا - اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے ساری سورۂ حشر انہی یہودیوں کے بارے میں نازل کی - (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۷۵ جلد ۵)

اس کے بعد کامل ایک ماہ تک بئرِ معونہ پر مسلمانوں کو قتل کرنے والوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں رکوع کے بعد بد دعا کرتے رہے - پھر جب یہ تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بد دعاء چھوڑ دی -

غزوۂ بنی لحیان

جب کافروں نے حضرت خبیبؓ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدلا لینے کے لئے مدینہ سے فوج لے کر روانہ ہوئے - تاکہ بنو لحیان پر غفلت میں جا پڑیں - حضور نے شام کا راستہ اختیار کیا - تاکہ دشمن کو یہ خیال نہ گذرے کہ مسلمان ان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں - حتےٰ کہ حضور ان کی حدود میں پہنچ گئے - تو دشمن پہلے سے باخبر ہو گیا تھا - اور پہاڑ کی چوٹیوں پر چلا گیا - حضور نے ارشاد فرمایا - اگر ہم اس وقت عسفان میں اتریں تو قریش خیال کریں گے کہ ہم ان پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں - اس کے بعد حضور دو سو سپاہیوں کے ساتھ عسفان

میں اُترے - پھر اپنے دو سوار بھیجے جو کراع الغمیم تک گئے - پھر مڑ آئے - خالد بن ولید تبدلی کی طرف دشمن کی فوج لئے پڑا تھا - دشمن نے کہا - مسلمانوں کی نماز کا وقت آنے والا ہے - یہ ان کو اپنی جان اور اولاد سے بھی زیادہ پیاری ہے - جب یہ نماز میں مصروف ہوں تو ہم ان پر ٹوٹ پڑیں گے - اُسی وقت حضرت جبرئیلؑ آسمان سے آئے اور صلوٰۃ الخوف سکھائی - (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۸۱ جلد ۴)

غزوۂ ذات الرقاع

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے فوج لے کر بنو محارب و بنو ثعلبہ (غطفان) کی سرکوبی کے لئے نجد کی طرف بڑھے - حضرت عثمان رضؓ بن عفان کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا - اس لڑائی کا نام ذات الرقاع ہے - کیونکہ صحابہ کرام نے اپنے قدموں پر دھجیاں اور پٹیاں باندھی تھیں - جوتیاں نہ ہونے کی وجہ سے تلووں میں سوراخ پڑ گئے تھے - یہ وہی لڑائی ہے جس کا ذکر غزوۂ بنی لحیان میں ہوا ہے -

ایک کافر کی شرارت

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس مہم سے واپس آرہے تھے تو قیلولہ (دوپہر کو راحت) کرنے کا وقت ایک وادی میں آیا - جہاں کیکر کے درخت بہت تھے - صحابہ کرام فرماتے ہیں :- جب ہم کسی بڑے سایہ دار درخت سے گزرتے تو اُس کو حضور کے لئے چھوڑ دیتے - ہم سب سپاہی سایہ حاصل کرنے کے لئے متفرق درختوں کے نیچے منتشر ہو گئے - حضور بھی ایک درخت کے نیچے استراحت فرما رہے تھے - اور اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی تھی - ایک کافر آیا حضور کی تلوار پکڑ لی - کہا کیا تو مجھ سے ڈرتا ہے - حضور نے فرمایا نہیں - اُس نے کہا - پھر اب تجھے کون بچائے گا ؟ فرمایا - اللہ بچائیگا - تلوار اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی - حضور نے پکڑ لی - فرمایا - اب بتا تجھے کون بچائے گا - اُس نے کہا - كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ (اچھا پکڑنے والا بن - مجھ پر تلوار نہ چلا) حضور نے فرمایا - تو مسلمان ہوتا ہے - اُس نے کہا - مسلمان تو نہیں ہوتا - لیکن عہد کرتا ہوں کہ آئندہ آپ کے خلاف کبھی بھی صف آرا نہ ہوں گا - اور نہ

آپ کی مخالف فوج میں شامل ہوں گا۔ حضور نے اُسے چھوڑ دیا۔ جب وہ اپنی قوم کے پاس آیا تو کہا جئتکم من عند خیر الناس۔ میں سب سے اچھے شخص کے پاس سے آیا ہوں۔

ایک صحابی کا کارنامہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہم کے لئے فوج لے کر روانہ ہوئے تو مقام نخل میں ایک مسلمان کو ایک مشرک کی عورت غنیمت میں ملی۔ اُس وقت اُس کا خاوند غیر حاضر تھا۔ جب اُسے خبر دی گئی تو اُس نے قسم کھائی۔ جب تک مسلمانوں کا خون سیر ہو کر نہ گرا لوں۔ باز نہ آؤں گا۔ یہ کہہ کر حضور کے نقش قدم دیکھتے ہوئے بڑھا۔ حضور ایک منزل میں اُترے۔ صحابہ کرام سے فرمایا۔ آج شب کو کون شخص ہماری حفاظت کریگا۔ ایک مہاجر اور ایک انصاری نے عرض کیا۔ حضور! آج شب کو ہم دونو فوج کی حفاظت کریں گے۔ حضور نے حکم دیا۔ تم دونو وادی کے مُنہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ مہاجر کا نام عمار رضؓ بن یاسر رضؓ انصاری کا نام عباد رضؓ بن بشر ہے۔ انصاری نے مہاجر سے کہا۔ تم رات کے کون سے حصہ میں اپنے فرض کے ادائیگی کا ذمہ لیتے ہو۔ اول شب یا آخر۔ مہاجر نے کہا آخر شب کو بیدار رہوں گا۔ یہ کہہ کر مہاجر سو گیا۔ انصاری کھڑا ہو کر نماز میں مصروف ہو گیا۔ یہ کافر آیا۔ ایک شخص کو کھڑے ہوئے دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ یقیناً قوم کی حفاظت پر مامور ہے۔ انصاری کو تیر کا نشانہ لگایا۔ انصاری کے تیر لگا۔ انہوں نے اپنے جسم سے تیر نکال کر اپنے پہلو میں رکھ لیا۔ نماز نہ توڑی۔ کافر نے دوسرا تیر مارا۔ انہوں نے اسے بھی اپنے بدن سے نکال کر پہلو میں رکھ لیا۔ اور نماز نہ توڑی۔ کافر نے پھر تیسرا تیر مارا۔ انہوں نے اسے بھی نکال کر اپنے پاس رکھ لیا۔ اور سجدہ میں گئے۔ پھر سلام پھیرا۔ اپنے ساتھی کو جگایا۔ کافر دوڑ کر آیا۔ دو آدمی دیکھے تو ڈر کے مارے بھاگ گیا۔ مہاجر نے انصاری کے بدن سے خون نکلتا دیکھ کر کہا۔ سبحان اللہ۔ آپ نے مجھے پہلے نشانہ میں کیوں نہ جگایا۔ جواب دیا۔ میں نے ایک سورت شروع کر رکھی تھی۔ میں نے اُسے درمیان میں توڑنا پسند نہ کیا۔ جب مجھ پر پے در پے تیر آنے لگے تب میں نے سلام پھیر کر آپ کو بیدار کیا۔

حضور نے مجھے ایک سرحد کی حفاظت کرنے پر مامور کیا۔ مجھے اگر اس کے ضیاع کا اندیشہ نہ ہوتا (یعنی اگر میں تمہیں نہ جگاتا اور دشمن وادی میں گھس جاتا۔ اور میری غفلت سے یہ سرحد ٹوٹ جاتی) تو میں اس سورت کو کبھی قطع نہ کرتا۔ حتیٰ کہ میری جان نکل جاتی (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۸۵ جلد ۴)

حضرت جابرؓ کا اونٹ

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ فرماتے ہیں:۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذات الرقاع میں روانہ ہوا۔ جب واپسی ہوئی تو میں اپنے کمزور اونٹ پر سوار تھا۔ سب فوج مجھ سے آگے جا چکی تھی۔ میں پیچھے رہ گیا۔ حتےٰ کہ حضور میرے پاس آئے۔ فرمایا جابر! کیا بات ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! میرا یہ اونٹ دیر لگا رہا ہے۔ فرمایا۔ اسے بٹھا دو۔ میں نے بٹھا دیا۔ حضور نے اپنا اونٹ بھی بٹھا دیا۔ فرمایا۔ کسی درخت کی ٹہنی کاٹ کر لاؤ۔ میں ایک شاخ لایا۔ حضور نے اپنے ہاتھ میں لے کر اونٹ کو کئی ضربات لگائیں۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ پھر تو یہ اونٹ دوڑنے لگا۔ راستہ میں حضور مجھ سے باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا۔ جابر! تم اپنا یہ اونٹ فروخت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا بلکہ میں اسے آپ کو ہبہ کرتا ہوں (مفت میں دیتا ہوں) فرمایا۔ نہیں بلکہ تم اسے میرے ہاتھ فروخت کرو۔ عرض کیا۔ اچھا سودا کیجئے فرمایا ایک درہم لوگے (ایک درہم چوالیس پائی کے قریب ہوتا ہے۔ مترجم) عرض کیا۔ جی نہیں۔ آپ مجھے خسارہ میں ڈالتے ہیں۔ فرمایا۔ دو درہم لو۔ عرض کیا جی نہیں۔ حضور اُس کی قیمت بڑھاتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک اوقیہ (چالیس درہم) تک پہنچے۔ میں نے عرض کیا آپ یہ قیمت ادا کرنے کو طیار ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں نے کہا۔ مجھے یہ سودا منظور ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ جابر! تم نے شادی کی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا۔ بیوہ سے یا بکر (کنواری) سے عرض کیا۔ بیوہ سے فرمایا۔ کسی لڑکی سے شادی کرتے تم اُس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی۔ عرض کیا۔ حضور! میرے والد احد میں شہید ہو گئے ہیں۔ انہوں نے سات بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے ایک

ایسی خاتون سے شادی کی ہے جو ان کے سر دھلائے - ان کی خدمت کرے - فرمایا - تم نے اچھا کیا - انشاء اللہ - جب ہم مقام صرار میں پہنچیں گے تو ایک اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیں گے - اُس کا گوشت کھائیں گے - تم اُس وقت اپنی زین کی پوشش جھاڑ دو گے - میں نے عرض کیا - ہماری زین کی کوئی پوشش نہیں (کیونکہ ہم غریب ہیں) فرمایا - جلدی مہیا ہو جائے گی - جب ہم صرار میں پہنچے تو حضور نے اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا - اونٹ ذبح ہُوا - ہم نے اُس کا گوشت کھایا - جب شام ہوئی تو حضور مدینہ میں داخل ہوئے - ہم بھی آپ کے ساتھ شہر میں گھسے - میں نے اپنی بی بی سے اونٹ کا حال ذکر کیا - اُس نے کہا - حضور کی اطاعت بجا لاؤ - اور اونٹ فروخت کردو - میں نے اونٹ کی نکیل پکڑ لی - اور حضور کے مکان کے دروازہ پر بٹھا دیا - پھر میں مسجد میں حضور کے قریب بیٹھ گیا - حضور باہر تشریف لائے - اونٹ کو دیکھ کر فرمایا - یہ کیسا اونٹ ہے - صحابہ کرام نے عرض کیا - حضور! حضرت جابر رض یہ اونٹ لائے ہیں - فرمایا - جابر کہاں ہے - مجھے آواز دی گئی - میں حاضر ہُوا - فرمایا میرے بھتیجے! یہ اونٹ پکڑ لو - یہ تمہارا ہے - اس کے بعد حضرت بلال رض کو طلب کیا - حکم دیا - جابر رض کو اپنے ساتھ لے جاؤ - اسے ایک اوقیہ دیدو - میں اُن کے ہمراہ گیا - حضرت بلال رض نے مجھے ایک اوقیہ بلکہ اس سے زیادہ مجھے مال عطا کیا - اس کے بعد متواتر ہمارے مال میں برکت ہونے لگی - حتے کہ ہم اب اتنے مالدار ہو گئے ہیں - (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۷۸ جلد ۴)

ابوسفیان مرعوب ہو گیا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب اس لڑائی سے واپس آئے تو بقیہ جمادی الاولیٰ اور جمادی الآخر و رجب کا مہینہ مدینہ میں گذارا - اس کے بعد حضور پندرہ سو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے - کیونکہ اُحد سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے مسلمانوں کو اعلان جنگ دیا تھا کہ آئندہ سال بدر میں مجھ سے مقابلہ کرنے آنا - حضور نے حضرت عبداللہ رض بن رواحہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا - لواء (لڑائی کا بڑا جھنڈا) حضرت علی رض کے سپرد کیا - جب بدر میں پہنچے تو یہاں آٹھ روز تک اُس کا انتظار کیا - حضور کی فوج میں صرف دس گھوڑے تھے - ابوسفیان

دو ہزار سپاہی لے کر مکہ سے نکلا۔ اُس کی فوج میں پچاس سوار تھے۔ جب مرالظہران (مکہ کی منزل) میں پہنچا تو اپنی فوج سے کہا۔ اس سال ملک قحط میں مبتلا ہے۔ میرے خیال میں تم کو واپس ہوجانا چاہیئے۔ سب فوج واپس چلی گئی۔ اس واقعہ کا نام بدر الموعود پڑ گیا۔ کیونکہ کفار نے اپنے وعدہ کا خلاف کیا۔ ونیز اس واقعہ کو بدر الثانیہ بھی کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے ابوسفیان کے متعلق ایک قصیدہ بنایا۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

وعدنا اباسفیان بدرا فلم نجد ۔ لمیعادہ صدقا وما کان وافیا

ہم ابوسفیان کے عہد کے مطابق بدر میں پہنچے لیکن ہم نے اُس کو وعدہ کا سچا نہ پایا

فاقسم لولا تلیتنا فلقیتنا ۔ لابت ذمیما وافتقدت المّوالیا

میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تو میدانِ جنگ میں ہم سے ملتا تو ذلیل ہوکر لوٹتا اور اپنے دوستوں کو گم پاتا۔

عصیتم رسول اللہ اُف لدینکم ۔ وأمرکم السیّئ الذی کان غادیا

تم نے رسول اللہ کی نافرمانی کی۔ اُف ہے تمہارے مذہب پر۔ اور افسوس ہے تمہارے اس برے کام پر۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۸۸ جلد ۴)

دیگر واقعات

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ حضرت رقیہؓ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عثمان رضؓ بن عفان نے چھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حضرت عثمان نے قبر میں نعش کو اتارا۔

اسی سال حضرت ابوسلمہؓ عبداللہ رضؓ بن عبدالاسد قریشی نے انتقال فرمایا۔ ان کی والدہ کا نام برہ بنت عبدالمطلب ہے۔ یعنی حضور کی پھوپھی ہیں۔ حضرت ابوسلمہؓ نے حضور کے ساتھ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔ حضرت ابوسلمہؓ۔ ابوعبیدہ بن جراح۔ عثمانؓ بن عفان اور ارقمؓ بن ابی الارقم ایک ہی دن مسلمان ہوئے۔

اسی سال شعبان میں حضرت حسینؓ بن علیؓ پیدا ہوئے۔

اسی سال رمضان میں حضور نے حضرت زینب رضؓ بنت خزیمہ سے شادی کی۔

یہ قریش سے ہیں ۔ حضرت زینب رضؓ کو ام المساکین بھی کہتے ہیں ۔ کیونکہ یہ مسکینوں کو بہت خیرات دیتی تھیں ۔ حضور نے ان کے مہر میں بارہ اوقیہ ونشا دئیے ۔ اور رمضان ہی میں دوگی گھرلے آئے ۔ حضرت زینبؓ کے پہلے خاوند طفیل بن حارث تھے ۔ انہوں نے طلاق دے دی تھی ۔

اسی سال حضور نے شوال میں حضرت ام سلمہ رضؓ سے شادی کی ۔ حضرت ام سلمہ رضؓ فرماتی ہیں :۔ ایک روز میرے خاوند حضرت ابو سلمہ رضؓ میرے پاس آئے ۔ کہا ۔ آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد سن کر بہت خوش ہوا ہوں ۔ فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ (ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں) پڑھے ۔ پھر یہ دعا مانگے ۔

اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا — یا اللہ میری اس مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس مصیبت کا بہت ہی اچھا بدلہ دے ۔

تو خدا اس کو اس مصیبت کا بہترین معاوضہ دیتا ہے ۔

حضرت ام سلمہ رضؓ فرماتی ہیں :۔ میں نے یہ دعا حفظ کر لی ۔ جب حضرت ابو سلمہ رضؓ نے انتقال فرمایا تو میں نے یہ دعا پڑھی ۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا ۔ حضرت ابو سلمہ رضؓ سے بہتر مجھے کونسا خاوند مل سکتا ہے ۔ جب میری عدت کے ایام گذر گئے تو حضور نے شادی کا پیغام بھیج دیا ۔ میں نے کہا اللہ نے مجھے حضرت ابو سلمہ رضؓ سے بہتر خاوند دیا ۔

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابتؓ کو یہودیوں کی زبان (عبرانی) سیکھنے کا حکم دیا ۔ فرمایا ۔ مجھے یہودیوں پر اعتبار نہیں ۔ تم ان کی زبان سیکھ کر مجھے ترجمہ سنایا کرو ۔ حضرت زید رضؓ فرماتے ہیں ۔ میں نے صرف پندرہ یوم میں عبرانی زبان سیکھ لی ۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۹۱ جلد ۳)

۵ھ

عیسائیوں سے پہلی جنگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول میں دومۃ الجندل کی طرف بڑھے ۔ آپ کو خبر ملی کہ یہاں عیسائی جمعیت فراہم کر رہے ہیں ۔ تاکہ مدینہ پر حملہ آور ہوں ۔ دومۃ الجندل

شام میں واقع ہے۔ دمشق سے پانچ ایام کی مسافت پر مدینہ سے یہ مقام پندرہ دن کی مسافت پر ہے۔ حضور نے حضرت سباع رضؓ بن عرفطہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ اور ایک ہزار فوج لے کر عیسائیوں کی طرف بڑھے۔ حضور رات کو مسافت طے کرتے دن بھر کمین گاہوں میں چھپے رہتے۔ قبیلۂ بنی عذرہ سے ایک رہنما حاصل کر لیا تھا۔ جب حضور دشمن کے قریب پہنچے تو وہ بہت دور بھاگ گیا۔ رہنما نے بنوتمیم کے جانور بتائے۔ حضور نے اُن کے مواشی اور چرواہوں پر دفعتہً ہجوم کیا۔ جانور اور کچھ چرواہے قبضہ میں آ گئے۔ کچھ چرواہے بھاگ گئے۔ اس کے بعد حضور دومۃ الجندل کے میدان میں نازل ہوئے۔ ایک عیسائی بھی نظر نہ آیا۔ حضور نے کئی روز یہاں قیام کیا۔ اور گرد و نواح میں اپنے دستے بھیجے۔ حضرت محمد رضؓ بن مسلمہ رضؓ ایک عیسائی پکڑ لائے۔ حضور نے اُس کے ساتھیوں کے متعلق سوال کیا۔ اُس نے جواب دیا۔ کل سب بھاگ گئے۔ حضور نے اُس کے سامنے اسلام پیش کیا۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد حضور مدینہ تشریف لے آئے۔ اسی مہم میں حضور نے عینیہ بن حصن کو الوداع کہا۔ (زاد المعاد صفحہ ۳۷۰ جلد اول۔ تاریخ ابن کثیر صفحہ ۹۲ جلد ۴)

غزوۂ خندق

اس لڑائی کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے۔ کیونکہ دشمن کے بہت سے لشکروں نے اجتماع کثیر کے ساتھ بڑا خوفناک حملہ کیا تھا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:۔ یہ لڑائی ۴ھ میں ہوئی۔ لیکن صاحب زاد المعاد فرماتے ہیں:۔ یہ جنگ شوال ۵ھ میں ہوئی۔ کیونکہ احد کی لڑائی ۳ھ میں ہوئی تھی۔ مشرکین نے آیندہ سال ۴ھ میں مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن قحط سالی کی وجہ سے مقابلہ میں نہ آ سکے۔ اب وہ دشمن ۵ھ میں کثیر التعداد لشکروں کے ساتھ آیا۔

لڑائی کا سبب

یہودیوں نے احد کی لڑائی میں مسلمانوں پر کافروں کی فتح و ظفر دیکھی۔ اور ابو سفیان کے اس اعلانِ مبارزت کو بھی پڑھا۔ جو اُس نے آیندہ سال مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرنے کے متعلق دیا تھا۔ یہودیوں کے بڑے بڑے سردار سلام بن مشکم، کنانہ

بن ربیع - حُیَیّ بن اخطب وغیرہم مکہ میں قریش کے پاس آئے - اور اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکایا - اور اپنی طرف سے ہر قسم کی مالی امداد دینے کا وعدہ کیا - یہودیوں نے کہا - تم مسلمانوں پر حملہ کرو - ہم آخر دم تک تمہارا ساتھ دیں گے - قریش نے کہا - اے یہودیو! تم اہل کتاب ہو - اہل علم ہو - بتاؤ محمد کا دین بہتر ہے یا ہمارا مذہب بت پرستی - یہودیوں نے جواب دیا - تم حق پر ہو - اور اسلام کے مقابلہ میں تمہارا مذہب صحیح ہے - قریش بہت خوش ہوئے - اور مسلمانوں کے خلاف حملہ کرنے پر لبیک کہی - اس کے بعد یہ یہودی عرب کے بہادر قبیلہ غطفان کے پاس آئے - اُن سے کہا - قریش ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کا وعدہ کر چکے ہیں - غطفان نے بھی مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اُٹھانے کا اقرار کیا - پھر یہ یہودی قیساء - غیلان کے پاس گئے - اُن سے کہا - قریش نے ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کا وعدہ کر لیا ہے - ان قبائل نے جواب دیا - ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں - اس کے بعد یہ یہودی عرب کے کُل قبائل کے پاس گئے - اور اُن کے شاعروں نے خوب رجز یہ شعر پڑھ کر عربوں کے دلوں کو گرمایا - اور مسلمانوں کے خلاف ان کو تیار کیا - صرف قریش کے لشکر کی تعداد چار ہزار تھی - مختلف قبائل بنوسُلیم - بنواسد - فزارہ - اشجع - بنومرہ اور غطفان کے لشکروں کے علاوہ ہیں - جن کی مجموعی تعداد دس ہزار تک پہنچتی ہے - قریش کے لشکر کے علاوہ کل قبائل کے لشکروں کا سپہ سالار اعظم مشہور بہادر عیینہ بن حصن تھا -

خندق کھودنے کا منظر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لشکرِ عظیم کے کوچ کی خبر ملی تو صحابہ کرام سے مشورہ کیا - حضرت سلمان پارسی نے فی الفور خندق کھودنے کا مشورہ دیا - تاکہ دشمن مدینہ میں نہ گھس سکے - عرض کیا - ہم ایرانیوں کا قاعدہ ہے کہ جب دشمن ہمارا محاصرہ کرتا ہے ہم خندق کھود لیتے ہیں - حضور نے اس مشورہ کو عملی جامہ پہنانے کا حکم دیا - کہ ہر دس مسلمان چالیس چالیس گز خندق کھودیں - اس مشورہ سے حضرت سلمانؓ کی وقعت بڑھ گئی - انصار اور مہاجرین نے ان کو اپنی اپنی جماعت میں شامل کرنا چاہا - مہاجرین نے دعویٰ کیا - حضرت سلمانؓ ہماری جماعت سے ہیں

انصار نے اصرار کیا۔ بلکہ یہ ہماری جماعت میں داخل ہیں۔ مہاجرین نے اس لحاظ سے اُن کو اپنی جماعت میں داخل کیا کہ یہ صرف اسلام قبول کرنے کے لئے ایران سے ہجرت کر کے آئے ہیں۔ انصار نے اس وجہ سے اپنی جماعت میں داخل کیا کہ یہ ایران سے آکر مدینہ منورہ ہی میں سکونت پذیر ہیں۔ یہ سُن کر حضور نے ارشاد فرمایا سلمان میرے اہل بیت سے ہیں۔

حضور نے شہر کے چاروں طرف خندق کھودنے کا حکم دیا۔ مسلمان زور شور سے کام کرنے لگے۔ منافق آہستہ آہستہ سرکنے لگے۔ کچھ تو خفیہ طور پر بھاگ گئے کچھ جھوٹے بہانے بنا کر پیش ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو مہاجرین و انصار بڑی مستعدی اور سرگرمی سے خندق کھودنے میں مصروف تھے۔ دیکھا اُن کے ساتھ کوئی مزدور اور غلام نہیں۔ سب اپنے ہاتھ سے کھدائی کر رہے ہیں۔ اور سب بھوکے ہیں۔ تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا:۔

اللھم ان العیش عیش الآخرۃ	یا اللہ عیش صرف آخرت کا ہے
فاغفر للانصاری والمھاجرۃ	انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

اس کے جواب میں انہوں نے کہا:۔

نحن الذین بایعوا محمداً	ہم وہ مسلمان ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
علی الجھاد ما بقینا ابداً	ہاتھ پر جہاد کی بیعت کی جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

تمام مہاجرین و انصار شہر کے چاروں طرف خندق کھود رہے تھے۔ اپنی پشت پر مٹی اٹھا کر لا رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر حضور نے فرمایا:۔

اللھم لاخیر الاخیر الآخرۃ	یا اللہ بھلائی اور نیکی صرف آخرت کی ہے۔
فبارك فی الانصار والمھاجرۃ	انصار اور مہاجرین میں برکت دے۔

کھانے کے لئے صرف جَو لائے جاتے تھے۔ جو کھاتے وقت بمشکل حلق سے نیچے اُترتے تھے۔ اور بدبودار ہوتے تھے۔ حضور خود بھی خندق کھود رہے تھے۔ اور مٹی اٹھا کر پھینک رہے تھے۔ حتّٰے کہ آپ کا پیٹ غبار آلود ہو گیا۔ حضور اس وقت عبداللہ رضؓ بن رواحہ کے یہ شعر پڑھ رہے تھے:۔

اللّٰھم لولا انت ما اھتدینا - ولا تصدقنا ولا صلینا

یا اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے - نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے

فانزلن سکینۃ علینا - وثبت الاقدام ان لاقینا

ہم پر تسکین اتار - جب ہم دشمن سے لڑنا شروع کریں ہم کو ثابت قدم رکھ -

ان الأولی قد بغوا علینا - اذا ارادوا فتنۃ أبینا

ان کافروں نے ہم پر زیادتی کی ہے - جب انہوں نے فتنہ (ہم کو کافر بنانے) کا ارادہ کیا تو ہم نے صاف انکار کر دیا - أبینا أبینا کہتے ہوئے اپنی آواز بہت ہی بلند کرتے -

معجزہ کا ظہور

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ فرماتے ہیں :- خندق کھودتے وقت ایک سخت پتھر آگیا - جو کسی سے ٹوٹتا نہ تھا - صحابہ کرام نے حضورؐ سے عرض کیا - فرمایا میں ابھی اترتا ہوں - یہ کہہ کر اپنا پیٹ کھولا - اُس پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا (بھوک کی وجہ سے) تین روز ہم سب مسلمان بھوکے تھے - حضور نے کدال لے کر اس پتھر پر ضرب لگائی - تو وہ پاش پاش ہو گیا گویا کہ وہ مٹی کا ایک تودہ تھا - جو آسانی سے گر گیا - میں نے عرض کیا - حضور! مجھے اپنے مکان میں جانے کی اجازت دیجئے - حضور نے اجازت دی - میں اپنے گھر آیا - بی بی سے کہا - تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے - کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ حضور بہت ہی بھوکے ہیں - مجھ سے صبر نہ ہو سکا - بی بی نے کچھ جو نکالے - اور گھر میں ایک دُبلی پتلی بکری تھی - بی بی نے کہا - دیکھو! مجھے ذلیل نہ کرنا - زیادہ آدمی نہ لانا - صرف حضور اور دو آدمی - اس سے زیادہ افراد نہ آئیں - میں حضور کے پاس گیا - عرض کیا - میری بی بی نے آپ کے لئے کچھ کھانا طیار کیا ہے - حضور نے دریافت کیا - کتنا ہے - میں نے بتا دیا - فرمایا - بہت ہے - مجھے ہدایت کر دی کہ جب تک میں نہ آؤں - چولہے پر سے نہ تو ہنڈیا اتارنا اور نہ تنور میں روٹی لگانا - پھر حضور نے بلند آواز سے کہا - مسلمانو! جابر نے شوربا طیار کیا ہے - سب کھانے چلو - یہ سُن کر مجھے بہت ہی شرم آئی - اتنی شرم کہ اللہ ہی جانتا ہے - میں اپنی بی بی کے پاس گیا۔

اُسے مطلع کیا کہ حضور ایک ہزار آدمی لے آئے ہیں۔ اُس نے کہا۔ تم نے وہی کیا جس کا مجھے اندیشہ تھا۔ کیا انہوں نے تم سے دریافت کیا تھا۔ میں نے کہا۔ ہاں بی بی نے کہا۔ پھر کوئی فکر نہیں۔ اللہ اور اُس کا رسول خوب علم رکھتے ہیں۔ حضور مکان میں آئے۔ ہنڈیا کھول کر اُس میں تھوکا۔ پھر اُسے ڈھانپ دیا۔ پھر تنور پر تشریف لائے۔ پھر کہا۔ خباز (روٹی لگانے والے) کو بلاؤ۔ اُس نے روٹیاں لگائیں۔ حضور نے تنور کو پھر ڈھانپ دیا۔ حتےٰ کہ ایک ہزار مسلمانوں نے سیر ہو کر کھانا تناول کیا۔ جب کھا کر چلے گئے تو حضور نے میری بی بی سے کہا۔ تم خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی تحفتہً بھیجو۔ ہم نے دیکھا نہ تو ہنڈیا میں سالن کم ہوا تھا اور نہ گوندھے ہوئے آٹے میں کمی واقع ہوئی تھی۔ تنور بھی روٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔

حضرت نعمان رضؓ بن بشیرؓ کی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں :۔ میری والدہ عمرہ رضؓ بنت رواحہ نے مجھے طلب کیا۔ اور کھجوروں کی ایک مُشت بھر کر میرے دامن میں ڈالی۔ کہا۔ بیٹی! اسے اپنے باپ اور اپنے ماموں عبداللہ رضؓ بن رواحہ کے پاس لے جاؤ۔ یہ اُن کا کھانا ہے۔ میں چل پڑی۔ اُن کو ڈھونڈ رہی تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزری۔ فرمایا۔ بیٹی! ادھر آؤ۔ تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میری والدہ نے میرے والد بشیر رضؓ اور میرے ماموں عبداللہ رضؓ بن رواحہ کے پاس بھیجا ہے۔ فرمایا۔ مجھے پکڑاؤ۔ میں نے یہ کھجوریں حضور کی دونو ہتھیلیوں میں ڈال دیں۔ دونو ہتھیلیاں نہ بھریں۔ حضور نے ایک چادر بچھانے کا حکم دیا۔ اُس پر کھجوریں پھیلا دیں۔ پھر اپنے پاس والے آدمی سے کہا آواز دو کہ سب خندق کھودنے والے جمع ہو جائیں۔ کھانا آیا ہے۔ سارے مسلمان جمع ہو گئے۔ سب کھا کر چلے بھی گئے۔ اور کھجوریں ابھی تک نیچے گر رہی تھیں۔

آنے والی فتوحات

حضرت عمرو رضؓ بن عوف بیان کرتے ہیں :۔ میں۔ سلمان رضؓ۔ حذیفہ رضؓ۔ نعمان رضؓ بن مقرن اور چھ انصار اپنا اپنا حصہ چالیس گز کھود رہے تھے کہ دفعتہً نیچے سے ایک بڑا بھاری سخت پتھر نکلا۔ ہم نے اُس کو توڑنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ حتےٰ کہ ہماری کدالیں ٹوٹ گئیں۔ ہم نے سلمان رضؓ سے کہا۔ آپ حضور کو اطلاع دینے

جائیں۔ حضرت سلمانؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ترکی خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ عرض کیا۔ حضور! خندق کے وسط میں ایک بڑا بھاری سخت پتھر نکلا ہے۔ اُس کا رنگ سفید ہے۔ اُس نے ہماری کدالیں اور پھاوڑے توڑ ڈالے ہیں۔ حضور حضرت سلمانؓ کے ساتھ ہمارے پاس آئے۔ خندق کے مُنہ سے ٹیک لگا کر حضرت سلمانؓ سے کدال لے کر اس پتھر پر ماری۔ پہلی ضرب میں اُس کا ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ اس میں سے ایک بڑی چمک پیدا ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی شخص نے کالی کوٹھڑی میں بجلی روشن کی ہے۔ حضور نے بلند آواز سے نعرۂ تکبیر (اللہ اکبر) کہا۔ سب مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر لگائے۔ فرمایا۔ یہ پہلی فتح ہے۔ دوسری دفعہ حضور نے پھر کدال ماری۔ اس دفعہ بھی زور سے بجلی چمکی۔ حضور نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ فرمایا۔ یہ دوسری فتح ہے۔ سب مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کئے۔ تیسری دفعہ حضور نے پھر کدال ماری۔ اس دفعہ بھی زور سے بجلی چمکی۔ حضور نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا۔ فرمایا۔ یہ تیسری فتح ہے۔ سب مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ نعرۂ تکبیر بلند کئے۔ وہ پتھر پاش پاش ہو گیا۔ حضور حضرت سلمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر اوپر تشریف لائے۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اس وقت یہ عجیب واقعہ پیش آیا ہے۔ حضور نے قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ سلمان نے جو کچھ کہا۔ تم نے سُنا۔ سب صحابہ کرام نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ حضور! ہم نے سُنا۔ فرمایا۔ پہلی ضرب میں جو بجلی چمکی تھی اُس میں مجھ کو حیرہ کے محلات اور کسریٰ کے شہر (ایران میں) دکھائے گئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے مجھ سے فرمایا۔ تمہاری امت ان کو ضرور فتح کرے گی۔ دوسری ضرب میں جو بجلی چمکی تھی اُس میں مجھ کو عیسائی حکومت (افریقہ روم۔ شام۔ قسطنطنیہ) کے محلات نظر آئے۔ اس وقت حضرت جبرئیل نے مجھے مطلع کیا۔ تمہاری امت ان کو بھی ضرور فتح کرے گی۔ تیسری ضرب میں جو بجلی چمکی تھی اُس میں مجھ کو صنعاء (یمن) کے محلات نظر آئے۔ اسی وقت حضرت جبرئیلؑ نے مجھے باخبر کیا کہ تمہاری امت ان پر بھی قابض ہو جائے گی۔ مسلمانو! یہ عظیم الشان فتوحات تم کو مبارک ہوں۔ یہ بشارت سُن کر صحابۂ کرام نے عرض کیا۔ اللہ کا (صد ہا) شکر کہ اُس نے محاصرہ میں آنے والی فتوحات کا وعدہ دیا ہے۔ منافقوں نے طعنہ دیا۔ تمہارا

نبی جھوٹا ہے - تم سے جھوٹے وعدے کرتا ہے - کہتا ہے کہ مجھے مدینہ سے حیرہ اور کسریٰ کے شہر نظر آ رہے ہیں - اور میرے مسلمان ان کو ضرور فتح کر لیں گے - حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں دشمن کا رعب بیٹھا ہوا ہے - اور اُس سے بچنے کے لئے خندق کھود رہے ہو - دشمن کے مقابلہ میں جانے کی جرأت نہیں - اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی :-

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا -

منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے کہتے ہیں اللہ اور اُس کا رسول ہم سے جھوٹے وعدے کرتا ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اذا هلك قيصرٌ فلا قيصرَ بعده - واذا هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعده والذى نفسى بيده لتُنفقنّ كنوزهما فى سبيل الله

جب قیصر (عیسائیوں کا شہنشاہ) ہلاک ہو جائیگا تو پھر کوئی قیصر نہ بن سکیگا - اور جب کسریٰ (ایران کا شہنشاہ) ہلاک ہو جائیگا - تو پھر دوسرا کسریٰ نہ بن سکیگا - قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے - اے مسلمانو ! تم ان دونو حکومتوں کے خزانے اپنی سلطنت کو مزید وسیع کرنے کے لئے خدا کو راضی کرنے کی نیت سے فوجی طیاریوں میں خرچ کرو گے -

حضرت انس رضہ فرماتے ہیں :- سردی کا موسم تھا - ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں - صحابہ کرام اتنی سخت سردی میں خندق کھود رہے تھے - مسلمانوں کی یہ تکلیف دیکھ کر حضور نے وہی فرمایا جو اوپر ذکر ہو چکا ہے - اس کے جواب میں صحابہ کرام بھی وہی فرمانے جو اوپر بیان ہو چکا ہے - خندق سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو شہر کے قلعوں میں محفوظ کر دیا - مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی - حضور نے حضرت عبد اللہ رضہ بن اُم مکتوم (نابینا) کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا -

کافروں کے لشکر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کھودنے سے فارغ ہو گئے تو قریش دس ہزار

کا لشکر لے کر آ گئے۔ جن میں مختلف قسم کی فوجیں تھیں۔ یہ لشکر جُرف غابہ کے درمیان مجتمع الاسیال (جہاں سیلاب جمع ہوتے ہیں) میں اُترے۔ غطفان (نجد) کی فوجیں احد کی جانب ذی نقمی میں فروکش ہوئیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ سلع پہاڑ کو اپنے پیچھے رکھا۔ یہاں اپنا مستقر بنایا۔ سامنے خندق تھی۔

یہودی مسلمانوں کے خلاف ہو جاتے ہیں

حُیَیّ بن اخطب قریظہ کے قلعہ کے سامنے آیا۔ ان کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ یہودیوں کے سردار کعب بن اسد نے قلعہ کا دروازہ بند کرا دیا۔ حُیَیّ نے باہر کھڑے ہو کر کہا۔ کعب! دروازہ کھولو۔ کعب نے جواب دیا۔ کم بخت تو منحوس ہے۔ کان کھول کر سُن لے۔ میں محمد کے ساتھ صلح کر چکا ہوں۔ معاہدہ کو نہیں توڑوں گا۔ آج تک میں اس معاہدہ پر نہایت دیانتداری کے ساتھ قائم رہا ہوں۔ حُیَیّ نے کہا۔ تو دروازہ کھول۔ میں تجھ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کعب نے کہا۔ غلط ہے۔ میں دروازہ نہیں کھولونگا۔ تو واپس جا۔ اپنا راستہ لے۔ بالآخر حُیَیّ نے زیادہ اصرار کیا۔ اُس نے کہا:-

لقد جئتك بعز الدھر۔ جئتك بقریش وغطفان واسد لحرب محمد	میں تمہارے سامنے تمام دنیا کی عزت لے کر آیا ہوں۔ قریش۔ غطفان اور اسد کے

عظیم الشان لشکر لے کر آیا ہوں۔ سب کے سب محمد سے لڑنے کو طیار ہیں۔

کعب نے جواب دیا:-

جئتنی واللہ بذل الدھر وبجھم قد اُراق ماءہ فھو یرعد ویبرق	خدا کی قسم تو میرے لئے تمام دنیا کی ذلت اور رسوائی لایا ہے۔ اور ایسا ابر لایا ہے

جو اپنا پانی دوسری جگہ برسا چکا ہے۔ اب وہ صرف گرج رہا ہے اور بجلی چمکا رہا ہے۔ (ضرب المثل ہے جو گرجتا ہے وہ برستا نہیں۔ مترجم)

المختصر بہت اصرار کے بعد حُیَیّ بن اخطب نے کعب کو اپنا معاہدہ توڑنے پر مجبور کر دیا۔ کعب نے کہا۔ میں اس شرط پر مسلمانوں کا معاہدہ توڑتا ہوں کہ تم میرے قلعہ میں آجاؤ۔ اور آخر دم تک میرے ساتھ رہو۔ جو انجام ہمارا وہی تمہارا انجام ہو۔ اُس نے منظور کیا۔ کعب نے اُسی وقت مسلمانوں سے معاہدہ شکنی کا اعلان کر دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے تحقیق حال کے لئے سعد بن (سعدؓ بن معاذ - قوم اوس کے سردار - سعدؓ بن عبادہ قوم خزرج کے سردار) عبداللہؓ بن رواحہ - خوات بن جبیرؓ کو بھیجا - ان کو ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا - یہودیوں کے معاہدہ شکنی کی خبر کی تحقیق کرو - اگر یہ خبر صحیح ہے تو مجھ کو اس کے متعلق مشورہ دو - اور اگر غلط ہے تو کھلے مجمع میں اس کی تردید کرو - مسلمانوں کے یہ افسر یہودیوں کے پاس آئے - قلعہ میں داخل ہوئے - اور معاہدہ کے مطابق مسلمانوں کی امداد کرنے کا مطالبہ کیا - یہودیوں نے جواب دیا - اب ہمارے پر ٹوٹ چکے ہیں - یہودیوں نے حضور کی شان میں بہت گستاخی کی - اور ان کو دھکے دے کر باہر نکال دیا - کہا - محمد سے ہمارا کوئی معاہدہ نہیں ہوا - حضرت سعدؓ بن معاذ تیز طبع تھے - یہودیوں کا یہ طرزِ عمل دیکھ کر اُن کو بُرا کہا - فرمایا - ہم یہاں تمہیں گالیاں دینے نہیں آئے - گالیاں دینے سے بڑھ کر ایک اہم مقصد ہمارے پیشِ نظر ہے - اے بنو قریظہ ! ہمارے اور تمہارے درمیان پہلے سے معاہدۂ مودت قائم ہے - مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارا انجام بنو نضیر جیسا ہوگا - بلکہ اس سے بھی بدتر - یہودیوں نے جواب دیا - واپس جا - اپنے باپ کا آلۂ تناسل چوس - حضرت سعدؓ بن معاذ نے فرمایا - تمہارے منہ سے کوئی اچھا کلمہ نکلنا چاہیئے - یہودیوں نے حضور کو گالیاں دیں - یہ افسر واپس چلے آئے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقتِ حال سے باخبر کرتے ہوئے عرض کیا - ٹیلہ سخت ہوگیا ہے - سخت ٹیلہ سے بچنے کی کوشش کیجئے - حضور نے فرمایا :-

اللہ اکبر - أبشروا یا معشر المسلمین - (اللہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے) مسلمانو! تم کو فتح مبارک ہو -

مسلمانوں کی سختیاں بڑھ گئیں - چاروں طرف سے مصائب کا نزول ہونے لگا - سب طرف دشمن کی فوجیں پھیل گئیں - مسلمان مرعوب ہوگئے - اُن کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا - کیونکہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے -

اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم | جب دشمن اوپر سے اور نیچے سے تم پر آئے

بنکم وإذ زاغت الأبصار | تمہاری آنکھیں ڈر کے مارے اندھی ہو گئیں۔
وبلغت القلوب الحناجر۔ | اور تمہارے دل گلوں تک پہنچ گئے۔ اور تم
تظنون باللہ الظنونا | اللہ کے بارے میں برے برے خیال کرنے لگے۔

ادھر منافقین نے تنگ کرنا شروع کیا۔ معتب بن قشیر نے اظہار عداوت کرتے ہوئے کہا۔ محمد ہم سے وعدہ کرتا تھا کہ ہم ایک روز قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر قابض ہو جائیں گے۔ حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ ہم ڈر کے مارے قضاء حاجت کے لئے باہر قدم نہیں رکھ سکتے۔

ما وعدنا اللہ و رسولہٗ الا غرورا ۔ اللہ اور اس کا رسول ہم سے جھوٹا وعدہ کر کے ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔

اوس بن قیظی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ اس لئے کہ وہ مدینہ سے باہر ہیں۔ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم اس میدان جنگ کو چھوڑ جائیں اور اپنے گھروں کی حفاظت کریں۔ خدا نے جواب دیا۔

وما ھی بعورۃ ان یریدون الا فرارا | ان کے مکانات محفوظ ہیں۔ یہ صرف بھاگنے کا ارادہ کرتے ہیں۔

ایک ماہ تک مسلمانوں کا سخت محاصرہ رہا۔ جنگ کی نوبت نہ آئی۔ صرف سنگ باری اور تیر اندازی ہوتی تھی۔

انصار کی شجاعت

مسلمانوں کی سختی بہت بڑھ گئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نجد کی مشہور فوج غطفان کو مدینہ کی سالانہ آمدنی کا تیسرا حصہ دے کر انہیں دشمنوں سے علیحدہ کرنا چاہا۔ آپ نے مراسلت شروع کی۔ اور غطفان کے دو اعلیٰ افسر عینیہ بن حصن و حرث بن عوف کو طلب کیا۔ حضور نے اس معاملہ میں سعدین سے مشورہ کیا۔ دونوں نے عرض کیا۔ اگر خدا کا حکم ہے تو ہم بسر و چشم مانتے ہیں۔ اور اگر یہ خدا کا حکم نہیں آپ صرف ہمارے لئے سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے ایسا اقدام کر رہے ہیں تو ہم صاف صاف عرض کر دیتے ہیں کہ جب ہم کافر تھے

جاہلیت کے زمانہ میں ہم سے کوئی دشمن ایک حبہ بھی چھیننے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ اور اب تو خدا نے ہم کو مشرف باسلام کر دیا ہے۔ ہم کو اپنی ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ حضور کی بدولت ہماری عزت شوکت حشمت بڑھ گئی ہے۔ کیا ہم ان سے دب کر انہیں اپنا کچھ مال دے سکتے ہیں۔ حاشا و کلا۔ ہم ان کو صرف ایک چیز دیں گے۔ تلوار اور قاطع تلوار۔ حضور نے اُن کی رائے کو پسند کیا۔ فرمایا۔ خدا کا حکم نہیں۔ میں صرف تمہارے لئے سہولتیں بہم پہنچانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مجھ کو تم پر رحم آیا۔ میں نے دیکھا کہ تمام عرب تم کو فنا کرنے و ہلاک کرنے کے لئے جمع ہو گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت سعدرضؓ نے معاہدۂ صلح کے متن کو مٹا دیا۔ اور دشمن کے نمائندہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ جاؤ۔ ہمیں شکست دینے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگاؤ۔ غطفان ہم سے اپنی قوت آزمائی کرنا چاہتے ہیں تو سامنے آئیں۔

کفار کے چند سوار خندق عبور کر گئے

قریش کے چند بہادر سوار عمرو بن عبدود۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ ہبیرہ بن ابی وہب۔ نوفل بن عبداللہ۔ اور مرداس نے خندق کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ بنی کنانہ سے کہا۔ جنگ کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہو جائیگا کہ صحیح معنوں میں بہادر کون ہے۔ یہ کہہ کر خندق کی طرف رُخ کیا۔ جب خندق کے پاس پہنچے تو کہنے لگے۔ یہ ایک فریب کا جال بچھایا گیا ہے۔ عرب قوم کو اس فریب سے کیا مناسبت۔ مسلمانو! تم نے یہ فریب کہاں سے سیکھا ہے۔ اس کے بعد خندق کے تنگ حصہ کو عبور کر کے مسلمانوں کے میدان میں آئے اور مقابلہ کے لئے للکارا۔ حضرت علی رضؓ فوراً چند مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ میں پہنچ گئے۔ عمرو بن عبدود بدر کی لڑائی میں شامل ہوا تھا۔ مسلمانوں نے اس کو بہت زخمی کیا تھا۔ انہی زخموں کی وجہ سے وہ احد کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ اب خندق کی لڑائی میں پورے جوش و خروش کے ساتھ آیا۔ حضرت علی رضؓ نے اُس سے کہا۔ عمرو! تم نے اقرار کیا تھا کہ قریش میں سے جو شخص اپنے دو مطالبے میرے سامنے پیش کرے۔ میں اُس کا ایک مطالبہ ضرور مان لوں گا۔ اُس نے جواب دیا۔ میں نے یہ عہد دیا تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا - تو میں اپنے دو مطالبے پیش کرتا ہوں - پہلا یہ کہ تم
دعوتِ اسلام دیتا ہوں - عمرو نے کہا - یہ مطالبہ ناقابلِ قبول ہے - حضرتِ ...ق میں
نے فرمایا - دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ تم مجھ سے لڑنے کے لئے مستعد ہو۔ بن ابی سلمہؓ
جواب دیا - میں اپنے ہاتھ سے تم کو قتل کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ سوار ہو کر
نے فرمایا - لیکن میں اپنے ہاتھ سے تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں - کرتے اور کبھی اُدھر
اپنے گھوڑے سے اترا - اُس کی کھوچیں کاٹ ڈالیں - (یہ اشارہ کو ٹیلہ پر ہمارے
کہ میں میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کروں گا) اور حضرت... آپ کیا کر رہے
تھوڑی دیر تک طرفین جولانیوں میں مصروف رہے - بالآخر حضرت عمر سے
قتل کر دیا - یہ دیکھ کر دوسرے سوار بھاگ گئے - اور خندق عبور کر کے اپنے لشکر
میں چلے گئے - عمرو کافروں میں بہت شجاع اور بہادر تھا - اس کے بعد منبہ بن عثمان
اور نوفل بن عبداللہ مارے گئے - منبہ کو تیر لگا - مکہ میں جا کر مر گیا - نوفل خندق
عبور کرنے کی کوشش کر رہا تھا - کہ اُس کا گھوڑا خندق میں گھس گیا - مسلمان
اُس کو پتھر مارنے لگے - اُس نے کہا - اس سے تو مجھے قتل کرنا اچھا ہے -
حضرت علیؓ خندق میں اُتر ے - اور اُس کی گردن الگ کر دی - مسلمان اُس کی
نعش باہر لے آئے - کافروں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نعش کو قیمت
پر حاصل کرنے کی درخواست کی - حضور نے فرمایا - ہم کو نہ نعش کی ضرورت ہے -
اور نہ قیمت کی - تم مفت میں اُٹھا کر لے جاؤ -

حضرت علیؓ کی بہادری

دوسری روایت میں ہے :- عمرو بن عبدود از سرتا پا لوہے میں ڈوبا ہوا تھا - اُس
نے للکار کر کہا - کون میرے مقابلہ میں نکلتا ہے - حضرت علیؓ کھڑے ہوئے -
عرض کیا - حضور! میں اس کے مقابلہ میں جاتا ہوں - حضور نے فرمایا - یہ عمرو ہے -
(بڑا بہادر ہے) بیٹھ جاؤ - پھر اُس نے پکارا - کوئی مسلمان میرے مقابلہ میں آنے کی
جرأت نہیں کرتا - (اسی طرح مسلمانوں کو طعنے دے رہا تھا) حتےٰ کہ اُس نے کہا تمہاری
وہ جنت کہاں ہے جس کے متعلق تمہارا دعوےٰ ہے کہ جو مسلمان قتل ہو جائے وہ اُس میں
داخل ہو گا - اے مسلمانو! تم کسی کو میرے مقابلہ میں نہیں بھیجتے - حضرت علیؓ نے

عرض کیا۔ حضور! میں اس کے مقابلہ میں جاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ یہ عمرو ہے۔
اور اب کیا۔ عمرو ہے تو کیا۔ حضور نے حضرت علی رض کو اجازت دی۔ عمرو نے پوچھا۔
فرمایا ہے؟ حضرت علی رض نے فرمایا۔ میں ہوں علی بن ابی طالب۔ اُس نے کہا۔
ہم ان سے دب بھتیجے! تمہارے چچا تم سے عمر میں بڑے ہیں۔ میں تمہارا خون گرانا
ایک چیز دیں کے ہوں۔ حضرت علی رض نے فرمایا۔ لیکن میں تم کو قتل کرنا مناسب
فرمایا۔ خدا کا حکم ہے کر اُسے غصہ آگیا۔ گھوڑے سے اترا۔ شعلۂ آتش کی طرح بڑھا۔
مجھ کو تم پر رحم آیا اپنی ڈھال سے اُس کا استقبال کیا۔ یعنی اپنی ڈھال سے اُس
لئے جیسے ہو ۔ ڈھال پر زور سے تلوار ماری۔ وہ ڈھال میں گھس گئی اور
حضرت علی تک پہنچی۔ حضرت علی رض کے سر پر زخم آیا۔ حضرت علی رض نے اُس
کے کندھے پر تلوار کی ضرب لگائی۔ وہ گر پڑا۔ غبار اُٹھا۔ حضور نے تکبیر کا
نعرہ سنا۔ ہم مسلمانوں کو یقین آگیا کہ حضرت علی رض نے اُسے قتل کر دیا ہے۔

تیسری روایت میں ہے :۔ حضرت علی رض نے اُس کی شہ رگ پر تلوار ماری۔
وہ خندق میں جا پڑا اور مر گیا۔ پھر حضرت علی رض حضور کے پاس آئے۔ اور
چہرہ خوشی کے مارے چمک رہا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ تم نے اُس کی زرہ کیوں
چھوڑ دی۔ عرب میں ایسی عمدہ زرہ نہیں ہے۔ حضرت علی رض نے جواب دیا۔ وہ
میرے سامنے برہنہ ہو گیا تھا۔ مجھے شرم آگئی اور میں نے اپنے چچا زاد بھائی کا سلب
لینا مناسب نہ سمجھا۔ اس کے بعد باقی سوار بھاگ گئے۔ اور خندق عبور کر گئے۔

قریش نے اُس کی نعش حاصل کرنے کے لئے بارہ ہزار کی رقم بھیجی۔ حضور نے
فرمایا۔ مُردوں کی قیمت وصول کرنا ہمارا شیوہ نہیں۔ تم اُس کی نعش مفت میں
لے جاؤ۔

حضرت زبیر رض کی شجاعت

نوفل بن عبداللہ میدان میں آیا اور حضور کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ حضرت
زبیر رض بن عوام اُس کے مقابلہ میں نکلے۔ تلوار کی ایک ہی ضرب سے اُس کے
دو ٹکڑے کر دیئے۔ آپ کی تلوار میں کچھ شکست آگئی۔ آپ یہ کہتے ہوئے واپس گئے۔

انی أمرؤ أحمی و أحتمی ۔ عن النبی المصطفیٰ الامی

میں وہ بہادر ہوں کہ نبی مصطفیٰ کی حفاظت کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ رضؓ بن زبیرؓ چھوٹے بچے تھے۔ فرماتے ہیں۔ غزوۂ خندق میں مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک ٹیلہ پر بٹھا دیا گیا۔ حضرت عمرؓ بن ابی سلمہؓ میرے ساتھ تھے۔ وہ مجھے اپنی چڈی دیتے۔ میں اُن کے کندھے پر سوار ہو کر میدانِ جنگ کو دیکھتا۔ میں نے اپنے والد کو دیکھا کبھی ادھر حملہ کرتے اور کبھی اُدھر حملہ کرتے۔ جو شخص مقابلہ میں آتا اُسے قتل کر دیتے۔ جب شام کو ٹیلہ پر ہمارے پاس آئے تو میں نے کہا۔ اباجان۔ میں نے آج آپ کو دیکھا۔ آپ کیا کر رہے تھے۔ فرمایا۔ بیٹا! تم نے مجھے دیکھا تھا۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

حضرت اُمِّ سعدؓ کی شجاعت

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ ہم خندق کی لڑائی میں بنی حارثہ کے قلعہ میں محفوظ تھیں۔ یہ قلعہ مدینہ کے سب قلعوں میں بہت مضبوط تھا۔ حضرت سعدؓ بن معاذ کی والدہ اس قلعہ میں ہمارے ساتھ تھیں۔ ابھی پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ حضرت سعدؓ ہمارے قلعہ کے سامنے سے گذرے۔ ان کی زرہ کافی سے زیادہ چھوٹی تھی۔ اور ہاتھ زرہ سے باہر نکلا ہوا تھا۔ ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اور اشعار پڑھ رہے تھے۔ جن میں ایک مصرع یہ ہے:۔

لاباْس بالموتِ اذحان الاجل۔ جب موت کا وقت آپہنچا تو پھر موت سے ڈرنے سے فائدہ۔

ان کی والدہ نے کہا۔ بیٹا! بہت خوب بہت خوب۔ مجھے منظور ہے۔ جا موت سے مل۔ میرے بیٹے! آگے بڑھ۔ تو نے اتنی دیر کیوں لگائی۔ میں نے کہا۔ حضرت سعدؓ کی زرہ بہت چھوٹی ہے۔ اگر دشمن کا تیر لگا تو کارگر ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ خباب بن قیس نے تیر مارا۔ نشانہ لگاتے وقت اُس نے کہا۔ یہ نشانہ میں نے لگایا ہے۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا۔ خدا تجھ کو دوزخ میں ڈالے۔ حضرت سعدؓ نے اللہ سے التجا کی۔ یا اللہ! اگر یہ جنگ طول پکڑے تو مجھ کو ضرور زندہ رکھ۔ اس لئے کہ میں اُس قوم (قریش) سے جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ جس نے تیرے

رسول کو ایذاء پہنچائی ہے۔ اور اُن کو جلا وطن کیا ہے۔ اگر تو اس جنگ کو ختم کر چکا ہے تو مجھ کو جامِ شہادت پلا۔ ہاں جب تک قریظہ میری آنکھوں کے سامنے ہلاک نہ ہو جائیں۔ اُن کا انجام دیکھ کر میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو مجھ کو زندہ رکھ۔ خدا نے یہ دعاء قبول کر لی۔

شاعروں کی بزدلی اور حضور کی پھوپھی کی شجاعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضؓ فرماتی ہیں :۔ ہمارا قلعہ بنو قریظہ کے عین بالمقابل تھا۔ اُن کو کوئی دفع کرنے والا نہ تھا۔ حضرت حسانؓ بن ثابت ہم عورتوں اور بچوں کے ساتھ اسی قلعہ میں تھے۔ دفعتہً ایک یہودی آیا۔ اور ہمارے قلعہ کے چاروں طرف چکر کاٹنے لگا۔ میں نے کہا۔ اے حسان! یہ یہودی قلعہ کا طواف کر رہا ہے۔ اور مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ ہے۔ تم نیچے اُتر کر اسے قتل کر دو۔ حضرت حسان رضؓ نے جواب دیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ مجھ جیسے بزدل سے یہ کام کس طرح ہو سکتا ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ حسان سے کچھ نہیں ہو سکتا تو میں نے ایک چوب خیمہ پکڑ لی۔ اور کپڑا لٹکا کر قلعہ سے نیچے اُتری۔ اور یہودی پر اس چوب سے حملہ کیا۔ حتےٰ کہ میں نے اُسے مار ڈالا۔ پھر میں قلعہ پر چڑھ آئی۔ میں نے حسان سے کہا۔ نیچے اُتر کر اُس کا سلب اُتار لو۔ میں نے اس وجہ سے اُس کا سلب نہیں اتارا کہ وہ مرد ہے۔ حسان نے جواب دیا۔ اے خاتون! مجھے اس سلب کی ضرورت نہیں۔

نمازِ عصر کا ضیاع

کافروں نے سختی سے مسلمانوں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ مسلمان ظہر، عصر، مغرب تینوں نمازوں سے محروم ہو گئے۔ کافروں نے حضور کی اقامت گاہ کی طرف ایک بڑا سخت دستہ متعین کر رکھا تھا۔ جب عصر کا وقت آیا۔ تو یہ دستہ قریب ہوا۔ حضور اور کوئی مسلمان نماز نہ پڑھ سکے۔ شب کے قریب یہ دستہ پسپا ہوا۔ حضور نے فرمایا۔ انہوں نے ہمیں نمازِ عصر سے روکا۔ خدا ان کی قبروں میں آگ بھرے۔

حضور مسلمانوں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں۔

جب کافروں کی شدت زیادہ بڑھ گئی۔ تو بہت لوگ منافق ہو گئے۔ اور بُری

بڑی باتیں زبان پر لانے لگے۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ پاک کی قسم۔ تمہاری یہ مصیبت ختم ہونے والی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہم امن وامان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ خدا مجھے کعبہ کی کنجیاں حوالہ کرے گا۔ خدا کسریٰ وقیصر دونو (کی سلطنت) کو ضرور فتح کرے گا۔ اور تم خدا کو راضی کرنے کی نیت سے ان دونو حکومتوں کے خزانے فوجی طیاریوں میں خرچ کرو گے۔

چار نمازیں یکے بعد دیگرے ادا کرنا

حضرت عمرؓ شام کے بعد تشریف لائے قریش کو بد دعاء دیتے ہوئے فرمایا۔ حضور! میں سورج غروب ہونے تک نماز نہ ادا کر سکا۔ حضور نے فرمایا۔ میں بھی یہ نماز نہ پڑھ سکا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ خندق کی لڑائی میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء ادا کرنے سے قاصر رہے۔ حضرت بلالؓ کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی۔ پھر اقامت کہی۔ حضور نے ظہر پڑھائی۔ پھر عصر کی اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ پھر اقامت کہی۔ حضور نے نماز پڑھائی۔ پھر مغرب کی اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلالؓ نے اذان دی پھر اقامت کہی۔ حضور نے نماز پڑھائی۔ فارغ ہونے کے بعد عشاء کی اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلالؓ نے اذان دی اقامت کہی۔ حضور نے نماز پڑھائی۔

کافروں کی ہزیمت کے لئے حضور کی بد دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد احزاب میں تشریف لائے۔ چادر نیچے رکھی۔ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ بلند کئے۔ کافروں کے لئے یہ بد دعاء کی:۔

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ	اے اللہ قرآن مجید اتارنے والے۔ جلدی حساب لینے والے۔ کافروں کے لشکروں کو شکست دے۔ اے اللہ! ان کو ہزیمت دے اور ہماری مدد کر۔

دشمن کی ہزیمت کے اسباب

خدا نے مسلمانوں کی فتح ونصرت کا دروازہ کھولا۔ اور یہ سبب بنایا۔ اور اللہ

ہر حال میں ہر طرح کی حمد وثنا اور شکر کا مستحق ہے۔ کہ غطفان کا ایک شخص نعیم بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا۔ حضور! میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ میری قوم غطفان کو ابھی تک میرے مسلمان ہونے کا علم نہیں۔ مجھے کوئی حکم صادر فرمائیے میں فوراً تعمیل کروں گا۔ حضور نے فرمایا۔ اس وقت تمہارے لئے یہی حکم ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے۔ کافروں کے ان لشکروں کو یہاں سے ہٹاؤ۔ کیونکہ الحرب خدعۃ (لڑائی دھوکہ سے فتح ہوتی ہے) حضرت نعیم رضہ فوراً قریظہ کے پاس گئے۔ یہودیوں کے دلوں میں ان کی بہت توقیر تھی۔ انہوں نے فرمایا۔ اے میرے قریظی دوستو! تم مجھ سے بخوبی واقف ہو۔ میں تمہارا پرانا دوست ہوں۔ اور سچے دل سے تمہارا خیر خواہ۔ یہودیوں نے جواب دیا۔ آپ سچ کہتے ہیں۔ ہمیں آپ پر کوئی شبہ نہیں۔ حضرت نعیم رضہ نے فرمایا۔ تم محمد سے جنگ کرنے کے لئے آ گئے ہو۔ اور قریش فرصت و موقع کے منتظر ہیں۔ وہ تم کو محمدؐ کی زد میں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ پھر محمد تم سے انتقام لے گا۔ انہوں نے کہا۔ نعیم! پھر اس کا علاج کیا ہے۔ فرمایا۔ تم ان سے رہائن (ضمانتیں) طلب کرو۔ تم قریش اور غطفان سے اُن کے سرکردہ اشخاص اور بڑے بڑے افسر بطور یرغمال طلب کرو۔ اُن سے کہو۔ جب تک محمدؐ سے قطعی فیصلہ نہ ہو جائے تمہارے یہ افراد ہمارے قبضہ میں رہیں گے۔ جب تک وہ تم کو مطلوبہ ضمانتیں نہ دیں تم اُن کے ساتھ مل کر لڑنے سے انکار کردو۔ سب یہودیوں نے بالاتفاق کہا۔ آپ نے صحیح مشورہ دیا۔ اسی طرح عمل ہوگا۔ اس کے بعد حضرت نعیم رضہ قریش کے پاس آئے۔ کہا۔ میں قدیم سے تمہارا دوست اور خیر خواہ ہوں۔ اسی واسطے محمدؐ کے خلاف تمہارے ساتھ شامل ہوا ہوں۔ میں نے ایک رنج دہ خبر سنی ہے۔ تم کو اُس سے باخبر کرنا میرا قومی فرض ہے۔ تم میرا نام ظاہر نہ کرنا۔ یہودی مسلمانوں کے معاہدہ کو توڑ کر پچھتا رہے ہیں۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کیوں ہتھیار اٹھائے اور محمد سے نقض عہد کیوں کیا۔ اُنہوں نے محمد کے پاس یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہم اپنے فعل پر نادم ہیں۔ اور ہم کو آپ سے نقض عہد پر سخت ندامت ہے۔ اگر ہم قریش و غطفان کے ممتاز افراد حاصل کرکے آپ کے حوالہ کردیں اور آپ اُنکی

گردن اتار دیں پھر ہم آپ سے مل جائیں تو کیا آپ ہم سے راضی ہو جائیں گے - محمدؐ نے
جواب دیا - یقیناً میں تم سے راضی ہو جاؤں گا - میں تم کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر یہودی
ضمانت میں تم سے تمہارے معزز افراد طلب کریں تو اُن کا یہ مطالبہ مسترد کر دینا -
اس کے بعد حضرت نعیمؓ غطفان کے پاس آئے - اُن سے کہا - تم میرے رشتہ دار
ہو - اور دنیا میں رشتہ داروں سے زیادہ محبت ہوتی ہے - تمہاری محبت میری
رگوں میں سرایت کر گئی ہے - میں تم پر دل و جان سے فدا ہوں - غالباً آپ اس
کی تصدیق کریں گے کہ میں نے گذشتہ ایام میں بڑی بڑی خدمات سرانجام
دی ہیں - اور قوم من کلّ الوجوہ مجھ سے راضی ہے - سب نے بالاتفاق کہا -
بے شک تم سچ کہتے ہو - فرمایا - میں تم کو ایک دہشت ناک خبر سناؤں - میرا نام ظاہر
نہ کرنا - سب نے کہا - ہرگز نہیں - اس قول و قرار کے بعد حضرت نعیمؓ نے
ان سے وہی کہا جو قریش سے کہا تھا - اور تاکید کر دی کہ یہودیوں کو اپنے شریف
اور معزز افراد ہرگز نہ دینا - جب شنبہ کی رات آئی تو قریش اور غطفان نے
عکرمہ بن ابی جہل کی سرکردگی میں ایک مشترکہ وفد قریظہ کے پاس بھیجا - اُن سے
کہا - مدینہ کی آب و ہوا ہمیں موافق نہیں آئی - ہمارے بہت سے جانور ہلاک
ہو گئے ہیں - ہم دفعتہً حملہ کر کے مسلمانوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں - آپ ہمارے
ساتھ شریک جنگ ہونے کے لئے طیار ہو جائیں - یہودیوں نے جواب دیا -
اولاً تو آج شنبہ ہے جو ہمارا مقدس دن ہے - غالباً آپ ہماری گذشتہ تاریخ
سے واقف ہوں گے کہ جب ہم نے یوم السبت کے متعلق کجروی اختیار کی ہماری
تباہی و بربادی عمل میں آئی -

ثانیاً جب تک آپ صاحبان اپنی قوم کے چند سرکردہ اشخاص بطور رہن ہمیں
حوالہ نہ کریں گے ہم ہرگز آپ کے ساتھ شریک جنگ نہ ہوں گے - اس لئے کہ ہمیں
اندیشہ ہے کہ اگر جنگ نے طول پکڑا اور تمہارا نقصان ہوا تو تم ہمیں چھوڑ کر اپنے
علاقوں میں بھاگ جاؤ گے - ہم تنہا محمدؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتے - تمہارے چلے جانے
کے بعد اُس کی فوجیں ہمیں پامال کر دیں گی - قریش و غطفان نے کہا - نعیم سچ کہہ
گیا ہے - انہوں نے یہودیوں کو یہ جواب بھجوا دیا - ہم اپنی قوم کا ایک فرد بھی

تمہارے حوالہ نہ کریں گے - اگر تم محمد سے لڑنا چاہتے ہو تو قلعوں سے باہر نکل کر ہمارے دوش بدوش مسلمانوں پر حملہ کرو - جب قریظیوں کے پاس یہ جواب پہنچا تو انہوں نے کہا - نعیم سچ کہتا تھا - کہ قریش و غطفان تم کو تنہا چھوڑ کر اپنے علاقہ کی طرف بھاگنا چاہتے ہیں - بس اسی سبب سے کافروں اور یہودیوں میں تخالف پیدا ہو گیا - موسم سرما تھا - سخت سردی پڑ رہی تھی - خدا کے حکم سے آندھی آئی - سخت ہوا چلی - کافروں کے سب خیمے اکھاڑ کر باہر پھینک دئیے - سب چیزیں ہوا میں اڑنے لگیں - حتےٰ کہ چولہوں پر سے ہنڈیاں اُلٹ گئیں - فوجوں میں کھلبلی پڑ گئی - اور اسی حالت میں منتشر ہو کر فرار ہونے لگیں - پھر کافروں کو قرار نصیب نہ ہؤا - فرشتے اُن کو الگ مرعوب کر رہے تھے - اُن کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بٹھا رہے تھے -

ایک مسلمان جاسوس کا بیان

ایک کوفی نے حضرت حذیفہؓ بن یمان سے کہا - تم نے حضور کے زمانہ میں کیا خدمات سرانجام دی ہیں - اگر ہم اُس زمانہ میں ہوتے تو حضور کو کبھی بھی زمین پر قدم نہ رکھنے دیتے - آپ کو اپنی گردنوں پر اُٹھا لیتے - حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا - یہ تمنا مت کرو - کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم کو سخت مصائب برداشت کرنے پڑے - خندق کی لڑائی میں ہم صفیں باندھے بیٹھے تھے - حضورؐ نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا - جو مسلمان اس وقت باہر نکل کر دشمن کی فوج میں جائے اور وہاں سے خبریں لائے تو خدا اُس کو جنت میں میرا رفیق بنائے گا - کسی مسلمان نے اس دعوت پر لبیک نہ کہی - شدتِ خوف - شدتِ جوع (بھوک) شدتِ سردی کی وجہ سے کسی کو باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوئی - حضور یہ فرما کر نماز میں مصروف ہو گئے - سلام پھیر کر پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور وہی کلمات دہرائے - اس دفعہ بھی ساری قوم خاموش بیٹھی رہی - اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا - آپ پھر نماز پڑھنے لگے - سلام پھیر کر ہماری طرف متوجہ ہوئے - ارشاد فرمایا - جو مسلمان اس وقت باہر نکل کر دشمن کی فوج میں جائے اور اُن کی خبریں لائے تو جنت میں میرا رفیق ہو گا - کسی نے کچھ جواب نہ دیا - اس لئے کہ دشمن کا رعب ہمارے دلوں میں

بیٹھ چکا تھا - سخت سردی پڑ رہی تھی - پہر رات کا وقت - علاوہ ازیں ہر شخص کے پیٹ میں انتڑیاں بھوک سے قل ھو اللہ احد پڑھ رہی تھیں - ابوسفیان اور اُس کا لشکر ہمارے اوپر تھا - اور قریظہ ہمارے زیریں حصہ میں تھے - ان کی طرف سے ہمیں ہر وقت اپنی عورتوں اور بچوں کا فکر لگا رہتا تھا - ایسی خوفناک حالت ہم پر کبھی نہیں گزری - سخت سردی پڑ رہی تھی - سخت آندھی چل رہی تھی - اُس میں خوفناک آواز جیسے ابر گرجتا ہے - اور پھر بہت ہی اندھیرا - اس پر منافقین یکے بعد دیگرے حضور سے اجازت لے کر رخصت ہو رہے تھے - حتےٰ کہ ہماری تعداد صرف تین سو رہ گئی - اس وقت حضور ہمارے ایک ایک سپاہی کو دیکھ رہے تھے - حتےٰ کہ میرے پاس آئے - دشمن سے بچنے کے لئے میرے پاس کوئی ڈھال نہ تھی - اور نہ سردی سے بچنے کے لئے کوئی موٹا کپڑا تھا - صرف اپنی بی بی کا دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا - وہ بھی میرے ٹخنوں تک آتا تھا - ٹانگیں سردی کے مارے اکڑ رہی تھیں - اور میں اپنے گھٹنے کے بل بیٹھا ہوا تھا - حضور نے فرمایا - یہ کون ہے - میں نے عرض کیا حذیفہ - فرمایا - حذیفہ ہو - میں زمین سے لگ گیا اور عرض کیا - جی ہاں میں ہوں - زمین سے اس واسطے لگ گیا تھا کہ کھڑا ہونا نہیں چاہتا تھا - حضور نے میرا ہاتھ پکڑا - میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا - فرمایا تم اسی وقت دشمن کے لشکر میں جاؤ - اور اُن کی خبریں معلوم کر کے لاؤ - سنو ! کوئی نئی حرکت نہ کرنا - حسب ارشاد میں دشمن کی طرف روانہ ہوا - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں گرم حمام میں چل رہا ہوں - مطلقاً سردی محسوس نہ ہوئی - جب میں دشمن کے اندر پہنچ گیا تو خدا نے سخت ہوا چلائی - اُس کے (خدا کے) لشکر چل پڑے - تم خود ہی اندازہ لگاؤ کہ خدا کے لشکر آندھی - جھکڑ - سردی - برفباری وغیرہ کیا کچھ نہ گزرتے ہوں گے - نہ تو اُن کا کوئی خیمہ قائم رہا - نہ کسی چولہے پہ کوئی ہنڈیا ٹھیری - ابوسفیان بیٹھا ہوا آگ سینک رہا تھا - میں نے اُسی دم کمان چڑھائی - اور اُس کو نشانہ لگانا چاہا کہ حضور کا یہ ارشاد یاد آگیا - سنو کہ تم سے کوئی حرکت سرزد نہ ہو - میں نے کمان سے تیر نکال لیا - اور ترکش میں ڈالا - جب خدا کے لشکر نے سختی کی اور دشمن بہت ہی پریشان ہونے لگا تو ابوسفیان نے

یہ منادی کرائی - قریش کا ہر سپاہی اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کا ہاتھ پکڑ لے - میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص کا ہاتھ پکڑ لیا - میں نے اُس سے پوچھا - تم کون ہو - اُس نے جواب دیا - کیا آپ مجھے نہیں جانتے - میں ہوازن کی فوج کا سپاہی ہوں - اس کے بعد ابوسفیان نے یہ اعلان کیا - اے افواج قریش ! اس میدان جنگ میں زیادہ دنوں تک ٹھیرنا ناممکن ہے - گھوڑوں اور جانوروں کا بہت نقصان ہوا ہے یہودیوں نے صرف ہمارا ساتھ چھوڑا ہے بلکہ علانیہ ہم سے اپنی عداوت کا اظہار کیا ہے - یہ آندھی تو ہمارا بہت ہی نقصان کر رہی ہے - یہاں سے کوچ کرنے کے لئے طیار ہو جاؤ - میں یہاں سے تھوڑی دیر میں کوچ کرنے والا ہوں - یہ کہہ کر ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا - اُس پر بیٹھا - مکہ کی طرف روانہ ہوا - قریش کی یہ مستعدی دیکھ کر غطفان کی فوجیں بھی واپس ہونے لگیں - میں بھی لشکرِ اسلام کی طرف روانہ ہوا - راستہ میں مجھ کو گرمی لگ رہی تھی - جس وقت میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے - آپ نے سلام پھیرا - میں نے تمام حالات سُنائے - دشمن کی خبریں سُن کر اتنے ہنسے کہ اندھیری رات میں آپ کے دندان مبارک چمکتے ہوئے نظر آئے - جب میں آپ کو دشمن کے حالات سُنا رہا تھا تو مجھ کو سردی لگنے لگی - اور میں کپکپا رہا تھا - نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے قدم مبارک کے پاس سُلا لیا - میرے جسم پر اپنی چادر کا ایک حصہ ڈالا - میرے سینے پر اپنے تلوے رکھے - میں سو گیا - حتےٰ کہ صبح ہو گئی - حضور نے فرمایا - بہت سونے والو ! اٹھو - صبح ہو گئی - دوسرے روز حضور نے شہر کا رُخ کیا - اپنے مکان میں داخل ہو کر ہتھیار کھولے - غسل کرنے کے لئے طیار کھڑے تھے کہ دفعتہً حضرت جبرئیلؑ نمودار ہوئے - فرمایا - تم نے ہتھیار کھول دیئے - حالانکہ فرشتوں نے ابھی اپنے ہتھیار نہیں کھولے - اٹھو اور قریظہ کے یہودیوں کا استیصال کرو - میں فرشتوں کی فوج لے کر تمہارے آگے چلتا ہوں حضور نے اُسی دم مُنادی کرائی - جو شخص میرا حکم ماننا چاہتا ہے وہ میرے ساتھ قریظیوں سے لڑنے کے لئے کھڑا ہو جائے - سب مسلمان عصر کی نماز قریظہ کے میدان ہی میں پڑھیں - مسلمان اُسی وقت جلدی جلدی ہتھیار بند ہو گئے -

(زاد المعاد صفحہ ۳۷۷ جلد اول خازن صفحہ ۵۸۴ جلد ۳)

حضور کی پیشین گوئی

جب دشمن کے لشکر مراجعت کر گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - آیندہ قریش کو اب تم پر حملہ کرنے کی کبھی جرات نہ ہوگی - اب تم ان پر جارحانہ حملہ کروگے -

طرفین کے مقتولین

مسلمانوں کے چھ افراد شہید ہوئے اور کافروں کے صرف چار فرد مارے گئے -

قریظہ کا انجام

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو مدینہ میں واپس آئے تو حضرت جبرئیل ؑ حضرت دحیہ کلبی رضؓ کی شکل میں تشریف لائے - غبار سے بچنے کے لئے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی - دوسری روایت میں ہے - گاڑھے ریشم کا عمامہ باندھے ہوئے ایک سفید خچر پر سوار تھے - جس کی زین ریشمی چادر کی تھی - اس وقت حضور حضرت زینب رضؓ کے مکان میں تشریف فرما تھے - اور غسل کر رہے تھے - حضرت زینب رضؓ حضور کے بدن کا ایک حصہ دھو چکی تھیں - حضرت جبرئیل نے فرمایا - کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے - حضور نے جواب دیا - ہاں - حضرت جبریل ؑ نے فرمایا - فرشتوں نے ابھی اپنے ہتھیار نہیں کھولے - آپ اسی دم مسلمانوں کو ساتھ لے کر قریظہ کا رخ کیجئے - میں آپ کے آگے چلتا ہوں - اُن کے قلعوں کو ہلاؤں گا - اور اُن کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بٹھاؤں گا - خازن میں ہے :- فرشتوں نے چالیس روز سے ہتھیار نہیں کھولے - اسی دم حضور نے منادی کرائی کہ سب مسلمان فوراً طیار ہوں - عصر کی نماز قریظہ کے میدان میں پڑھیں - حضور نے ابن ام مکتوم رضؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا - حضرت علی رضؓ کو جھنڈا دے کر آگے روانہ کیا - مسلمان دوڑے - عصر کی نماز کا وقت آگیا - بعض نے نماز پڑھی اور بعض نے نہیں پڑھی - عشاء کے بعد قریظہ میں پہنچے - اور عصر کی نماز پڑھی - حضور کے اس حکم کہ مسلمان عصر کی نماز قریظہ میں پڑھیں - پر عمل کرتے ہوئے جنہوں نے راستہ میں عصر کی نماز پڑھ لی

انہوں نے کہا۔ حضور کا مطلب یہ ہے کہ چلنے میں دیر نہ ہو۔ اور ہم جلدی روانہ ہو جائیں لہٰذا ہم کو دو فضیلتیں حاصل ہیں۔ فضیلت نماز اور فضیلت جہاد۔ جنہوں نے راستہ میں نماز پڑھی اور جنہوں نے قریظہ میں عشاء کے بعد پڑھی۔ حضور نے ان میں سے کسی پر خفگی کا اظہار نہ کیا۔ جب حضرت علی رضؓ جھنڈا لے کر اُن کے قلعوں کے سامنے پہنچے تو انہوں نے حضور کو سخت گالیاں دیں۔ یہ واپس چلے آئے۔ راستہ میں حضور سے ملاقات ہوئی۔ عرض کیا۔ حضور! آپ ان خبیثوں کے قریب نہ جائیں۔ حضور نے فرمایا۔ شاید انہوں نے مجھ کو گالیاں دی ہوں گی۔ عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا۔ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کبھی گالی نہ دیتے۔ جب حضور اُن کے قلعوں کے سامنے پہنچے۔ تو فرمایا

يَا اِخْوَانَ الْقِرَدَةِ قَدْ اَخْزَاكُمُ اللّٰهُ وَ اَنْزَلَ بِكُمْ نِقْمَتَهٗ

اے بندروں کے بھائیو! خدا نے تم کو ذلیل کر دیا۔ اور تم پر اپنا عتاب نازل کیا ہے۔

حضور قریظہ میں پہنچنے سے پہلے جب مقام صدرائن سے گذرے تو مسلمانوں سے دریافت کیا۔ کیا یہاں سے کوئی شخص گذرا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ جی ہاں حضرت وحیہ رضؓ بن خلیفہ ایک سفید خچر پر جس کی زین پر منقش ریشم کی چادر پڑی ہوئی تھی۔ گذرے ہیں۔ فرمایا۔ یہ حضرت جبرئیل ؑ ہیں۔ حضرت وحیہ رضؓ کی شکل بن کر تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ جب حضور قریظہ میں پہنچے تو اُن کے ایک کنوئیں پر اُترے۔ پچیس روز تک اُن کا محاصرہ کیا۔ جب یہودی محاصرہ سے تنگ آگئے تو اُن کے سردار کعب بن اسد نے کہا۔ تم اس وقت سخت مصیبت میں مبتلا ہو۔ میں تمہارے سامنے تین تجویزیں پیش کرتا ہوں۔ ان میں سے جس کو پسند کرتے ہو قبول کر لو۔ ہم سب کو اس وقت مسلمان ہو جانا چاہیئے۔ اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت قبول کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ سچا نبی ہے جیسا کہ تمہاری کتابوں سے ظاہر ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ تمہاری جان اور مال عورتیں اور بچے سب محفوظ ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے جواب دیا۔ ہم کسی حالت میں بھی اپنا مذہب چھوڑنے کو طیار نہیں۔ اس نے کہا۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے اپنے بال بچوں اور عورتوں کو قتل

کردیں۔ پھر تلواریں سوت کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں۔ اگر ہم ہلاک ہو گئے تو ہمارے پیچھے کوئی ایسی چیز نہ ہو گی جس کا ہمیں اندیشہ ہو۔ اور اگر ہم بچ گئے اور کامیاب ہو گئے تو ان مسلمانوں کی عورتیں اور بچے پکڑ لیں گے۔ یہودیوں نے جواب دیا۔ ہم ان مسکینوں کو قتل کر دیں تو پھر زندہ رہنے میں کیا لطف ہے۔ اس نے کہا تیسری تجویز یہ ہے۔ یہ ہفتہ کی رات آ رہی ہے۔ اس رات کے متعلق مسلمانوں کو یقین ہے کہ ہم اُن پر حملہ نہیں کریں گے۔ لہذا وہ ہم سے غافل رہیں گے۔ تم کو چاہئے۔ کہ موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر اچانک اُن پر جا پڑو۔ اُن کا قتلِ عام شروع کر دو۔ یہودیوں نے جواب دیا۔ ہم اپنے اس مقدس دن کی بے حرمتی کریں۔ ہم سے پہلے جن بزرگوں نے اس روز کی بے حرمتی کی تھی۔ اُن کی صورتیں بدل دی گئی تھیں۔ خدا نے انھیں بندر بنا دیا تھا۔ کعب نے کہا۔ تم سب بے وقوف ہو تم میں ایک شخص بھی عقلمند نہیں۔

ایک مسلمان کی لغزش

اس کے بعد یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ ابو لبابہ رضؓ بن عبد المنذر کو ہمارے پاس بھیجئے۔ ہم اُن سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے ان کو بھیج دیا۔ جب یہودیوں نے ان کو دیکھا۔ تو سب مرد۔ عورتیں اور بچے کھڑے ہو کر زار زار رونے لگے۔ اپنے رشتہ داروں کی یہ حالت دیکھ کر اُن کو ترس آیا۔ یہودیوں نے کہا۔ کیا آپ کی رائے ہے کہ محمد کے سامنے ہتھیار پھینک دیں۔ اور اپنے آپ کو اُس کے فیصلہ پر چھوڑ دیں۔ حضرت ابو لبابہ رضؓ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی تم نیچے آتے ہی مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کر دو۔ حضرت ابولبابہ رضؓ فرماتے ہیں:۔ اُسی وقت میرے پیر لڑکھڑانے لگے۔ اور میں نے محسوس کیا کہ میں نے اسلام سے غداری کی ہے۔ یہ اُسی وقت واپس آ گئے۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی بجائے مدینہ چلے گئے اور مسجد النبی کے ایک ستون سے اپنے نفس کو باندھ دیا۔ فرمایا۔ جب تک خدا میرا یہ گناہ معاف نہ کرے گا میں اسی حالت میں رہوں گا۔ اور عہد کرتا ہوں کہ آج کے بعد کبھی بھی بھول کر قریظہ کی سرزمین پر قدم نہ رکھوں گا۔ جہاں میں نے اللہ اور اُس کے رسول کی خیانت کی ہے۔

حضور کو یہ خبر پہنچی۔ اور اُن کے آنے میں دیر ہوئی تو فرمایا۔ اگر میرے پاس آتے تو میں اُن کے لئے خدا سے معافی مانگتا۔ اب جبکہ انہوں نے اپنے آپ کو باندھ دیا ہے تو جب تک خدا ان کو معاف نہ کرے میں اُن کو نہیں کھولوں گا۔ بیس روز تک اُن کی یہی حالت رہی۔ ہر نماز کے وقت اُن کی بی بی آتی۔ انہیں کھول لتی۔ یہ وضو کرتے پھر جماعت میں شامل ہوتے۔ پھر اپنے آپ کو باندھ لیتے۔ حتےٰ کہ خدا نے اُن کی توبہ قبول کر لی۔ اس وقت حضور حضرت ام سلمہؓ کے مکان میں تھے۔ فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضور ہنس رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ فرمایا۔ ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں اُس کو خوشخبری سناؤں۔ فرمایا۔ تمہاری مرضی ہے۔ اُس وقت تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہؤا تھا۔ میں اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئی۔ اور بلند آواز سے کہا۔ ابولبابہ! مبارک ہو خدا نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے۔ سب مسلمان اُن کو کھولنے دوڑے۔ حضرت ابولبابہؓ نے فرمایا۔ خود حضور آکر مجھے کھولیں تو کھولیں ورنہ کسی اور کو اجازت نہیں۔ جب حضور صبح کی نماز پڑھانے آئے تو انہیں کھولا۔

ایک واقعہ

کچھ یہودی مسلمان ہوگئے تھے۔ ایک یہودی قریظیوں کے خلاف تھا۔ اُس نے اپنی قوم کے ساتھ ملنے اور مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس شب کو حضرت محمدؓ بن مسلمہ حضور کا پہرہ دے رہے تھے۔ جب انہیں دیکھا تو پوچھا تم کون ہو۔ اُس نے جواب دیا میں ہوں عمرو بن سعد۔ انہوں نے فرمایا۔

اللّٰھم لا تحرمنی من عثرات الکرام	یا اللہ! تو مجھے شریفوں کے نشان سے محروم نہ رکھ۔

اس کو چھوڑ دیا۔ پھر معلوم نہ ہؤا کہ وہ کدھر گیا ہے۔ جب حضور کو یہ خبر ملی تو فرمایا۔ خدا نے اُس کو اُس کے ایفاء عہد کی وجہ سے نجات دی ہے۔

یہودیوں کا قتلِ عام

دوسرے روز یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا کہ ہم آپ کے

فیصلہ پر نیچے اترتے ہیں - یہ یہودی قبیلہ اوس (انصار) کے حلیف تھے - اس سے پہلے حضور خزرج (انصار) کی سفارش پر بنو قینقاع کو چھوڑ چکے تھے - اوس نے عرض کیا - حضور! یہ یہودی ہمارے رشتہ دار ہیں - اس سے پہلے آپ خزرج کی سفارش پر بنو قینقاع کو چھوڑ چکے ہیں - لہٰذا درخواست ہے کہ آپ ان قریظیوں کو ہماری سفارش پر چھوڑ دیجئے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہاری قوم کا سردار ان کے متعلق اپنا حکم صادر کرے - انہوں نے کہا - ہمیں منظور ہے - حضور نے فرمایا - میں سعد بن معاذ کو ان کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کرتا ہوں - حضرت سعدؓ خندق کی لڑائی میں زخمی ہو چکے تھے - خاتون رفیدہ کے خیمہ میں جو مسجد النبی میں نصب تھا - زیر علاج تھے - اس مسلمان خاتون نے لاوارث مسلمان زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا - جب حضرت سعدؓ تیر سے مجروح ہو گئے - تو حضور نے فرمایا - ان کو رفیدہ کے خیمہ میں داخل کرو - تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کرتا رہوں - جب حضور نے ان کو حکم مقرر کیا تو ان کی قوم کے معزز افراد تشریف لائے - چونکہ یہ جسیم تھے لہٰذا انہوں نے ایک گدھے پر چمڑہ کا ایک تکیہ رکھ کر ان کو سوار کیا - پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے چلے - راستہ میں قوم بار بار عرض کرتی تھی - حضور نے قریظی یہودیوں کا انجام آپ پر چھوڑا ہے - یہ آپ کے رشتہ دار ہیں - آپ ان کے حق میں نرم فیصلہ کریں - اور ان سے اچھا سلوک کریں - حضرت سعدؓ خاموشی سے ان کی سب باتیں سنتے رہے - اور کچھ جواب نہ دیا - جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو فرمایا

ان لسعد ان لا یأخذ فی اللہ لومۃ لائم - اب سعد کو موقع ملا ہے کہ اللہ کی اطاعت بجا لانے میں کسی کا لحاظ نہ کرے -

یہ سن کر قوم کے بعض افراد راستہ ہی میں سے اکھڑ گئے - اور ناراض ہو کر چلے گئے - جب حضور کے سامنے پہنچے تو حضور نے حکم دیا - قوموا الی سیدکم (اٹھ کر اپنے سردار کا استقبال کرو) جب ان کو نیچے اتارا گیا تو عرض کیا گیا - حضور نے آپ کو ان یہودیوں کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا ہے - آپ ان کے لئے اپنا حکم صادر کیجئے - حضرت سعدؓ نے فرمایا - کیا میرا حکم ان پر (یہودیوں پر) نافذ ہوگا مسلمانوں

نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ اور مسلمانوں پر بھی۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ ہم سب مسلمان بھی آپ کا فیصلہ برضا و خوشی منظور کریں گے۔ حضور کی جانب سے تعظیماً و تکریماً اپنا منہ پھیر کر اشارہ کر کے فرمایا۔ کیا ان پر بھی میرا حکم چلیگا۔ حضور نے فرمایا۔ میں بھی تمہارا حکم مانوں گا۔ حضرت سعدرضؓ نے فرمایا۔ میں حکم دیتا ہوں کہ قریظیوں کے تمام مرد قتل کر دیئے جائیں۔ ان کی تمام عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں۔ اور ان کے کل اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ حضور نے فرمایا۔ تم نے اُس فیصلہ کے مطابق حکم دیا جو خدا ساتویں آسمان سے اوپر صادر کر چکا تھا۔ اس کے بعد مدینہ کے بازاروں میں خندقیں کھودی گئیں۔ تھوڑی تھوڑی تعداد میں لا کر ان کو قتل کر دیا جاتا۔ تقریباً سات سو یہودیوں کی گردن ماردی گئی۔ انہی میں ان کا سردار کعب بن اسد تھا۔ اُس کو آہستہ آہستہ مقتل کی طرف لے جانے لگے۔ یہودیوں نے کہا۔ آپ نے دیکھا ہمارا انجام کیا ہو رہا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ کمبختو! تم کسی موقعہ پر بھی عقل سے کام نہیں لیتے۔ یہ قتلِ عام تمہارے سر سے نہیں ٹلیگا۔ یعنی تم ہمیشہ قتل ہوتے رہوگے۔ پھر حیُیّ بن اخطب پیش کیا گیا۔ اُس نے یمن کا ریشمی جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ اور جا بجا اُس کو پھاڑ دیا تھا۔ تاکہ اُس کے ہاتھ اُس کی گردن سے نہ باندھے جائیں۔ جب حضور پر اُس کی نظر پڑی تو اُس نے کہا میں تیرے ساتھ دشمنی کرنے میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر غالب آنا چاہے خود مغلوب ہو جاتا ہے۔ پھر اُس نے یہودیوں سے خطاب کیا۔ کچھ پرواہ نہیں۔ خدا نے ہماری تقدیر میں ہی لکھا ہے کہ ہمیشہ ہمارا قتلِ عام ہوتا رہے۔ اس کے بعد اُس کی گردن اُڑا دی گئی۔

ایک یہودن

مردوں کے علاوہ ایک یہودن بھی قتل ہوئی۔ اس کا جرم یہ تھا کہ اُس نے حضرت سویدؓ بن صامت پر اوپر سے چکی کا پاٹ پھینک دیا تھا۔ جس سے یہ پاش پاش ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ یہ میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ بہت خوشی میں اُچھل کود رہی تھی۔ ہم کو یہ ہنسا ہنسا کر لٹا رہی تھی۔ حضور ان کے مردوں کا قتلِ عام کرنے میں مصروف تھے۔ دفعتہً اس کا نام لیا گیا۔ اس نے چلا کر کہا۔ میں یہاں

بیٹھی ہوئی ہوں۔ میں نے کہا۔ کیا بات ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ مجھے قتل کیا جائیگا۔
میں نے کہا۔ کیوں۔ اُس نے کہا۔ میں نے ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ مسلمان
اُس کو کشاں کشاں لے گئے۔ اور مقتل میں اُس کی گردن اڑا دی۔ حضرت عائشہؓ
فرماتی ہیں۔ میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی۔ اُس کو معلوم تھا کہ وہ قتل ہونے والی
ہے۔ پھر بھی وہ بے فکر اور خوش و خرم تھی۔

ایک بوڑھا یہودی

زبیر بن باطا یہودی بہت ہی بوڑھا ہونے کی وجہ سے نابینا ہوگیا تھا۔ بُعاث
کی لڑائی (جاہلیت) میں اُس نے اپنی پیشانی کے بال کاٹ کر حضرت ثابتؓ بن قیس
کو چھوڑ دیا تھا۔ جب یہ مقتل میں آیا تو حضرت ثابت رضؓ نے فرمایا۔ تم مجھ کو پہچانتے
ہو۔ اُس نے جواب دیا۔ میں تم کو بھول سکتا ہوں اور تم مجھے بھول سکتے ہو۔ فرمایا۔ میں
تمہارا وہ احسان اُتارنا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا۔ شریف آدمی شرافت کا بدلا دیتا
ہے۔ اس کے بعد حضرت ثابتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
عرض کیا۔ حضور! زبیر نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں آج اُس کا یہ احسان
اُتار دوں۔ براہِ مہربانی آپ اُس کو میرے حوالہ کر دیجئے اور اُس کا خون معاف
کر دیجئے۔ حضور نے فرمایا۔ ہم اُس کو تمہارے حوالہ کرتے ہیں۔ حضرت ثابتؓ اُس
کے پاس گئے کہا۔ حضور نے تم کو میرے حوالہ کر دیا ہے۔ اُس نے کہا۔ ایک بہت ہی
بوڑھا جس کا باپ نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ مال۔ اب وہ زندہ رہ کر کیا کرے گا۔ حضرت
ثابت رضؓ پھر حضور کے پاس آئے۔ عرض کیا۔ اس کی عورت اور بال بچے۔ حضور نے
فرمایا۔ وہ بھی ہم تم کو بخشتے ہیں۔ یہ پھر اُس کے پاس آئے۔ کہا۔ حضور نے تمہاری
عورت اور بال بچے بھی میرے حوالہ کر دئیے ہیں۔ یہ سب افراد میں تم کو دیتا ہوں۔
اُس نے کہا۔ ایک وہ گھرانا جس کے پاس کوئی مال نہیں حجاز میں کس طرح زندہ
رہ سکیں گے۔ حضرت ثابت رضؓ پھر حضور کے پاس آئے۔ عرض کیا۔ حضور! اور اُس
کا مال۔ فرمایا۔ وہ بھی تمہارا۔ یہ بوڑھے کے پاس آئے۔ کہا۔ حضور نے تمہارا
کل مال بھی میرے حوالہ کر دیا ہے۔ وہ سب میں تم کو دیتا ہوں۔ اُس نے کہا
ہمارے سردار کعب بن اسد کا انجام کیا ہوا۔ جس کا چہرہ اتنا خوبصورت تھا کہ

اُس میں قبیلہ کی دوشیزہ لڑکیوں کا چہرہ بھی صاف نظر آتا تھا۔ میں نے کہا۔ وہ قتل ہوگیا۔ اُس نے کہا۔ عزال بن شموال کا انجام کیا ہوا۔ وہ بڑا بہادر تھا۔ لڑائی میں سب سے آگے رہتا تھا۔ اور دشمن کے حملوں سے ہمیں بچاتا تھا۔ میں نے کہا۔ اُس کی بھی گردن ماردی گئی۔ اُس نے کہا۔ بنو کعب اور بنو عمرو کا کیا بنا۔ میں نے جواب دیا۔ یہ سب قتل کردیئے گئے۔ اُس نے کہا۔ ثابت! میں اپنے اُس احسان کا واسطہ دے کر جو تجھ پر میرا قائم ہے۔ عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی ان دوستوں کے پاس پہنچا۔ اب ان کے بعد زندہ رہنے میں کوئی لطف نہیں۔ حضرت ثابت رضؓ اُسے مقتل میں لے گئے۔ اور اُس کی گردن اُڑا دی گئی۔ جب حضرت صدیق رضؓ کو مطلع کیا گیا کہ اُس نے درخواست کی کہ مجھ کو بھی میرے دوستوں کے پاس پہنچادیا جائے تو فرمایا۔ یہ بھی اُن کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

اس لڑائی میں اسلامی فوج کے ہر پیادہ پا سپاہی کو ایک حصہ اور ہر سوار کو تین حصے ملے۔ ایک حصہ اُس کا اور دو حصے اُس کے گھوڑے کے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعیدؓ بن زید انصاری کو قیدی لانے کے لئے بھیجا۔

ریحانہ بنت عمرو نے اسلام قبول کیا اور حضور کے حبالۂ عقد میں آنے کے لئے راضی ہوگئیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعیدؓ بن زید کو قیدی دیکر نجد بھجوایا۔ تاکہ اُن کو فروخت کرکے اُن کی قیمت سے گھوڑے اور اسلحہ خریدیں۔

حضرت سعدؓ کی وفات

اس کاروائی کے بعد حضرت سعد رضؓ بن معاذ رضؓ کے زخم پھٹ گئے۔ خون جاری ہوگیا۔ وفات پاگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضؓ وحضرت عمر رضؓ کے ہمراہ اس خیمہ میں گئے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ حضرت عمر رضؓ داڑھیں مار مار کر رو رہے تھے۔ (تفسیر خازن صفحہ ۴۶۵ جلد ۳۔ زاد المعاد صـ۳۰۳ جلد اول)

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں۔ مجھ کو بعینہٖ وہ منظر یاد آرہا ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریظہ کی طرف روانہ ہورہے تھے تو بنی غنم کی گلیوں میں غبار اُڑ رہا تھا۔

کیونکہ یہاں سے حضرت جبریلؑ کی سواری گذری تھی (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا:-

الآن نغزوهم وهم لا يغزوننا نحن نسير اليهم | اب ہم اُن پر حملہ کریں گے۔ وہ ہم پر حملہ نہ کرسکیں گے۔ ہم اُن پر دھاوا بولنے جارہے ہیں۔

صحیحین میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لا اله الا الله وحده لا شريك له - اعز جنده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده فلا شئ بعده | اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس نے اپنے لشکرِ اسلام کو غلبہ دیا۔ اپنے بندہ (رسول) کی مدد کی۔ اکیلے خدا نے کافروں کے سب لشکروں کو ہزیمت دی۔ خدا کے بعد کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔

ابورافع کا عبرتناک قتل

اللہ تعالیٰ نے انصار کے دو قبیلے اوس و خزاج کو اسلام کا شیدائی بنادیا تھا۔ جب ان میں سے کوئی قبیلہ نیک کام کرتا تو دوسرے قبیلہ کو رشک ہوتا کہ ہم بھی کوئی ایسا نیک کام سرانجام دیں۔ تاکہ یہ قبیلہ ہم سے درجہ نہ لے جائے۔ اوس نے مشہور موذی یہودی کعب بن اشرف کو قتل کیا تھا۔ غزوہ خندق اور قریظہ فتح ہونے کے بعد خزاج کو رشک ہوا کہ وہ بھی کوئی ایسا موذی یہودی قتل کریں (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۳۰ جلد ۴)

کعب بن اشرف کے بعد دوسرے درجہ کا بڑا یہودی ابورافع عبداللہ بن ابی الحقیق تھا۔ یہ ابورافع سلام بن ابی الحقیق کے نام سے بھی مشہور ہے۔ حجاز کا مشہور تاجر تھا۔ اسلام کے خلاف ہمیشہ معاندانہ کاروائیاں کرتا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی ایذا پہنچاتا تھا۔ حجاز میں اُس کا بہت بڑا قلعہ تھا۔ یہ اُس میں رہتا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو قتل کرنے کے لئے چند انصاری بھیجے۔ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ ان کے امیر تھے۔ جس وقت یہ مجاہدین قلعہ کے سامنے پہنچے۔ تو سورج غروب ہوچکا تھا۔ اور لوگ اپنے مویشی گھر واپس لا رہے تھے۔ حضرت

عبداللہ رضؓ نے اپنے ماتحت سپاہیوں کو حکم دیا۔ تم سب یہاں ٹھیرے رہو۔ میں کسی بہانہ سے قلعہ کے اندر گھسنے کی کوشش کروں گا۔ شاید میں داخلہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ یہ فرما کر قلعہ کے قریب آئے۔ بیان کرتے ہیں۔ جب میں قلعہ کے قریب پہنچا تو اہل قلعہ کا ایک گدھا گم ہو گیا تھا۔ وہ اس کی تلاش میں لکڑی میں آگ روشن کرکے ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ میں نے اس خیال سے کہ یہ لوگ مجھ کو نہ پہچان لیں۔ میں نے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔ قدم چھپا لئے۔ اور زمین پر اس طرح بیٹھ گیا جیسا کہ کوئی قضاء حاجت کے لئے بیٹھتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد قلعہ کے پہرہ دار نے آواز دی۔ جس نے اندر آنا ہو اندر آجائے ورنہ میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں دفعتہً اندر گھس گیا۔ جس جگہ گدھے بندھتے ہیں وہاں چھپ گیا۔ پہرہ دار نے قلعہ کے دروازے بند کر دیئے۔ اور کنجیاں ایک کھونٹی سے لٹکا دیں۔ رات کو کچھ دیر تک ابورافع لوگوں سے باتیں کرتا رہا۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور رات کا کافی حصہ گذر گیا اور سب لوگ سو گئے تو میں اپنی جگہ سے اٹھا۔ کنجیاں لے کر کمروں کے دروازے کھولنے شروع کئے۔ جب میں کوئی دروازہ کھولتا تو اندر سے اسے بند کر دیتا۔ تاکہ باہر سے کوئی شخص اندر نہ آسکے۔ میں نے دل میں کہا۔ اگر اہل قلعہ کو میرا علم ہو گیا تو وہ آسانی کے ساتھ مجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اتنی دیر تک میں ابورافع کے قتل سے فارغ ہو جاؤں گا۔ انشاءاللہ! المختصر میں سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا اس کمرہ میں پہنچ گیا جہاں ابورافع سویا پڑا تھا۔ بالکل اندھیرا تھا۔ بھلا ایسے اندھیرے میں کس طرح معلوم ہو کہ وہ کہاں سویا پڑا ہے۔ بالآخر میں نے آواز دی۔ ابورافع! اس نے کہا۔ تو کون ہے۔ میں آواز کی طرف جھکا اور اس کو تلوار ماری۔ مگر نشانہ ٹھیک نہ بیٹھا۔ وہ چلایا۔ میں نے آواز بدل کر کہا (گویا کہ میں اسے بچانے چلا ہوں) ابورافع! کیا ہوا۔ اس نے جواب دیا۔ کمبخت! تیرا ناس ہو۔ ایک شخص نے مجھے تلوار ماری ہے۔ میں پھر اس کی آواز کی طرف جھکا۔ اور دوسری دفعہ حملہ کیا۔ یہ نشانہ بھی خطا گیا۔ اس نے اس زور سے چیخ ماری کہ اس کے تمام گھر والے بیدار ہو گئے۔ تیسری دفعہ پھر میں نے اپنا لہجہ بدلا۔ اور اس کے قریب گیا۔ تو وہ اوندھے منہ پڑا تھا۔ میں نے تلوار کی دھار اس کی پشت پر رکھ کر

دبائی۔ تلوار اُسے چیرتی ہوئی اُس کے پیٹ سے دوسری طرف نکل گئی۔ اب اُس کا کام تمام ہو چکا تھا۔ گھر والے دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ میں گھبراتا ہوا باہر نکلا۔ سیڑھیوں سے اُتر رہا تھا۔ چاندنی رات کھلی ہوئی تھی۔ میں نے ایک سیڑھی پر قدم رکھا۔ میں نے یہ سمجھا کہ اب زمین آ گئی ہے۔ میں نے ابھی قدم آگے بڑھایا تھا کہ گر پڑا۔ میری ٹانگ ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنے عمامہ سے اُس کو باندھا۔ اور بمشکل اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ میں نے کہا۔ جب تک میں اپنے کانوں سے اُس کا ماتم نہ سُن لوں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ فجر ہوئی۔ اور قلعہ سے چیخیں نکلیں۔ ہائے ابورافع۔ ہائے حجاز کے مشہور سوداگر۔ یہ سُن کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہُوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے پہلے آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ کو بشارت سنائی اور سارا واقعہ من اولہ الی آخرہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی ٹانگ سیدھی کرو۔ میں نے اپنا قدم آگے بڑھایا۔ آپ نے اُس پر دم کیا۔ میں اُسی وقت اچھا ہو گیا۔ گویا کہ مجھے سرے سے چوٹ لگی ہی نہیں (صحیح بخاری جلد۲ باب قتل ابی رافع عبداللہ بن ابی الحقیق یقال لہ سلام بن ابی الحقیق)

خالد بن سفیان ہذلی کا قتل

حضرت عبداللہ بن انیس انصاری فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب کیا۔ فرمایا۔ میں نے سُنا ہے کہ خالد بن سفیان ہذلی میرے خلاف فوجیں جمع کر رہا ہے۔ اس وقت وہ عرنہ میں ہے۔ تم جا کر اُسے قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! مجھے اُس کی نشانی بتا دیجئے۔ شاید میں اُسے پہچان لوں۔ حضور نے نشانی بتا دی۔ میں عصر کے وقت وہاں پہنچا۔ وہ ایک سواری کو رخصت کرنے کا سامان کر رہا تھا۔ میں اُس کی طرف بڑھا۔ اور مجھے اپنی نماز عصر کے فوت ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اس واسطے میں اپنے سر کے اشارہ سے رکوع و سجدہ کر رہا تھا۔ جب میں اُس کے پاس پہنچا تو اُس نے پوچھا۔ تم کون ہو؟ میں نے کہا میں فلاں شخص ہوں۔ میں نے سُنا ہے کہ آپ محمد کے خلاف فوجیں جمع کر رہے ہیں۔ میں بھی اس میں شامل ہونے کے لئے حاضر ہُوا ہوں۔ اُس نے کہا۔ ہاں۔ اور میں اس وقت اسی کام میں

مصروف ہوں۔ اس کے بعد میں نے اُس کے ساتھ چہل قدمی کی۔ جب وہ میرے قابو میں آگیا تو میں نے اُسے قتل کردیا۔ جب میں نے مراجعت کی۔ تو اُس کی سواریاں اُلٹی ہوئی تھیں۔ جب میں حضور کے سامنے پہنچا تو فرمایا۔ کیسا مبارک چہرہ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! میں نے اُسے قتل کردیا ہے۔ اس کے بعد حضور نے مجھے اپنی لاٹھی عطا فرمائی۔ کہا۔ اسے محفوظ رکھنا۔ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان یہ نشانی ہے۔ حضرت عبداللہ رضؓ نے اس لاٹھی کو اپنی تلوار کے ساتھ وابستہ کرلیا۔ مرتے وقت وصیت کی۔ اس عصاء کو میرے ساتھ دفن کردینا۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔ بیعتِ عقبہ میں حاضر تھے۔ غزوۂ احد۔ خندق۔ و مابعد سب لڑائیوں میں شامل رہے۔ ۸۰ھ میں شام میں وفات پائی۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۴۰ جلد ۲)

حضرت امیر معاویہ رضؓ مسلمانوں کے ماموں بنتے ہیں

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان بن حرب کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ رضؓ کی ہمشیرہ حضرت ام حبیبہ رضؓ سے شادی کی۔ اس واسطے حضرت امیر معاویہؓ مسلمانوں کے ماموں ہیں۔ کیونکہ ان کی ہمشیرہ سب مسلمانوں کی والدہ یعنی حضور کی زوجہ ہیں۔ حضرت ام حبیبہ رضؓ کا پہلا خاوند عبید اللہ بن جحش ہے۔ یہ شخص حبشہ جاکر عیسائی ہوگیا اور حالتِ کفر میں مرگیا۔ حضور نے نجاشی کو لکھا۔ حضرت ام حبیبہ رضؓ سے میری شادی کردو۔ نجاشی (شاہِ حبشہ نے) اس کام کو سرانجام دیا۔ اپنی جیب سے چار ہزار دینار مہر کی رقم ادا کی۔ حضور کا ایک درہم بھی خرچ نہ ہؤا۔ حضرت ام حبیبہ رضؓ کے سواء سب بیبیوں کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ (ایک درہم چوالیس پائی کے قریب ہوتا ہے) حضرت ام حبیبہ رضؓ کی طرف سے والی ان کے چچازاد بھائی حضرت خالد رضؓ بن سعید بن عاص تھے۔ اور نکاح کے ایجاب وقبول کرنے میں نجاشی حضور کے وکیل تھے۔ حضرت ام حبیبہ رضؓ بیان کرتی ہیں:۔ ایک روز نجاشی کی لونڈی ابرہہ میرے پاس آئی۔ یہ نجاشی کو کپڑے پہنانے اور اُس کی خدمت بجالانے پر مقرر تھی۔ اُس نے میرے مکان میں اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دی۔ اُس نے کہا۔ نجاشی نے میرے ذریعہ آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اُن کو لکھا ہے کہ ام حبیبہؓ سے میری شادی کر دو۔ میں نے کہا۔ اللہ تم کو سلامت رکھے۔ اُس نے کہا۔ بادشاہ سلامت کہتے ہیں:۔ تم اپنا وکیل مقرر کرو۔ میں نے حضرت خالدؓ بن سعید کو طلب کیا۔ اور اپنا والی بنایا۔ اس وقت چاندی کے دو کڑے۔ چاندی کے دو ہار۔ اور اپنے پیر کی ہر اُنگلی میں چاندی کے چھلّے پہنی ہوئی تھی۔ ابرہہ کو یہ خوشی سنانے کے عوض میں دے دیئے۔ شام کو بادشاہ سلامت نے حضرت جعفرؓ اور سب مسلمانوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ نجاشی نے خود خطبہ نکاح پڑھا۔ کہا:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت ام حبیبہؓ کو اُن کے عقد نکاح میں دے دوں۔ میں اسے منظور کرتا ہوں۔ اور چار ہزار دینار (اشرفیاں) مہر میں ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ بن سعید نے کہا۔ میں حضور کا یہ پیغام منظور کرتا ہوں۔ اور حضرت ام حبیبہؓ کو اُن کے نکاح میں دیتا ہوں۔ اللہ تعالے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو برکت عطا فرمائے۔ اب معلوم ہوا کہ حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری نجاشی کے پاس اسی سلسلہ میں آئے تھے۔ حضرت ام حبیبہؓ نے ۴۴ھ میں وفات پائی۔ ایک مؤرخ کہتا ہے:۔ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات سے ایک سال پہلے وفات پائی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے ۶۰ھ میں وفات پائی۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۴۴ جلد ۸)

حضرت زینبؓ بنتِ جحش سے حضور کی شادی

یہ حضور کی پھوپھی امیمہ بنتِ جحش کی صاحبزادی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ بن حارثہ سے ان کی شادی کر دی تھی۔ ایک سال سے زیادہ ان کے نکاح میں رہیں۔ پھر نا چاقی ہو گئی۔ حضرت زیدؓ نے طلاق دے دی۔ عدت گزرنے کے بعد حضور نے شادی کر لی۔ یہ خیرات و صدقات بہت دیتی تھیں۔ بہت سچ بولتی تھیں۔ رشتہ داروں سے بہت اچھا سلوک کرتی تھیں۔ ان کا نام برّہ تھا۔ حضور نے تبدیل کر کے زینب رکھ دیا۔ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت عمرؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔

پردہ کا حکم

حضرت انسؓ بن مالکؓ (حضور کے خادم) بیان کرتے ہیں:- جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے شادی کی۔ گھر میں خوشی کا دن تھا۔ حضرت ام سُلیمؓ نے حلیس (عربوں کا لذیذ ترین کھانا) طیار کر کے مجھے بلایا۔ کہا۔ اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔ عرض کرنا یہ ہمارا ناچیز تحفہ ہے۔ قبول فرمائیے۔ اس سال ملک میں قحط پڑا ہوا ہے۔ میں حضور کے پاس لایا۔ فرمایا۔ اسے مکان کے ایک گوشہ میں رکھ دو۔ اور اتنے مسلمانوں کو بلا لاؤ۔ راستہ میں جو مسلمان ملے اُسے بھی دعوت دینا۔ میں سب کو بلا لایا۔ سارا مکان بھر گیا۔ جائے تنگ است و مرداں بسیار۔ تقریباً تین سو آدمی تھے۔ اس کے بعد حضور نے مجھے حکم دیا۔ وہ کھانا لاؤ۔ میں نے کہا لاکر سامنے رکھ دیا۔ حضور نے اُس پہ اپنا ہاتھ رکھا۔ اور دعاء برکت مانگی۔ پھر فرمایا۔ دس دس مسلمان آئیں اور بسم اللہ پڑھ کر کھائیں۔ ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ اِدھر اُدھر ہاتھ نہ مارے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب سب مسلمان کھانے سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کھانا اُٹھا لاؤ۔ میں کھانا اُٹھانے آیا۔ میں نے شوربہ دیکھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ جب میں نے دسترخوان بچھایا تھا اُس وقت شوربا زیادہ تھا یا جب میں نے دسترخوان لپیٹا ہے اُس وقت شوربا زیادہ ہے۔ اس کے بعد چند آدمی حضور کے مکان میں بیٹھے رہے۔ اور حضور کی نئی شادی شدہ بی بی دیوار کی طرف مُنہ کر کے بیٹھی ہوئی تھیں۔ یہ آدمی زیادہ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ حضور کو بہت شاق گذرا۔ حضور بڑے باحیا تھے۔ اگر ان آدمیوں کو اس کا علم ہو جاتا کہ حضور کو ایذاء پہنچ رہی ہے تو وہ یقیناً اُٹھ کر چلے جاتے۔ حضور اُٹھے اور اپنے حجرہ میں اپنی مستورات کو سلام کیا۔ یہ دیکھ کر وہ آدمی سمجھ گئے۔ کہ انہوں نے مکان میں زیادہ دیر تک توقف کر کے حضور کو ایذاء دی ہے۔ فوراً دروازہ کی طرف دوڑے اور باہر چلے گئے۔ حضور نے پردہ کرایا۔ اور اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔ میں اُس وقت حجرہ ہی میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد یہ آیتیں نازل ہوئیں:-

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوْتَ النَّبِيِّ (الی آخرہ) سورہ احزاب رکوع ۶) - (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۴۸ جلد ۴)

۶ھ

حضرت سلمہؓ بن اکوع کے کارنامے:-

حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں۔ زمانہ حدیبیہ کا واقعہ ہے کہ مدینہ کے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (سرکاری) اونٹنیاں چر رہی تھیں۔ حضور کا غلام حضرت رباحؓ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کا اونٹ لے کر باہر نکلے تاکہ اونٹنیوں کے ساتھ اس کو بھی چراگاہ شیریں میں چرائیں۔ جب فجر ہوئی تو عبدالرحمٰن بن عینیہ نے غطفان کے سوار دستہ کے ساتھ حضور کی اونٹنیوں پر غارت ڈالی۔ اور چرواہے کو قتل کر دیا۔ حضور کی اونٹنیاں ہنکا کر لے گئے۔ میں نے کہا۔ اے رباح! اس گھوڑے پر سوار ہو کر فوراً حضرت طلحہؓ کے پاس پہنچو۔ اور حضور کو بھی خبر دو۔ میں ایک ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور مدینہ کی طرف منہ کر کے تین دفعہ چلایا۔ یا صباحاہ۔ یا صباحاہ۔ قوم کو دشمن کے حملہ سے باخبر کرنے کے لئے عرب میں یہ کلمہ کہتے ہیں) اس کے بعد میں دشمن کے تعاقب میں پیدل چل پڑا۔ میرے پاس میری تلوار اور تیر تھے۔ میں درختوں کے جھنڈ میں پہنچ کر ان کو تیر مار کر زخمی کرتا۔ جب دشمن کا کوئی سوار مراجعت کرتا۔ میں درخت کی آڑ میں بیٹھ جاتا۔ پھر اس کو تیر کا نشانہ لگاتا۔ اور یہ شعر پڑھتا ہوا تیر مارتا ؎

خذھا و انا ابن الاکوع - والیوم یوم الرضع

اے دشمن! تو مجھ سے یہ تیر کا نشان حاصل کر۔ میں ہوں اکوع کا بہادر بیٹا۔ آج میں خوب سیر ہو کر تمہارا خون پیوں گا۔

یہ اس وقت کا حال ہے۔ جب درخت کے جھنڈ ہوتے۔ اور جب پتلے درے پہاڑ آ جاتے تو میں پہاڑ پر چڑھ جاتا۔ اور ان پر تیر برساتا۔ الغرض میں ان کو تیر مارتا اور گاتا رہا۔ حتے کہ میں نے سب اونٹنیاں واپس کرا لیں اور سب کو اپنے پیچھے چھوڑتا گیا۔ میں نے ان کا تعاقب جاری رکھا۔ ان پر تیروں کی

خوب بارش برسائی - حتیٰ کہ انہوں نے تیس کے قریب نیزے - اور تیس سے زیادہ کمبل نیچے پھینک دئیے - جب وہ کوئی نیزہ یا کمبل پھینکتے تو میں ایک پتھر بطور نشان اُس پر رکھ دیتا - اور یہ اُس راستہ کا ذکر ہے جس پر حضور بعد میں فوج لے کر آئے - حتےٰ کہ جب چاشت کا وقت ہُوا تو عینیہ بن بدر فزاری دشمن کی امداد لیکر پہنچ گیا - یہ اُس وقت تنگ درہ میں تھا - میں پہاڑ پر چڑھ گیا - عینیہ نے کہا - یہ کون ہے - جسے میں دیکھ رہا ہوں - غطفانیوں نے جواب دیا - یہ سخت آدمی ہے - صبح کے وقت سے اب تک ہمارا پیچھا کر رہا ہے - اس نے ہم سے ہر چیز چھین لی ہے - اور اپنے پیچھے ڈالتا جا رہا ہے - عینیہ نے کہا - اگر اس کو یہ یقین نہ ہوتا کہ مسلمان اُس کی مدد کو آ رہے ہیں تو وہ تمہارا پیچھا چھوڑ دیتا - تم چند آدمی اُس کے مقابلہ میں جاؤ - چار دشمن پہاڑ پر چڑھے - میں نے بلند آواز سے گرج کر کہا - جانتے ہو میں کون ہوں - انہوں نے کہا - تو کون ہے - میں نے کہا میں ہوں ابن اکوع - قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو غلبہ دیا ہے تمہارا کوئی آدمی مجھے نہیں پکڑ سکتا - اور میں تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑونگا - ان میں سے ایک نے کہا - ہاں - ہمارا بھی یہی خیال ہے - میں اسی طرح گھات میں بیٹھا ہُوا تھا - دفعتہً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوار نظر آئے جو درختوں میں سے نکل رہے تھے - اول سوار حضرت اخرم رضؓ اسدی - اُن کے پیچھے حضرت ابو قتادہ رضؓ پھر حضرت مقداد رضؓ بن اسود کندی تھے - اس کے بعد کفار پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے - میں پہاڑ سے اُتر آیا - میں نے اُن کے گھوڑے کی لگام تھام کر کہا اے اخرم! دشمن سے دُور رہو - مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو قتل کر دیں گے - آپ یہاں ٹھیرے رہئے حتےٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج لے کر آجائیں - انہوں نے جواب دیا - تم میری شہادت کے درمیان حائل نہ ہو - میں نے لگام چھوڑ دی - یہ گھوڑا دوڑا کر عبدالرحمٰن بن عینیہ سے جا ملے - دونو کے درمیان شمشیر بازی ہوئی - حضرت اخرم رضؓ نے اُس کے گھوڑے کو زخمی کر دیا - دشمن نے وار کر کے انکو شہید کر دیا - اور ان کے گھوڑے پر سوار ہو گیا - اس کے بعد حضرت ابو قتادہ رضؓ عبدالرحمٰن (دشمن سے) آملے - دونو کے درمیان شمشیر بازی ہوئی - اُس نے

حضرت ابو قتادہ رضؓ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا - اور حضرت ابو قتادہ رضؓ نے اُسے قتل کر دیا - اور حضرت اخرم رضؓ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے - اس کے بعد میں دشمن کے پیچھے دوڑا - حتےٰ کہ مسلمان سوار دستہ کے غبار کی وجہ سے مجھے کچھ نظر نہ آیا - اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے دشمن ایک گھاٹی میں پہنچ گیا - جہاں ایک چاہ ذو قرد نامی تھا - دشمن نے اُس کا پانی پینا چاہا - مجھے اپنے پیچھے دوڑتا دیکھا - کنوئیں سے مراجعت کی اور ثنیۃ ذی میرا کی طرف سہارا لگایا - آفتاب غروب ہو چکا تھا - اُن کا ایک فرد میری زد میں آگیا - اُسے تیر مارا - اُس نے کہا - اے ابن اکوع ! تیری ماں بیوہ ہو جائے - تو نے یہ پہلا تیر مارا ہے - میں نے جواب دیا - ہاں اے اپنی جان کے دشمن ! میں نے یہ پہلا تیر مارا ہے - اس کے بعد میں نے دوسرا تیر مارا - میرے دو تو تیر دونو سواروں کو لگے - دونو قتل ہو گئے - اپنے گھوڑے چھوڑ گئے - میں اُن کو ہنکاتا ہؤا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا - آپ اس وقت چاہ ذی قرد پر تھے - جہاں سے دشمن کو بھگایا تھا - حضور پانچ سو سپاہی لائے تھے - جو اونٹ میں نے دشمن سے چھینے تھے ان میں سے ایک اونٹ حضرت بلال رضؓ ذبح کر رہے تھے - اُس کی کلیجی اور کوہان بھون رہے تھے - میں نے عرض کیا حضور ! مجھے ایک سو سپاہی انتخاب کر کے دیجئے - تاکہ میں عشاء تک دشمن کو پکڑ لوں - یقیناً میں سب کو قتل کر دوں گا - فرمایا - ایسا کر سکتے ہو - میں نے کہا - قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو غلبہ دیا ہے - حضور ہنس پڑے - حتےٰ کہ میں نے حضور کی دونو داڑھیں چمکتی ہوئی دیکھیں - فرمایا - دشمن اس وقت غطفان کے قریب پہنچ گیا ہے - اور کھانا پکانے کی طیاری کر رہا ہے - اسی وقت ایک شخص آیا - کہا - ایک فوج یہاں سے گذری ہے - ایک غطفانی نے اُن کے لئے ایک اونٹ ذبح کیا ہے - وہ اُس کی کھال اتار رہے تھے کہ انہوں نے ایک غبار اُڑتا دیکھا - اونٹ چھوڑ کر بھاگ گئے - جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہمارے بہترین سوار ابو قتادہ اور بہترین پیادہ پا سپاہی سلمہ ہے - حضور نے مجھے سوار کا اور پیدل کا حصہ دیا یعنی چار حصے دیئے - اس کے بعد مجھے اپنی اونٹنی عضباء پر اپنا ردیف

بنا لیا۔ مدینہ کی طرف جا رہے تھے۔ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو فوج میں ایک انصاری تھا۔ جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اُس نے آواز دی۔ کوئی شخص ہے جو مجھ سے پہلے جا سکتا ہے۔ اُس نے کئی دفعہ یہ کلمہ دہرایا۔ میں حضور کے پیچھے سوار تھا۔ میں نے کہا۔ کیا تم عزت دار کی تعظیم نہیں کرتے۔ اور شریف آدمی سے نہیں ڈرتے۔ اُس نے جواب دیا۔ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو اپنے خاطر میں نہیں لاتا۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ اپنی اونٹنی سے نیچے اُتر آئے۔ میں نے اپنے دونو قدم جوڑ لئے۔ پھر میں نے اونٹنی کو شہ دی۔ اور اُس کو دوڑایا۔ حتےٰ کہ میں نے اُس انصاری کے دونو کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھ کر کہا۔ میں تم سے آگے بڑھ گیا۔ وہ ہنس پڑا۔ اس کے بعد ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔
(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۵۳ جلد ۴)

غزوۂ بنی المصطلق

غزوۂ ذی قرو کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الآخر کا کچھ حصہ اور رجب کا مہینہ مدینہ میں گذارا۔ اس کے بعد شعبان میں بنو المصطلق (خزاعی) کے ساتھ جنگ کرنے کو روانہ ہوئے۔ اور حضرت ابوذر غفاری کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ حضور کو خبر ملی کہ بنو المصطلق اپنے افسر حارث بن ابی ضرار کے ماتحت فوجیں جمع کر رہے ہیں۔ حضور اُن کی سرکوبی کے لئے فوج لائے۔ اور نواحِ قدید میں ساحل کی طرف چاہِ مریسیع میں اُن کو جا پکڑا۔ لڑائی ہوئی۔ حضور نے کفار کو ہزیمت دی۔ بہت کافر قتل ہوئے۔ اُن کا سب مال۔ عورتیں اور بچے مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔ لڑائی سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا۔ دشمن میں اعلان کر دو کہ اگر وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیں تو اپنی جان اور مال بچا سکتے ہیں۔ دشمن نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ اور مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کر دی۔ حضور نے مسلمانوں کو اقدام کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان دفعتہً اُن پر ٹوٹ پڑے۔ ایک دشمن بھی جان بچا کر نہ بھاگ سکا۔ صرف

ایک مسلمان شہید ہوا۔ وہ بھی غلطی سے - ایک انصاری نے حضرت ہشام رضؓ بن صبابہ کو کافر سمجھ کر قتل کر دیا - اُس کا بھائی مقیس بن صبابہ مکہ سے آیا - اور اپنے مقتول بھائی کی دیت مانگی - حضور نے سو اونٹ ادا کر دئیے - وہ تھوڑے سے دنوں تک مدینہ میں رہا - اور دھوکہ سے اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر دیا - اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا - یہ مقیس اُنہی چار اشخاص میں سے ہے جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز حکم دیا تھا کہ ان چار اشخاص کو قتل کر دو اگرچہ وہ کعبہ کے غلاف سے لٹکے ہوئے ہوں -

رئیس المنافقین کی شرارت

مسلمان اسی چاہ پر تھے کہ دفعتہً کچھ مسلمان پانی پینے کے لئے کنوئیں پر آئے - حضرت عمرؓ کے ساتھ قبیلۂ غفار کا ایک مزدور جہجاہ بن مسعود تھا - جو ان کا (حضرت عمرؓ کا) گھوڑا لے جانے پر مقرر تھا - ہجوم کی وجہ سے اس مزدور کے ساتھ سنان بن دبر جہنی کا تصادم ہو گیا - دونو لڑ پڑے - جہنی نے اپنی امداد کے لئے انصار کو آواز دی - مزدور نے مہاجرین سے فریاد کی - رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی منافقوں کے گروہ میں بیٹھا ہوا تھا - اتفاق سے ان میں حضرت حرث رضؓ کا غلام حضرت زیدؓ بن ارقم بھی تشریف فرما تھے - عبداللہ بن ابی نے کہا مسلمان ہم پر زیادتی کر رہے ہیں - روز بروز ہمارے شہروں میں بڑھتے جا رہے ہیں - تمہارے سامنے قریش کی ضرب المثل اُنہی کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں - کہ تم اپنے کتے کو موٹا تازہ کر رہے ہو - آخر میں یہ کتا تم کو کھا جائے گا - (اُس نے حضور کو کتا بنایا)

اما واللہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل	بخدا جب ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو سب سے زیادہ شریف (ابن ابی) سب سے زیادہ ذلیل (محمد) کو وہاں سے نکال دیگا -

یہ سب مصائب تمہارے ہاتھوں کے لائے ہوئے ہیں - تمہیں نے مسلمانوں کو اپنے شہروں میں اتارا - اور تم نے اپنے مال ان کو دئیے - اب بھی اگر اپنے مال ان کو دینا بند کر دو تو یہ دوسرے شہروں میں چلا جائے - حضرت زیدؓ بن ارقم

نے اُس کے یہ جملے سُن لئے۔ اور اُٹھ کر حضور کے پاس چلے آئے۔ اور ماجرئی بیان کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ حضور! حضرت عباد رضؓ بن بشیر کو حکم دیجئے کہ وہ عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیں۔ حضور نے ان جامع دمانع الفاظ میں ساری سیاست ختم کردی:۔

فکیف اذا تحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابه	اُس وقت کیا بُرے نتائج نکلیں گے جب لوگ آپس میں تذکرہ کریں گے کہ محمد اب اپنے مسلمانوں کو قتل کرنے لگا ہے۔

یہ فرماتے ہی حضور نے فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب عبداللہ بن ابی کو معلوم ہوُا تو وہ حضور کے پاس آیا۔ قسم کھا کر کہا۔ میں نے یہ بات اپنے مُنہ سے ہرگز نہیں نکالی۔ یہ قوم کا سردار تھا۔ بعض انصار نے اُس کی مدافعت کرتے ہوئے کہا۔ حضور! شاید غلام کو ان کے الفاظ کے متعلق وہم ہوگیا ہے۔ یا اُس کو اُن کے پورے الفاظ یاد نہیں۔ چونکہ حضور کے حکم سے فوج کوچ کر چکی تھی اس واسطے حضرت اُسیدؓ بن حضیر حاضر خدمت ہوئے۔ سلام کر کے عرض کیا۔ حضور! آپ اچانک چل پڑے۔ اِس سے پہلے آپ نے ایسے وقت ابھی کبھی کوچ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ فرمایا۔ کیا تم کو تمہارے سردار کے الفاظ نہیں پہنچے۔ عرض کیا۔ حضور! کونسا ہمارا سردار۔ فرمایا۔ عبداللہ بن ابی۔ عرض کیا۔ اُس نے کیا کہا۔ حضور نے اُس کے الفاظ دہرائے۔ حضرت اُسیدؓ نے عرض کیا۔ آپ اگر چاہیں اُسے مدینہ سے نکال سکتے ہیں۔ وہی ذلیل ہے اور آپ عزت دار ہیں۔ حضور! آپ سردست نرمی اختیار کریں۔ اُس کی قوم آپ کی آمد سے پہلے اُس کے سر پر تاج رکھنے والی تھی۔ خدا نے یہ عزت آپ کو بخشی۔ اور وہ یہی سمجھتا ہے کہ آپ نے اُس کا ملک چھین لیا ہے۔

حضور کا تدبر

حضور دن بھر اور رات بھر سفر کرتے رہے۔ صبح کو جب دھوپ نے ستانا شروع کیا تو آپ نے سفر بند کر دیا۔ اور فوج کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے زمین پر قدم رکھا ہی تھا کہ سب کو نیند آگئی۔ حضور نے گذشتہ روز کوچ کرنے کا حکم

حکم اس واسطے دیا تھا کہ لوگ عبداللہ بن ابی کی بات بھول جائیں۔ (اور مسلمانوں میں خانہ جنگی نہ شروع ہو جائے)

ایک بڑے یہودی کی موت

اس کے بعد حضور نے فوج کو پھر کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اور حجاز کا راستہ طے کرتے ہوئے چاہ بقعاء (فویق الضیح) پر اترے۔ دفعتہً آندھی چلی جس کہ لوگوں کو ایذاء پہنچی۔ اور سب ڈر گئے۔ حضور نے فرمایا۔ اس آندھی سے مت ڈرو۔ ایک بڑے کافر کے مرنے کی وجہ سے یہ آندھی چلی ہے۔ جب مسلمان مدینہ پہنچے۔ تو معلوم ہؤا کہ مالدار یہودی رفاعہ بن زید بن تابوت (بنی قینقاع) جو منافقوں کو امن دیتا تھا۔ مر گیا ہے۔

منافقوں کی تردید

اس کے بعد اللہ تعالے نے حضرت زیدؓ بن ارقم کی تائید میں سورہ منافقون اتاری۔ حضور نے حضرت زیدؓ بن ارقم کا کان پکڑ کر کہا۔ خدا نے اس کے کان کی تائید کی ہے۔

بیٹے کا جذبہ

عبداللہ بن ابی بڑا کافر ہے۔ لیکن اُس کا بیٹا حضرت عبداللہؓ دل وجان سے اسلام کا فدائی ہے۔ یہ سورت نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا۔ حضور! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ میرے باپ عبداللہ بن ابی کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے حکم دیجئے کہ میں اُس کی گردن اُتار کر آپ کے سامنے پھینک دوں۔ سارا خزرج جانتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر میرے باپ کا کوئی فدائی نہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ نے کسی غیر کو اُس کے قتل کرنے کا حکم دیا تو میں کسی حالت میں اپنے باپ کے قاتل کو زندہ نہیں دیکھ سکتا۔ پھر اگر میں نے جوش میں آکر باپ کے قاتل کو قتل کر دیا تو میں دوزخی بن جاؤں گا۔ حضور نے فرمایا۔ تم اپنے باپ کو قتل نہ کرو بلکہ اُس سے نرمی کرو۔ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے (بظاہر یہی مسلمانی کا دم بھرتا ہے) اُس کی خدمت بجا لاؤ۔ اس کے بعد جب کوئی نیا واقعہ رونما ہوتا اُس کی قوم اُسی کو لعن وطعن کرتی۔ اُسی کو شرمندہ کرتی۔ حضور نے حضرت عمرؓ

سے فرمایا۔ عمر! تم نے دیکھا جس روز تم نے مجھے اُس کو قتل کرنے کے لئے کہا تھا اگر میں
اُس روز قتل کر دیتا تو اُس کے حمائتی اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اگر آج تم مجھے اُسے قتل
کرنے کا حکم دیتے تو میں اُسے ضرور قتل کرا دیتا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ حضور
اب مجھے یقین ہُوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے میری رائے سے بہت
ہی زیادہ صحیح ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ رض مدینہ کے تنگ راستہ پر کھڑے
ہو گئے۔ جب اُس کا باپ آیا تو بیٹے نے اُسے روک لیا۔ کہا۔ یہاں ٹھہر جا۔ جب تک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں داخل نہیں ہو جاتے۔ تجھے آگے بڑھنے کی اجازت
نہیں۔ جب حضور تشریف لائے اور اُس نے شہر میں گھسنے کی اجازت طلب کی۔
تو حضور نے اُسے اجازت دی۔ تب بیٹے نے باپ کو چھوڑا۔ اس لڑائی میں حضرت
علی رض نے مالک اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا۔ اس روز مسلمانوں کا شعار یا منصور
اَمت اَمت تھا۔

حضرت جویریہؓ کے نکاح کے مفید نتائج

قیدیوں میں دشمن کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ حضرت ثابتؓ بن قیس کے
حصہ میں آئی۔ اُس نے حضرت زیدؓ سے مکاتبت کر لی۔ (غلام اپنے آقا سے تحریر
لکھوا لیتا ہے کہ اگر میں بالاقساط یا یک مشت اتنی رقم ادا کر دوں تو تم مجھے آزاد
کر دینا اسے مکاتبت کہتے ہیں) یہ بڑی شیریں کلام اور دل لُبھانے والی خاتون تھی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔
میں نے اسے دروازہ پر دیکھا اور مجھے اس سے نفرت ہوئی۔ مجھے یقین ہُوا کہ حضور
اس سے شادی کر لیں گے۔ اس نے عرض کیا۔ حضور! میں اپنی قوم کی سردار
حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں۔ میرا قرعہ حضرت ثابت رض بن قیس کے نام نکلا ہے۔
میں نے اُن سے مکاتبت کر لی ہے۔ اس لئے آپ کی خدمت میں مالی امداد حاصل
کرنے کے لئے آئی ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ میں اس مالی امداد سے بہتر ایک اور
تجویز تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ میں اپنی جیب سے تمہاری مکاتبت کی رقم
ادا کر دوں اور تم میرے ساتھ نکاح کر لو۔ (غلام عورت سے بالمشافہ شادی

کی گفتگو کرنا جائز ہے) - اُس نے عرض کیا - جی ہاں حضور! یہ تو آپ کی عین عنایت ہے - (اس شادی میں یہ راز تھا کہ ایک قوم کے سردار کی بیٹی دوسری قوم کے سردار کے نکاح میں آگئی - نہ صرف اُس کا دل خوش ہوا بلکہ اُس کی قوم پر اثر پڑا - اور سب مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کے سب قیدی بھی چھڑا لئے - دوسری شادیاں بھی اسی قسم کے سیاسی مفاد رکھتی ہیں جو لوگ حضور کے تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں وہ اس پر غور کریں - مترجم) مسلمانوں کو جب خبر ملی کہ حضور نے حضرت جویریہؓ سے شادی کر لی ہے تو سب نے کہا یہ قیدی حضور کے خسر ہیں لہذا ہم انہیں چھوڑتے ہیں - سو قیدی رہا ہوئے - کوئی خاتون اپنی قوم کے حق میں اس سے زیادہ برکت والی ثابت نہ ہوئی - حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں :- حضور کی فوج کشی سے تین دن پہلے میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ مدینہ سے چاند چل کر میری گود میں آگرا ہے - میں نے یہ خواب کسی سے بیان کرنا مناسب نہ سمجھا - جب حضور نے ہماری فوج پر حملہ کیا - اور ہم قیدی بنے تو مجھے اپنے خواب کی تعبیر کی امید ہونے لگی - حضور نے مجھے آزاد کیا - اور میرے ساتھ نکاح کیا - میں نے اپنی قوم کے قیدیوں کے چھڑانے کے متعلق ایک لفظ ہی اپنے مُنہ سے نہ نکالا تھا - مسلمانوں نے خود ہی سب قیدی چھوڑ دیئے - مجھے اُس وقت خبر ہوئی - میری چچی کی بیٹی نے مجھے اطلاع دی - یہ سن کر کہ مسلمانوں نے میری قوم کو آزاد کر دیا ہے - میں نے خدا کا شکر ادا کیا - اس کے بعد سب قیدی مسلمان ہو گئے -

حدیثِ افک

حضرت عائشہ کی فضیلت

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں :- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ کرتے - تو اپنی بیبیوں کے نام قرعہ ڈالتے - جس کا قرعہ نکلتا اُسے اپنے ہمراہ لے جاتے - غزوہ بنی المصطلق میں میرے نام کا قرعہ نکلا - حضور مجھے اپنے ہمراہ لے گئے - اس وقت ہم سب بی بیاں معمولی سبزیاں اور ترکاریاں کھاتی تھیں - تاکہ ہم بھاری بدن نہ ہوں - گوشت کھانے سے عورت کا بدن بھاری

ہو جاتا ہے۔ جب میری سواری کا اونٹ طیار ہو جاتا تو میں ہودج میں بیٹھ جاتی۔
اس کے بعد وہ لوگ آجاتے جو میری سواری کے ساتھ چلنے پر مقرر تھے۔ میرے
ہودج کو پیچھے سے اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے۔ پھر اونٹ کی نکیل کھینچتے۔ اور
سفر شروع کرتے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس لڑائی سے فارغ
ہو گئے اور مدینہ کی طرف کوچ کیا۔ حتےٰ کہ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک منزل
میں اترے۔ رات کا کچھ حصہ وہاں گزارا۔ پھر منادی نے نداء دی "سب کوچ
کر جائیں"۔ سب لوگ چل پڑے۔ میں قضاء حاجت کے لئے باہر چلی گئی۔ میرے
گلے میں جزع ظفار کا ہار تھا (یمن کے دارالسلطنت صنعاء کے قریب ایک مشہور
درخت ہے۔ اس کے پھل سے ہار بنا ڈالتے ہیں۔ جو بڑے خوبصورت معلوم ہوتے
ہیں مترجم)۔ جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوئی تو ہار نیچے گر پڑا۔ اور مجھے
علم نہ ہوا۔ جب میں اپنی سواری کی طرف لوٹی تو میں نے اپنی گردن میں ہاتھ ڈالا۔
ہار غائب تھا۔ اور سب لوگ کوچ کر چکے تھے۔ میں پھر اسی جگہ چلی آئی۔ جہاں
ہار گر پڑا تھا۔ میں اسے ڈھونڈنے لگی۔ ہار مل گیا۔ میری غیر حاضری میں وہ
لوگ آئے جو میری سواری کے ہمراہ چلتے تھے۔ وہ یہ سمجھے کہ میں ہودج میں بیٹھی
ہوئی ہوں۔ (کیونکہ میں ہلکی بدن کی تھی)۔ انہوں نے حسب معمول ہودج اٹھایا
اور اونٹ پر رکھ دیا۔ پھر اس کی نکیل پکڑ کر چل پڑے۔ اس کے بعد میں فوج
کی اقامت گاہ پر آئی تو وہاں سب غائب تھے۔ میں دوپٹے کو اپنے جسم سے
لپیٹ کر اسی جگہ لیٹ گئی۔ مجھے یقین تھا کہ جب لوگوں کو میری گمشدگی کا علم ہوگا
تو فوراً یہاں مجھے لینے آئیں گے۔ میں اپنی چادر میں لپٹی ہوئی پڑی تھی کہ حضرت صفوان رض بن
معطل سلمی میرے سامنے سے گزرے۔ وہ بھی اپنی حاجت کے لئے فوج سے پیچھے
رہ گئے تھے۔ مجھے پڑا ہوا دیکھ کر میرے قریب آئے۔ پردہ کا حکم اترنے سے
پہلے انہوں نے مجھے دیکھ رکھا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی کہا انا للہ و انا الیہ راجعون
حضور کی زوجہ مبارکہ یہاں پڑی ہوئی ہیں۔ میں اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئی پڑی تھی۔
مجھ سے کہا۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ آپ کس طرح پیچھے رہ گئیں۔ میں نے کوئی
جواب نہ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا۔ فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔

یہ کہہ کر خود پیچھے ہٹ گئے - میں سوار ہو گئی - انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور جلدی جلدی لے چلے - اتنی تیز رفتار کے باوجود ہم فوج سے نہ مل سکے - اور صبح کے بعد لوگوں کو میری گمشدگی کا علم ہوا - انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص مجھے کھینچے ہوئے چلا آرہا ہے - بہتان باندھنے والوں نے میرے خلاف اپنی زبان کھولی - لیکن مجھے ابھی تہمتِ زنا کا علم نہیں ہوا - مدینہ میں پہنچنے کے بعد میں سخت بیمار پڑ گئی - اور مجھے ابھی تک تہمتِ زنا کا علم نہیں ہوا - حضور اور میرے ماں باپ کو اس اتہام کی خبر مل گئی تھی - انہوں نے مجھ سے کوئی ذکر نہ کیا - مگر میں نے دیکھا کہ حضور کا اب وہ لطف و کرم میری طرف نہیں جو اس سے پہلے میرے ساتھ کرتے تھے - مجھے اس کا احساس ہو گیا تھا کہ ساری بیماری میں آپ نے میری طرف مطلقاً توجہ نہ کی - میری والدہ ماجدہ حضرت ام رومان زینبؓ بھی میری تیمارداری میں مصروف رہتی تھیں - حضور صرف اتنا فرماتے - تمہارا کیا حال ہے - حضور کی یہ بے التفاتی دیکھ کر مجھے غصہ آیا - میں نے عرض کیا - حضور! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنی والدہ ماجدہ کے مکان میں چلی جاؤں - وہ میرا اچھی طرح علاج کریں گی - حضور نے فرمایا - میری طرف سے اجازت ہے - میں اپنی والدہ کے مکان میں آ گئی - اور ابھی تک مجھے تہمتِ زنا کی خبر نہ ملی - حتیٰ کہ میں پچیس روز کے بعد بیماری سے اٹھی - ابھی نقاہت باقی تھی - اس زمانہ میں ہم عجمیوں کی طرح اپنے مکان میں بیت الخلاء نہیں بناتے تھے - ہم قضاء حاجت کے لئے کھلے میدان میں چلے جاتے - اور مستورات رات کو باہر جاتی تھیں - میں ایک شب حاجت کے لئے باہر نکلی - حضرت ام مسطحؓ میرے ہمراہ تھیں - چلتے چلتے اُن کے دوپٹے میں اُن کا قدم اُلجھ گیا - وہ نیچے گر پڑیں - منہ سے کہا مسطح (میرا بیٹا) غارت ہو جائے - میں بول اُٹھی - آپ بدری مسلمان کو کیوں بددعاء دے رہی ہیں - (حالانکہ خدا بدریوں کو بخش چکا ہے) فرمایا - بیٹی! تجھے خبر ہے - میں نے کہا - کیسی خبر؟ انہوں نے ماجرا سنایا کہ فلاں فلاں شخص نے مجھ پر تہمتِ زنا لگائی ہے - (ان میں ان کا بیٹا مسطح بھی شامل ہے) میں نے تعجب کر کے پوچھا - مجھ پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہے - کہا - ہاں - بخدا یہ سنتے ہی میں اپنی حاجت پوری کئے بغیر لوٹ آئی -

اور رونے میں مصروف ہو گئی - اتنی سخت روئی کہ خیال تھا میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔
میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا۔ اللہ آپ کو بخشے - لوگوں نے مجھ پر بہتان باندھا -
اور آپ نے مجھ سے ذکر تک نہ کیا - والدہ نے کہا - بیٹی ! کچھ فکر نہ کرو - غم میں نہ گھلو -
جب کوئی نیک عورت ایسے شخص سے بیاہی جاتی ہے کہ وہ اُس سے محبت رکھتا
ہے - تو اُس کی کئی سوکنیں پیدا ہو جاتی ہیں - اور اکثر افراد بھی اُس کے دشمن
بن جاتے ہیں - حضور نے ایک روز خطبہ میں بیان کیا - مجھے اس خطبہ کا علم نہ تھا -
خدا کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا :- بعض لوگ میری بی بی پر زنا کی تہمت
لگا کر مجھے ایذاء پہنچاتے ہیں - جن اشخاص کے متعلق یہ بدگمانیاں کرتے ہیں - میرے
نزدیک وہ بہت ہی نیک ہیں - - - - - - - - - - - - -
- - - - - - - - - - - - - - خاص کر صفوان بن معطل کے
متعلق یہ لوگ جو تہمت تراشتے ہیں میرے نزدیک وہ بہت ہی دیندار اور صالح ہے -
وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہی میرے مکان میں داخل ہوتا تھا - (میری عدم موجودگی
میں اُس نے میرے گھر میں کبھی قدم نہیں رکھا) حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں :- عبداللہ
بن اُبی اور اُس کی قوم کے افراد سب سے بڑھ کر تہمت لگانے والوں میں تھے
حضرت مسطح رضہ اور حمنہ بنتِ جحش بھی ان میں شامل ہو گئے - حمنہ اس واسطے میرے
خلاف تھی کہ اُس کی ہمشیرہ زینب بنتِ جحش میری سوکن تھی - حضرت زینبؓ کو تو خدا
نے اس الزام تراشی سے بچایا انہوں نے اپنی زبان سے میرے خلاف ایک لفظ
بھی نہیں نکالا - البتہ اُن کی ہمشیرہ حمنہ میرے خلاف بہت افواہیں پھیلاتی تھی - اور
اپنی زبان درازی سے مجھے ضرر پہنچاتی تھی - جب حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر
میری برأت کے متعلق یہ زریں الفاظ ارشاد فرمائے تو حضرت اُسیدؓ بن حُضیر نے
عرض کیا حضور ! اگر قبیلۂ اوس کے افراد اس بہتان میں شامل ہیں تو میں ابھی ان کو
سزا دینے کے لئے طیار ہوں - اور اگر ہمارے دینی بھائی خزرج کے مسلمان اس
میں شامل ہیں تو آپ ان کے متعلق حکم دیں تو ہم ابھی اُن کی گردنیں اُڑا دیتے ہیں - یہ
الفاظ سن کر حضرت سعد رضہ بن عبادہ جوش میں آ گئے ، اس سے پہلے وہ صالح
سمجھے جاتے تھے - حضرت اُسیدؓ سے خطاب کیا :- تو بکواس کرتا ہے - تو ہماری

قوم کی گردنیں نہیں اُڑا سکتا۔ تو ہمارے خلاف یہ الفاظ اس لئے استعمال کر رہا ہے کہ تو قبیلۂ خزرج سے نہیں۔ اگر تو خزرج سے ہوتا تو کبھی یہ کلمات اپنے منہ سے نہ نکالتا۔ حضرت اُسیدؓ نے جواب دیا۔ آپ منافق ہیں۔ منافقوں کی حمایت کرتے ہیں۔ اس سے لوگوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ اور اندیشہ ہو گیا کہ دونو قبیلوں کے درمیان لڑائی ہو پڑے۔ حضور منبر سے اُتر آئے۔ اور گھر میں میرے پاس آئے۔ حضرت علیؓ اور حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کو مشورہ کے لئے بلایا۔ حضرت اسامہؓ نے میرے متعلق اچھے کلمات مُنہ سے نکالے۔ فرمایا۔ یہ آپ کی بی بی ہے (خدا آپ کو بدکار عورت نہیں دے سکتا) یہ الزام از سرتا پا جھوٹا ہے۔ یہ بڑا بہتان ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ حضور! عورتیں بہت ہیں۔ اس کو طلاق دے کر دوسری کر سکتے ہیں۔ اپنے گھر کی لونڈی کو بُلا کر اُس سے بھی دریافت کیجئے۔ حضور نے بریرہؓ کو بلا کر اُس سے سوالات کرنے شروع کئے۔ حضرت علیؓ اُٹھے اور اُس کو بہت مارا۔ کہا۔ سچ بولنا۔ حضرت بریرہؓ نے فرمایا۔ میں تو حضرت عائشہؓ کو بہت ہی نیک سمجھتی ہوں۔ اتنی سادہ لوح ہیں کہ میں آٹا گوندھتی ہوں اُن کو حکم دیتی ہوں کہ اس آٹے کا خیال رکھنا۔ حضرت عائشہؓ سو جاتی ہیں اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔ اس کے بعد حضور میرے پاس آئے۔ میرے والدین بھی موجود تھے۔ اور انصار کی ایک خاتون بھی موجود تھی جو میرے ساتھ مل کر رو رہی تھی۔ حضور بیٹھے۔ خدا کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا اے عائشہ! تم کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ تم پر زنا کی تہمت لگائی گئی ہے۔ تم خدا سے ڈرو۔ اگر خدانخواستہ تم سے یہ فعل سرزد ہو گیا ہے تو خدا سے توبہ کرو۔ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جب حضور نے یہ کلمات کہے تو بخدا میرے آنسو تھم گئے۔ ایک آنسو بھی نہ گرا۔ اور میں منتظر تھی کہ میرے والدین میری طرف سے حضور کو جواب دیں گے۔ دونو خاموش رہے۔ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ خدا میری برأت قرآن مجید میں نازل کریگا اور مسلمان ہمیشہ ان کو نماز میں اور غیر نماز میں پڑھتے رہیں گے۔ یعنی میں اپنے آپ کو بہت حقیر سمجھتی تھی۔ لیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ خدا حضور کو کوئی خواب دکھا دیگا۔ جن میں یہ ظاہر کیا

جائیگا کہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں سب جھوٹ ہے - اور نرا بہتان ہے - جب میں نے دیکھا کہ میرے والدین منہ سے کچھ نہیں بولتے - تو میں نے کہا - تم دونوں کیوں جواب نہیں دیتے - دونوں نے کہا - ہم کیا جواب دیں - بخدا جتنی سخت مصیبت اس روز حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں آئی - ایسی مصیبت آج تک کسی کو نہیں پہنچی - جب میرے والدین گونگے بن گئے - تو میں آبدیدہ ہو گئی - میں نے کہا - جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے بخدا میں اس کے متعلق خدا سے کبھی توبہ نہ کروں گی - لوگ جو کچھ میرے خلاف کہہ رہے ہیں اگر میں اس کا اقرار کروں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس فعلِ بد سے بالکل بری ہوں تو ایسی بات کا اقرار کرتی ہوں جو مجھ میں نہیں ہے - اور اگر میں اس سے انکار کروں تب آپ صاحبان میرا یقین نہیں کریں گے - میں وہی کہوں گی جو حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کا ذکر کرتے ہوئے کہا

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ | میں صبر جمیل کرتی ہوں - جو کچھ تم بیان کرتے ہو اللہ ہی سے اس کے متعلق مدد مانگتی ہوں -

حضور ابھی اسی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ دفعتاً وحی نازل ہونے کی حالت رونما ہوئی - آپ کو کپڑے میں ڈھانپا گیا اور چمڑے کا تکیہ (اس زمانہ میں عرب میں اتنا افلاس تھا) آپ کے سر مبارک کے نیچے رکھ دیا گیا - جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں بالکل نہ گھبرائی - مجھے یقین تھا کہ میں اس فعل بد سے بالکل ہی پاک دامن ہوں اور خدا مجھ پر ظلم نہیں کرے گا - لیکن میرے والدین کی یہ حالت تھی کہ جب وحی ختم ہوئی اس ڈر سے ان کی جان نکل جائیگی اگر خدا نے لوگوں کے الزام کی تائید کر دی - وحی ختم ہونے کے بعد حضور بیٹھ گئے - اتنی سخت سردی پڑنے کے باوجود اس وقت آپ کے چہرہ سے پسینہ ٹپک رہا تھا - گویا کہ موتی جھڑ رہے ہیں - آپ اپنے چہرہ سے پسینہ پونچھ رہے ہیں اور مجھے کہہ رہے ہیں اے عائشہ! مبارک ہو - اللہ عزوجل نے تمہاری برأت نازل کر دی ہے - میں نے کہا - الحمدللہ - اس کے بعد حضور باہر تشریف لے گئے - خطبہ دیا اور یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں - پھر حکم دیا - مسطح بن اثاثہ - حسانؓ بن ثابت - حمنہ بنت جحش کو اسی اسی کوڑے مارے

جائیں - حضور نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کو بالکل سزا نہ دی - اس واسطے کہ سزا گناہ کا کفارہ ہوتی ہے - یعنی سزا سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں - وہ پکا منافق تھا - اس واسطے حضور نے چاہا کہ وہ اپنے گناہوں کے نیچے دبا رہے - نیز اس واسطے بھی سزا نہ دی کہ وہ اپنی قوم کا سردار تھا - کوئی نیا فتنہ نہ اُٹھے -

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۶۴ جلد ۴ و زاد المعاد)

صحیح بخاری میں ہے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا اُٹھو اور حضورؐ کا شکریہ بجا لاؤ - حضرت عائشہؓ نے جواب دیا - میں حضور کا شکریہ نہ ادا کروں گی بلکہ اپنے خدا کا شکر بجا لاؤں گی (جس نے مجھے یہ فضیلت عطا فرمائی)

معاہدہ حدیبیہ یا اسلام کی عظیم الشان فتح

یہ مشہور واقعہ ذیقعد ۶ھ میں ہوا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو ہزار چار سو - سوار اور پیادہ یا مسلمان اپنے ہمراہ لے کر مدینہ سے باہر نکلے - تاکہ مکہ کا رخ کریں - قربانی کے جانور کل ستر اونٹنیاں تھیں - یہ قربانی کے اونٹ سات سو حاجیوں کے تھے - ہر دس دس حاجیوں کا ایک ایک اونٹ تھا - جب آپ ذوالحلیفہ (مدینہ سے چھ یا سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے مدینہ کے باشندے یہاں سے حج کا احرام باندھتے ہیں) میں پہنچے تو عمرہ کا احرام باندھا - قربانی کے جانوروں کے گلے میں قلادہ ڈالا - اور اشعار کیا (چھری مار کر خون نکالتے ہیں تاکہ نشان رہے کہ یہ قربانی کا جانور ہے) اور اپنے حلیف قبیلۂ خزاعہ سے ایک شخص کو قریش کے حالات معلوم کرنے کے لئے اپنا جاسوس بنا کر بھیجا - خزاعہ کے کل افراد مسلمان ہوں یا کافر - سب مسلمانوں کے خیر خواہ اور جاسوس تھے - کفار کی ہر نقل و حرکت سے مسلمانوں کو باخبر رکھتے تھے - جب حضور عسفان (مکہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کے قریب غدیر الاشطاط میں پہنچے تو عتبہ خزاعی (جاسوس) حاضر خدمت ہوا - عرض کیا - کعب بن لوئی (قریش) کے لشکر جمع ہو رہے ہیں - وہ آپ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں - اور آپ کو بیت اللہ جانے سے روکیں گے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا - فرمایا -

تمہارا کیا ارادہ ہے - ہم دشمن پر حملہ کر کے اُن کا قلع قمع کر دیں - عقب سے جا کر مکہ سے اُن کے بال بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیں - یا بغیر کسی مزاحمت کے طوافِ بیت اللہ کے لئے آگے بڑھتے رہیں - جو شخص مزاحم ہو اُس سے جنگ کریں - حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا - اللہ اور اُس کا رسول اس مرحلہ کو خوب طے کر سکتے ہیں - آپ مدینہ سے دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی نیت سے نہیں نکلے - آپ نے صرف زیارتِ بیت اللہ کے لئے یہ سفر اختیار کیا ہے - اب جو شخص ہمارے اس کام میں مزاحم ہوگا ہم اُس سے جنگ کریں گے - حضور نے یہ صائب رائے سُن کر حکم دیا - بسم اللہ پڑھ کر آگے قدم بڑھاؤ - جب کسی قدر آگے بڑھے - تو حضور نے فرمایا - غمیم[1] میں خالد بن ولید سواروں کا ایک دستہ بطور طلیعہ (اُس فوج کو کہتے ہیں جو دشمن کی خبریں معلوم کرنے کے لئے بڑے لشکر سے آگے بھیجا جائے) کھڑا ہے - اُس سے آنکھ بچا کر یہ راستہ ترک کر کے داہنی طرف چلو - لشکرِ اسلام نے نہایت احتیاط سے راستہ طے کیا - خالد کو معلوم بھی نہ ہُوا - اُس کو اُس وقت معلوم ہُوا جبکہ اسلامی فوج اُس کے قریب جا پہنچی - اب اُس نے راہِ فرار اختیار کی - اور قریش کو ڈرایا کہ اسلامی فوج سر پر آ پہنچی ہے - حضور کا کوچ برابر جاری رہا - حتےٰ کہ آپ اُس ٹیلہ پر پہنچے جہاں سے مکہ اُن کی زد میں آ جاتا ہے - دفعتہً یہاں حضور کی اونٹنی بیٹھ گئی - مسلمانوں نے کہا حَلْ حَلْ (اُٹھ اُٹھ - عرب میں یہ لفظ اونٹنی کو اُٹھانے کے لئے بولا جاتا ہے) مگر اونٹنی نے اُٹھنے کا نام نہ لیا - لوگوں نے کہا

---

[1] رابغ اور جحفہ کے درمیان ایک مقام ہے - شاعر کہتا ہے :-

ثُمَّ تأمّل فانت ابصر منی - هل ترىٰ بالغميم من أجمال

اُٹھ اور دیکھ اس لئے کہ تو مجھ سے زیادہ دیکھنے والا ہے - کیا تجھے غمیم میں حاجیوں کے اونٹ نظر آ رہے ہیں -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قطعۂ اراضی اوفیٰ بن سوار کو اس شرط سے دیا تھا کہ وہ مسافر اور محتاجوں کو کھانا کھلاتا رہے - حضور نے یہ حکم ایک چمڑے پر لکھ کر دیا تھا (معجم البلدان باب العین دیلمرت ما یلیها)

اونٹنی تھکر بیٹھ گئی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ یہ بات نہیں۔ یہ اِس کی عادت نہیں۔ بلکہ جس نے اصحاب فیل (حضور کی پیدائش سے قبل عیسائیوں نے بیت اللہ کو گرانے کے لئے ہاتھیوں کے زبردست لشکر کے ساتھ پیشقدمی کی تھی سبا بادشاہ فوج کے آگے تھا۔ جب مکہ کے قریب یہ فوج پہنچی تو جس ہاتھی پر بادشاہ سوار تھا۔ وہ آگے بڑھنے سے رُک گیا۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر موجود ہے) کو روکا تھا اُسی نے اس کو بھی روکا ہے۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر قریش نے میرے سامنے صلح کی ایسی شرائط رکھیں کہ اُن میں بیت اللہ کی حرمت و تعظیم کی گئی ہو تو وہ کتنی ہی سخت کیوں نہ ہوں میں بلا قیل و قال اور بلا پس و پیش اُنہیں قبول کر لوں گا۔ یہ فرما کر اونٹنی کو ڈانٹا۔ وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور دوڑنے لگی۔ آپ لشکر سے علیحدہ ہو کر حدیبیہ (مکہ سے ایک مرحلہ کے فاصلہ پہ ایک چھوٹا سا قریہ (گاؤں) ہے جس میں ایک کنوأں تھا۔ اُس کے قریب کیکر کا ایک درخت تھا۔ جس کے سایہ میں بیٹھ کر حضور نے بیعتِ رضوان لی تھی) کے دُوسرے حصہ میں ایک ایسے کنوئیں کے قریب اُترے۔ جس کا پانی بہت تھوڑا تھا۔ مسلمانوں نے پانی کھینچنا شروع کیا۔ تو چند ڈول کھینچنے کے بعد اُس کا پانی ختم ہو گیا۔ لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی۔

معجزہ

آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن عمیر کو دیا۔ جو آپ کی قربانی کے اُونٹ ہانکنے پر متعین تھا۔ ناجیہ یہ تیر لے کر کنوئیں میں اُترا۔ اور عین وسط میں اُس کو گاڑ دیا۔ دفعتہً پانی جوش مارنے لگا۔ حتیٰ کہ سارا کنوأں بھر گیا۔

بیعتِ رضوان

اب قریش کو لشکرِ اسلام کے نزول سے فکر دامن گیر ہوا۔ حضور نے اپنا ایک صحابی اُن کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ کو طلب کیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ سارے مکہ میں کوئی ایسا فرد نہیں کہ اگر مجھے کسی طرح ایذاء پہنچائی جائے تو وہ میری طرفداری اور حمایت کرے۔ حضرت عثمان ابن عفان کو بھیجئے۔ مکہ میں ان کے رشتہ دار موجود ہیں۔ وہ آپ کا پیغام آسانی سے پہنچا دیں گے۔ حضور

نے حضرت عثمان رضؓ کو قریش کی طرف بھیجا - اور ہدایت کی - اُن سے کہو کہ ہم یہاں جنگ کرنے کی نیت سے نہیں آئے ہیں - ہم صرف عمرہ کرنے آئے ہیں - تم اُن کو اسلام کی دعوت بھی دینا - اور واپسی میں اُن مسلمان مردوں اور مسلمان خواتین سے بھی ملنا جو کافروں کی قید میں ہیں اُن کو تسکین و اطمینان دلاتے ہوئے خوشخبری سنانا کہ عنقریب ہماری فتح ہونے والی ہے - اور اللہ تعالٰے مکہ میں اسلام کو غلبہ دے گا - حتےٰ کہ سارا شہر اسلام قبول کر لیگا - حضرت عثمان رضؓ نے مکہ کا رُخ کیا - جب مقام بلوح میں پہنچے - تو قریش مُعترض ہوئے - کہا - کہاں جاتے ہو - فرمایا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کو اسلام کی دعوت دوں - آپ سب مسلمان ہو جائیں - ونیز آپ صاحبان کو باخبر کروں کہ ہم یہاں جنگ کرنے کی نیت سے نہیں آئے - ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں - سب کافروں نے کہا - آگے بڑھو اور اپنا کام کرو - ابان بن سعید بن عاص اپنی جگہ سے اُٹھا - اپنے گھوڑے پر زین ڈال کر اُن کو اُس پر سوار کر کے اپنے پیچھے بٹھایا - اور شہر میں داخل ہوئے - صحابۂ کرام نے حضور سے عرض کیا - حضرت عثمان رضؓ ہم سے پہلے بیت اللہ کا طواف کریں گے - حضور نے جواب دیا - میرا خیال ہے کہ وہ ہم کو چھوڑ کر طواف نہیں کریں گے - مسلمانوں نے عرض کیا - اُن کو کیا چیز مانع ہے - فرمایا - میرا یقین ہے کہ وہ تن تنہا طواف نہیں کریں گے بلکہ ہمارے ساتھ کریں گے -

اب مسلمان اور کافروں نے مشترکہ طور پر مصالحت و مفاہمت کا دروازہ کھٹکھٹایا - افواہ اُڑی کہ حضرت عثمان رضؓ شہید کر دیئے گئے - حضور نے اُسی دم مسلمانوں کو بیعتِ جہاد کے لئے للکارا - اور درخت کے نیچے سب صحابہ بیعت کرنے کے لئے لپکے - حضور بیعت لیتے وقت یہ شرط منوا رہے تھے کہ میدانِ جنگ سے فرار نہ ہونا - حضور نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا - یہ عثمان رضؓ نے بیعت کی ہے - جب بیعت سے فارغ ہو گئے تو حضرت عثمان رضؓ رونما ہوئے - مسلمانوں نے اُن کی صورت دیکھ کر فرمایا - آپ بیت اللہ کا طواف کر چکے ہوں گے - حضرت عثمان رضؓ نے جواب دیا - کیا آپ میرے متعلق ایسا خیال

کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر میں مکہ میں ایک سال بھی مقیم رہتا۔ تب بھی طواف نہ کرتا۔ حضور حدیبیہ میں محصور ہوں اور میں طواف کروں۔ حاشا و کلا۔ اگرچہ قریش نے مجھ کو طواف کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ میں نے انکار کر دیا۔ صحابہ کرام نے فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے زیادہ باخبر ہیں۔ اور ہم سے زیادہ حُسنِ ظن رکھتے ہیں۔

حضرت عمرؓ بیعت کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو سب مسلمان بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ صرف جد بن قیس نے بیعت کرنے سے انکار کیا۔ حضرت معقلؓ بن یسار نے درخت کی ٹہنی اُٹھا رکھی تھی۔ سب سے پہلے حضرت ابوسنان اسدیؓ نے بیعت کی۔ حضرت سلمہؓ بن اکوع نے تین دفعہ بیعت کی۔ ایک اول میں۔ دوسری وسط میں تیسری آخر میں۔

میں اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی گردن کٹوا دوں گا

یہ کاروائی ہو رہی تھی کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی فوج کے چند سپاہیوں کے ساتھ نمودار ہوا۔ عرض کیا۔ کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی (قریش) اپنی فوج کے ساتھ اُس مقام پر اُترے ہیں جہاں پانی بافراط موجود ہے۔ وہ آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور آپ کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے روکیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ ہم کسی سے مقابلہ کرنے کی نیت سے نہیں آئے۔ ہم صرف کعبتہ اللہ کا عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مجھ کو معلوم ہے کہ قریش سر دست جنگ کرنے کے لئے مستعد نہیں۔ مسلسل گذشتہ لڑائیوں نے ان کو بہت کمزور کر دیا ہے۔ اگر وہ مجھ سے ایک طویل مدت کے لئے صلح کرنا چاہتے ہیں تو میں طیار ہوں۔ جس طرح دوسری قوموں نے مجھ سے صلح کر لی ہے۔ قریش بھی مجھ سے مصالحت کر سکتے ہیں۔ اگر وہ لڑائی چاہتے ہیں تو اللہ کی قسم جب تک میری گردن راہِ خدا (جہاد) میں نہ کٹ جائے اور خدا جب تک اپنا آخری فیصلہ صادر نہ فرمائے۔ تو میں اسلام کی حفاظت کے لئے اُن سے لڑتا رہوں گا۔ بدیل نے کہا۔ میں آپ کا یہ پیغام اُن کو بہت جلد پہنچا دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر قریش کے پاس آیا۔ کہا۔ میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے آیا ہوں۔ انہوں نے تمہیں ایک پیغام

دیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اُن کا یہ پیغام سناؤں۔ قریش کے ناتجربہ کار اور بے وقوف افراد نے کہا۔ ہم کو اُس کا پیغام سنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنی زبان بند رکھو۔ سمجھ دار طبقہ نے کہا۔ اُن کا کیا پیغام لائے ہو ہمیں سناؤ۔ بدیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ دہرائے۔ عروہ بن سعود ثقفی نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے قوم! میں نے گذشتہ ایام میں قوم کی بڑی بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ کیا قوم کو میری اُن خدمات کا کچھ خیال ہے۔ اور کیا قوم کو مجھ پر کوئی اعتماد نہیں۔ سب نے بالاتفاق کہا۔ ہم آپ کی خدمات کے معترف ہیں ہم کو ہر حالت میں آپ پر اعتماد ہے۔ عروہ نے کہا۔ محمد نے ایک منصفانہ بات پیش کی ہے۔ تم اُس کو قبول کرو اور مجھ کو اُس کے پاس جانے کی اجازت دو۔ تاکہ میں سلسلۂ گفت و شنید کی ابتداء کروں۔ قریش نے کہا۔ آپ ضرور جائیے۔ عروہ سیدھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ سلسلۂ کلام شروع کیا۔ حضور نے اُس کو وہی بیان دیا جو آپ بدیل کو دے چکے تھے۔ عروہ نے کہا۔ تم اپنی قوم کو ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم سے پہلے کسی عرب نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہے۔ اگر بالفرض تم سے جنگ کرنا ناگزیر ہوا تو میں صاف صاف کہہ دیتا ہوں کہ یہ چند مسلمان جو آج تمہاری حمایت کا دم بھر رہے ہیں۔ تم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ اُس سے مخاطب ہوئے۔ تو اپنے بت لات کا آلۂ تناسل چوس۔ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے۔ جواب دیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ اُس نے کہا۔ اگر مجھ پر تمہارا احسان نہ ہوتا تو میں تم کو ضرور جواب دیتا۔ عروہ دورانِ گفتگو میں حضور کی داڑھی پکڑ لیتا تھا۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ تلوار سونت کر حضور کے سر کے قریب کھڑے تھے۔ ان کے سر پر خود تھا۔ جس وقت عروہ حضور کی داڑھی پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا تو حضرت مغیرہؓ اپنی تلوار کے قبضہ سے اُس کو روکتے۔ کہتے۔ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا۔ عروہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہے۔ جواب ملا۔ (تمہاری قوم کا) حضرت مغیرہؓ بن شعبہ۔ اُس نے کہا۔ اے غدار! اے لٹیرے! کیا میں نے تجھے نہیں بچایا تھا۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ زمانۂ جاہلیت (قبل از اسلام) یہ ایک قافلہ کے ہمراہ تھے
جب اہلِ قافلہ سو گئے تو انہوں نے سب کو قتل کر دیا اور اُن کا مال اُٹھا کر
بھاگ گئے۔ اور حضور کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ ان کا اسلام قبول کرنا مجھے منظور ہے۔ لیکن چوری کے مال سے میرا کوئی تعلق
نہیں۔ اس کے بعد عروہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف صحابۂ کرام کو دیکھتا۔

حضور کا احترام

اُس نے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوکتے ہیں تو سب
مسلمان تھوک حاصل کرنے کے لئے دوڑتے ہیں۔ لُعاب زمین پر گرنے نہیں پاتا۔
یہ سب مسلمانوں کی ہتھیلیوں پر پہنچتا ہے۔ وہ اس کو اپنے چہرے اور بدن پر
مل رہے ہیں۔ حضور جب کوئی حکم صادر کرتے ہیں تو سب مسلمان تعمیل کے لئے
فوراً دوڑتے ہیں۔ حضور جب وضو کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو سب مسلمان وضوء
کا استعمال شدہ پانی حاصل کرنے کے لئے اس طرح دوڑتے ہیں گویا کہ ابھی اُن کی
آپس میں تلوار چل پڑے گی۔ حضور جب کوئی بات کرتے ہیں تو چاروں طرف
سناٹا چھا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی فردِ بشر ہی موجود نہیں۔ اور
تعظیم اتنی کہ حضور کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ یہ احوال دیکھ کر عروہ
قریش کے پاس واپس آیا۔ کہا۔ مجھ کو متعدد مرتبہ قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے
درباروں میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا ہے۔ قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کسی بادشاہ کے
درباری اُس کی تعظیم و تکریم اتنی نہیں کرتے جتنی تعظیم مسلمان اپنے رسولِ کریم
کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم حضور کا تھوک زمین پر گرتا ہی نہیں۔ کوئی نہ کوئی
مسلمان اُس کو ضرور لپک لیتا ہے۔ اور فوراً اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیتا ہے۔
جب وہ کوئی حکم نافذ کرتا ہے تو سب مسلمان تعمیل و امتثالِ امر کے لئے دوڑتے
ہیں۔ اور اُس کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لئے مسلمان اس طرح دوڑتے
ہیں گویا کہ ابھی قتلِ عام شروع ہونے والا ہے اور اُن میں تلوار چلنے والی ہے۔
جب منہ سے کوئی بات نکلتا ہے تو سب خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور
چاروں طرف سکوت طاری ہو جاتا ہے اور اتنی تعظیم و ادب کرتے ہیں کہ اُسکی

طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہی نہیں۔ اے قوم! میرا کہنا مانو۔ اُن نے تمہاری طرف دستِ صلح دراز کیا ہے۔ ضرور لبیک کہو۔ اور اُس کو منظور کر لو۔

ایک کنانی نے کہا۔ مجھ کو بھی اُس کے پاس جانے کی اجازت ملنی چاہیئے۔ سب نے کہا۔ تم بھی جاؤ۔ جب یہ مسلمانوں کے قریب پہنچا تو اُس نے اُن کو تلبیہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ (ہم حاضر ہیں اے اللہ! ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں) کہتے سُنا۔ حضور نے مسلمانوں سے فرمایا۔ یہ اُس قوم کا فرد ہے جو قربانی کے جانوروں کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ تم سب اپنی اونٹنیوں کو کھڑا کر دو۔ صحابہ کرام نے اسی ارشاد پر عمل کیا۔ اُس نے دیکھا۔ کہ مسلمان زور و شور سے تلبیہ کہہ رہے ہیں۔ اُس نے کہا۔ سبحان اللہ یہ لوگ بہت نیک ہیں۔ ان کو فرائض حج ادا کرنے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ یہ کہہ کر اُلٹے پاؤں پھرا۔ قریش سے کہا۔ (میں نے وہاں لڑائی کا کوئی سامان نہیں دیکھا) میں نے صرف یہ دیکھا کہ قربانی کی اونٹنیاں بیت اللہ میں ذبح ہونے کے لئے کھڑی ہیں۔ میرے خیال میں اُن کو بیت اللہ جانے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ اس کے بعد قریش نے احابیش (عرب کے چند قبیلوں نے مکہ کے حبش نامی پہاڑ کے نیچے جمع ہوکر قریش سے ایک دوستانہ معاہدہ کیا تھا کہ ہم سب دستخط کرنے والے قبائل مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے میں تمہارے (قریش کے) ساتھ ہیں۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ حبش دراصل مکہ کے زیریں خطہ میں ایک وادی کا نام ہے۔ اس وادی میں جمع ہوکر عرب کے چند قبیلوں نے مسلمانوں کے خلاف معاہدہ حلفیہ کیا تھا) کے سردار حلیس بن علقمہ کو بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے آتے ہوئے دیکھ کر مسلمانوں سے فرمایا۔ قربانی کے جانور اس کے سامنے دھکیلو۔ حسب ارشاد مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ حلیس نے دیکھا۔ کہ ایک چوڑی وادی سے سیلاب کی طرح قربانی کے جانور چلے آرہے ہیں۔ اُن کے گلوں میں قلادے پڑے ہوئے ہیں۔ اپنے اصلی مقام پر نہ پہنچنے کی وجہ سے اپنی ہی پشم کھا رہے ہیں۔ حلیس یہ منظر دیکھ کر اُلٹے پاؤں پھر گیا۔ اُس سے یہ نظارہ نہ دیکھا گیا۔ اُس نے کہا قریش! میں نے قربانی کے جانور دیکھے ہیں۔

اُن کے گلوں میں قلادے پڑے ہوئے ہیں - چونکہ اُن کو اُن کے اصلی مقام پر پہنچنے سے روکا گیا ہے اس واسطے یہ اپنی ہی پشم کھا رہے ہیں - ایسے جانوروں کو نہیں روکنا چاہیئے - قریش نے کہا - تم نرے گنوار (دیہاتی) ہو بیٹھ جاؤ - یہ سُن کر حلیس غصہ میں آ گیا - کہا - قریش! ہم نے تم سے صرف اس لئے معاہدۂ حلفیہ نہیں کیا کہ تم کعبۃ اللہ کی تعظیم کرنے والوں کو روکو - قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے - اگر تم نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور اُس کے قربانی کے جانوروں کو بیت اللہ سے روکا تو تمام (احابش کو جمع کر کے اچانک تم پر حملہ کردونگا۔

قریش نے اُس کی دلجوئی کرتے ہوئے کہا - غصہ تھوک دیجئے - ہم تو صرف اپنی خواہش کے مطابق مسلمانوں سے شرائط منوانے کے لئے صورت نکال رہے ہیں - اس کے بعد ایک بد زبان مکرز بن حفص کھڑا ہؤا - اُس نے کہا - مجھ کو بھی مسلمانوں کے سردار سے گفتگو کرنے کا موقعہ دو - قریش نے اس کو بھیجا - جب وہ قریب آیا تو حضور نے مسلمانوں سے فرمایا - خدا خیر کرے یہ تو بدترین شخص ہے - اُس نے حضور سے گفتگو شروع کی تھی کہ دفعتہً قریش کا نمایندہ سُہیل بن عمرو نمودار ہؤا - حضور نے مسلمانوں سے فرمایا - اب تمہارا کام سہل ہو گیا - (سہل کے معنی ہیں آسانی - اور اُس کا نام بھی سہیل تھا - حضور نے اُس کے نام سے نیک فال لے کر یہ پیشگوئی کی) سُہیل نے آتے ہی کہا - محمد! قلم دوات منگواؤ - ہم عہدنامہ صُلح مُرتب کرتے ہیں - نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت حضرت علی رضؓ کو طلب کیا - حکم دیا - لکھو -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے -

سہیل نے اعتراض کیا - ہم رحمٰن نہیں جانتے یوں لکھو باسمک اللّٰھم - مسلمانوں نے زور ڈالا ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کو حکم دیا - اُسی طرح لکھو جس طرح سہیل کہتے ہیں - اس کے آگے لکھو :-

یہ وہ معاہدہ ہے جس کو خدا کے رسول محمد الخ - سہیل نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا - اگر ہم آپ کو خدا کا رسول تسلیم کرتے تو ہم آپ کو بیت اللہ جانے سے کیوں روکتے - یوں لکھو :- یہ وہ معاہدہ ہے جس کو محمد بن عبد اللہ الخ حضور نے فرمایا - فی الواقع میں خدا کا رسول ہوں - اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو میں یہی الفاظ ممسند

بن عبداللہ لکھوا دیتا ہوں - علیؓ! رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو - حضرت علی رضؓ نے عرض کیا - میں اپنے ہاتھ سے آپ کا اسم مبارک نہیں کاٹ سکتا - حضور نے فرمایا - مجھے دکھاؤ میرا نام کہاں ہے - حضرت علی رضؓ نے نام دکھایا - حضور نے اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھا - لیکن آپ خوشخط نہیں لکھ سکے - اس کے بعد حضور نے دفعات صلح اس طرح لکھوانی شروع کیں -

(۱) دس برس تک دونوں فریقوں کے درمیان جنگ بند رہے گی - اور جانبین کو آمد و رفت کے لئے ہر طرح کی آزادی حاصل رہے گی -

(۲) قریش مسلمانوں کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے منع نہ کریں گے

سہیل نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا - اگر ہم نے اس سال آپکو طواف کرنے کی اجازت دی تو سارے عرب میں ہم ذلیل ہو جائیں گے - سب قبائل ہم کو طعنہ دیں گے کہ ہم مسلمانوں سے دب گئے - لیکن آیندہ سال تم کو طواف کرنے کی اجازت ہے - لیکن دفعہ کے الفاظ یہ ہوں -

(۲) اس سال مسلمان کعبۃ اللہ کا طواف نہیں کر سکتے - مگر آیندہ سال انکو اجازت ہے - وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ان کے جسم پر کسی قسم کا کوئی ہتھیار نہ ہو - ہاں دوران سفر میں اپنے ساتھ ہر قسم کے اسلحہ رکھ سکتے ہیں -

تیسری شرط لکھو -

(۳) اگر قریش کا کوئی شخص اسلام قبول کر کے مدینہ چلا جائے تو مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ اُسے واپس کر دیں - اور اگر مسلمانوں سے کوئی شخص مرتد ہو کر قریش سے آ ملے تو قریش ہرگز اُسے واپس نہیں کریں گے -

مسلمانوں نے کہا - سبحان اللہ! مسلمان کو کافروں کے حوالہ کس طرح کیا جا سکتا ہے - مسلمانوں نے حضور سے کہا - ہم یہ شرط منظور کر لیں - فرمایا - ہاں - اس لئے کہ ہم سے صرف وہی شخص علیحدہ ہوگا جو خدا کی نظر میں بُرا ہوگا - اور جو شخص ان کی طرف سے مسلمان ہو کر آئے گا خدا اُس کے لئے کوئی نہ کوئی سبیل نکال دیگا -

ابھی اس شق پر بحث ہو رہی تھی کہ سہیل کا بیٹا حضرت ابو جندل رضؓ بیڑیوں میں اُچھلتے کودتے نمودار ہوئے - اور اپنے نفس کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا -

یہ مکہ میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کے والد سہیل نے ان کو بیڑیاں پہنا کر مکہ کے زیریں حصہ میں قید کر دیا۔ یہ کسی طرح وہاں سے نکل آئے۔ مگر بیڑیاں اتارنے میں قادر نہ ہو سکے۔ سہیل نے ان کو دیکھتے ہی کہا محمد! معاہدہ کا عمل در آمد یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ اس کو واپس کر دو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ابھی معاہدہ قلم بند نہیں ہوا۔ جب معاہدہ ناقص ہے تو اس پر عمل در آمد کس طرح ہو سکتا ہے۔ جانبین سے دستخط ہونے کے بعد ہی عمل در آمد شروع ہو گا۔ سہیل نے کہا۔ تو میں صلح ہی نہیں کرتا۔ میں ایک لمحہ کے لئے بھی مہلت نہ دوں گا۔ حضور نے فرمایا۔ آپ مختار ہیں۔ سہیل اٹھا اور اپنے صاحبزادہ کو قریش کی طرف کھینچنے لگا۔ حضرت ابو جندل نے رقت آمیز لہجہ میں کہا۔ برادران اسلام! مجھ کو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی کافروں کے حوالہ کیا جائے گا۔ کیا تم میری تکلیفوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ مجھ کو کیسی کیسی ایذائیں پہنچائی گئی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسکین دیتے ہوئے فرمایا۔ ابو جندل! صبر کرو۔ خدا تمہارے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے جو اس وقت مکہ میں کمزور حالت میں ہیں۔ عنقریب کوئی اچھی سبیل نکالنے والا ہے۔ اب ہم قریش سے معاہدہ کر چکے ہیں۔ اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا ہم مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔

حضرت عمرؓ کا جوش

یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ تلوار لے کر حضرت ابو جندل کے قریب گئے۔ کہا۔ ابو جندل صبر کرو۔ یہ تمام کافر کتوں کے برابر ہیں ان کا خون گرانا ایسا ہی ہے جیسے ایک معمولی کتے کو مار ڈالنا۔ حضرت عمرؓ یہ کہتے جاتے اور تلوار حضرت ابو جندلؓ سے قریب کرتے جاتے۔ تاکہ ابو جندل اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کی گردن اڑا دیں۔ مگر ان کو اپنے باپ کا لحاظ آگیا۔ اور محبت پدری محبت اسلام پر غالب آگئی۔ جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ خواب سنایا کہ وہ (حضور) مسلمانوں کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں تو ان کو فتح عظیم حاصل ہونے کا یقین ہو گیا تھا۔ مگر جب حضور نے یہ تیسری شرط منظور فرمائی تو ان کو سخت پریشانی ہوئی۔ علی الخصوص ابو جندلؓ کے واقعہ نے ان کو بالکل ہی مایوس

کر دیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ میرے دل میں کبھی بھی صداقت اسلام کے متعلق شبہ نہیں ہؤا لیکن اُس روز مجھ کو اسلام کے بارے میں سوءظنی پیدا ہوئی۔ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ عرض کیا۔ کیا ہم حق پر اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ یہ امر واقعہ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ تو پھر ہم کافروں سے کیوں دبیں۔ فرمایا۔ میں خدا کا رسول برحق ہوں۔ وہ میری مدد کرے گا۔ میں کسی حالت میں اُس کی نافرمانی نہیں کرتا۔ (یعنی میں یہ معاہدہ اُسی کے حکم کے مطابق منظور کر رہا ہوں) میں نے عرض کیا۔ کیا آپ نے ہم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم عنقریب بیت اللہ کا طواف کرنے والے ہیں۔ فرمایا۔ کیا میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ میں داخل ہوں گے۔ میں نے عرض کیا۔ جی نہیں۔ فرمایا۔ تو اطمینان رکھو کہ تم بیت اللہ میں ضرور داخل ہو گے۔ اور اُس کا طواف کرو گے۔ اس کے بعد میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اور عرض کیا۔ کیا حضور خدا کے برحق نبی نہیں۔ فرمایا۔ بے شک خدا کے بھیجے نبی ہیں۔ عرض کیا۔ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں۔ فرمایا۔ یہ امر واقعہ ہے۔ عرض کیا۔ تو پھر ہم کافروں کے سامنے کیوں جھکیں۔ فرمایا۔ یہ رسولِ خدا ہیں۔ یہ اپنے رب کی عدول حکمی نہیں کرتے۔ وہ ان کی مدد کرے گا۔ جس طرح کرتے ہیں کرنے دو۔ یہ یقیناً حق پر ہیں۔ عرض کیا۔ کیا ہم سے نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ فرمایا۔ بے شک وہ کہتے تھے۔ لیکن کیا انہوں نے تم سے یہ اقرار کیا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ کا طواف کرو گے۔ عرض کیا۔ جی نہیں۔ فرمایا۔ تو پھر تم اطمینان رکھو۔ تم بیت اللہ کا ضرور طواف کرو گے۔ تم مرتے دم تک حضور کا رکاب مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو۔ اللہ کی قسم یہ حق پر ہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔ اس کے بعد میں کثرت سے نوافل (نماز) پڑھنے لگا۔ بہت روزے رکھے۔ اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات دی۔ تاکہ میرا یہ گناہ معاف ہو جائے۔

صلح حدیبیہ اسلام کی سب سے بڑی فتح ہے

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔ تم فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہو اور ہم بیعتِ رضوان کو

فتح سمجھتے ہیں۔ صلح حدیبیہ اسلام کی سب سے بڑی فتح تھی۔ میدانِ جنگ میں صرف تلوار کے ذریعہ فتح ہوتی ہے۔ لیکن اس صلحنامہ کی وجہ سے طرفین کے آدمی آزادی کے ساتھ ایک دوسرے سے ملنے لگے۔ جو مسلمان کسی کافر کو اسلام سمجھاتا۔ تو وہ مسلمان ہو جاتا۔ اس دو سال میں مسلمانوں کی جتنی تعداد بڑھی گذشتہ سولہ سالوں میں اتنا اضافہ نہیں ہوا۔ یعنی صلح حدیبیہ کے بعد صرف دو سال میں مسلمان اتنے بڑھ گئے کہ سولہ سال میں اتنی تعداد نہیں بڑھی تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ حدیبیہ میں صرف چودہ سو مسلمان تھے۔ دو سال بعد فتح مکہ کے لئے کوچ کرنے والے مسلمانوں کی تعداد دس ہزار تھی۔

مسلمان اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاہدہ سے فارغ ہو گئے تو صحابہ کرام سے فرمایا۔ اٹھو اور قربانی کے جانور ذبح کرو۔ اور سر منڈواؤ۔ کوئی مسلمان اپنی جگہ سے نہ اٹھا۔ آپ نے تین دفعہ حکم دیا۔ کسی مسلمان نے حکم نہ مانا۔ حضور زنان خانہ میں گئے۔ حضرت ام سلمہ رض سے ذکر کیا کہ مسلمان میرا حکم نہیں مانتے۔ حضرت ام سلمہ رض نے عرض کیا۔ اگر آپ ان سے اپنا حکم منوانا چاہتے ہیں تو باہر نکل کر کسی سے کوئی کلام نہ کیجئے۔ چھری لے کر اپنا جانور ذبح کیجئے۔ پھر نائی کو بلا کر اپنا سر منڈوائیے۔ حضور نے ایسا ہی کیا۔ آپ کو دیکھ کر سب مسلمان اپنے جانور ذبح کرنے لگے۔ اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ چونکہ دفعاتِ صلح سے تمام مسلمان دل شکستہ تھے۔ اس واسطے انہوں نے تعمیل میں دیر لگائی۔ پھر انہیں خیال آیا کہ حضور کا حکم ماننے میں ہم نے دیر لگائی ہے۔ لہذا ہمیں جلدی جلدی عمل کرنا چاہئے۔ جب وہ ایک دوسرے کا سر مونڈ رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب مسلمان ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔

بدر کی غنائم میں مسلمانوں کو ابو جہل کا اونٹ حاصل ہوا تھا۔ وہ خود اس پر سوار ہوتا تھا۔ آج یہ اونٹ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں میں تھا۔ حضور نے اس کے گلے میں چاندی کے تراشہ (تراشیدن سے چاندی کے ریزے) کا ہار ڈال رکھا تھا۔ تاکہ قریش اس کو دیکھ کر جلیں۔ اس کے

بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب مسلمانوں کے ساتھ مدینہ روانہ ہوئے۔ اور خدا نے یہ آیتیں نازل کیں :۔

یا ایھا الذین امنوا اذا جاءکم المؤمنات ۔ مسلمانو! جب تمہارے پاس عورتیں اسلام قبول کرنے کے بعد آئیں تو انہیں مت واپس کرو۔ اسلامی خواتین کی حوالگی اس معاہدہ سے مستثنیٰ ہے۔

معاہدہ حدیبیہ فتح ہے

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کراع الغمیم تک پہنچے تو خدا نے یہ خوشخبری سنائی۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا ۔ ہم نے تم کو زبردست فتح دی ہے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ حضور! کیا یہ معاہدہ ہمارے لئے فتح عظیم ہے؟ حضور نے جواب دیا۔ ہاں یہ فتح عظیم ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ آپ کو یہ فتح عظیم مبارک ہو۔

ابو بصیرؓ کے حیرت انگیز کارنامے

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آگئے تو ابو بصیر عتبہ بن اسید قریش سے روپوش ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ قریش نے ان کو واپس لانے کے لئے دو آدمی مدینہ بھیجے۔ دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حسب معاہدہ آپ ابو بصیر کو ہمارے حوالہ کر دیجئے۔ حضور نے اسی وقت ابو بصیرؓ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جب یہ تینوں ذوالحلیفہ (مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر) پہنچے تو کھجوریں کھانے کے لئے اپنی سواریوں سے اترے۔ ابو بصیرؓ نے ایک سے کہا۔ واللہ تمہاری تلوار بہت اچھی ہے۔ دوسرے نے اپنی تلوار سونت کر کہا۔ میری تلوار اس سے بھی اچھی ہے۔ میں نے کئی دفعہ اس سے تجربہ کیا ہے۔ اور بہت دشمنوں کی کھوپڑیاں اتاری ہیں۔ ابو بصیر نے کہا۔ مجھے دکھانا۔ اس نے اپنی تلوار ان کے ہاتھ میں دے دی۔ ابو بصیرؓ نے ایک ہی ضرب میں اس کو وہیں ٹھنڈا کر دیا۔ دوسرا خوف زدہ ہو کر مدینہ کی طرف بھاگا۔ اور مسجد النبی میں پناہ گزین ہوا۔ حضور نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ اسے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ جب حضور کے پاس پہنچا۔ تو کہا۔ میرا ساتھی قتل ہو گیا ہے۔ اب میرے

قتل ہونے میں کوئی دیر نہیں - اتنے میں حضرت ابو بصیرؓ بھی اُس کے تعاقب میں تلوار لٹکائے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے - عرض کیا - آپ حسب معاہدہ ایک دفعہ مجھ کو اُن کے حوالہ کر چکے ہیں - خدا نے مجھ کو ان سے نجات دے کر واپس کیا ہے - حضور نے مسلمانوں سے خطاب کیا - یہ لڑائی بھڑکانے والا ہے - کاش کوئی شخص اُس کو پکڑتا - دوسری روایت میں ہے :- کاش اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہوتے - یہ جملے سُن کر حضرت ابو بصیرؓ کو یقین ہو گیا کہ حضور اُس کو دشمن کے حوالہ کر دیں گے - وہ اُلٹے پاؤں پھرے - ساحلِ بحر کا راستہ لیا - اور سمندر کے کنارے اپنا مرکز بنایا - مکہ کے مسلمان قیدیوں کو حضرت ابو بصیرؓ کے واقعہ کا علم ہوا - اور حضور کے یہ الفاظ "کاش اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہوتے" اُن کے کان میں پہنچے - اس کے بعد حضرت ابو جندلؓ بھی کسی طرح قید سے نکل آئے - اور حضرت ابو بصیرؓ سے جا ملے - اس کے بعد تقریباً ستر مسلمان قیدی ایک ایک کر کے بھاگ کر حضرت ابو بصیرؓ کے پاس جمع ہو گئے - تھوڑے دنوں میں اچھی خاصی فوج بن گئی - اب انہوں نے باقاعدہ یورش کر کے قریش کے تجارتی قافلوں پر دھاوے بولنے شروع کر دیئے - اور شام سے جو قافلہ آتا اُس پر حملہ کر دیتے - اہلِ قافلہ کو قتل کر کے سب مال چھین لیتے - قریش نے ان حملوں سے تنگ آ کر ایک سرکاری وفد مدینہ بھیجا - اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عاجزانہ و رقت آمیز لہجہ میں درخواست کی - آپ ہم پر رحم کیجئے - ہم معاہدہ کی شرطِ سوم سے دست بردار ہوتے ہیں - قریش کا جو شخص مسلمان ہونا چاہے وہ آزادی سے مدینہ جا سکتا ہے - ہم اُس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے - برائے خدا ابو بصیرؓ کی فوج کو مدینہ واپس بلا لیجئے - حضور نے اُسی وقت ابو بصیرؓ اور اُن کی فوج کو مدینہ میں طلب کر لیا -

معاہدہ کا دوسرا فائدہ

اس معاہدہ کے بعد خزاعہ مسلمانوں کے ساتھ اور بنو بکر قریش کے ساتھ مل گئے - کیونکہ معاہدہ کی دفعہ چہارم کا متن یہ تھا کہ سب قبائلِ عرب کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کر لیں - یہ اعلان

سنتے ہی خزاعہ مسلمانوں کے حلیف اور بنو بکر قریش کے حلیف بن گئے۔

کچھ دنوں بعد حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط مسلمان ہو کر مدینہ آگئیں۔ جب اُن کے رشتہ داروں نے مسلمانوں سے اُن کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ تو مسلمانوں نے صاف انکار کر دیا۔ کیونکہ خدا نے مستورات کو اس معاہدہ سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔

(صحیح بخاری صفحہ ۷۷ جلد۲۔ تفسیر خازن صفحہ ۱۵۵ جلد ۴۔ زاد المعاد صفحہ ۲۹۵۔ جلد اول۔ تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۷۷ جلد ۴)

چھوٹی چھوٹی لڑائیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں حضرت عکاشہؓ بن محصن کو چالیس سپاہی دے کر دشمن کی طرف بھیجا۔ دشمن بھاگ گیا۔ یہ اُن کے کنوئیں پر پہنچے اور اُن کے تعاقب میں سپاہی بھیجے۔ اُن کے دو سو اونٹ پکڑ لئے اور مدینہ لے آئے۔

اسی سال حضور نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کے ماتحت چالیس سپاہی دے کر ذی القصہ کی طرف بھیجا۔ سب مسلمان پیدل تھے۔ فجر کے وقت دشمن کی حدود میں پہنچے۔ سب دشمن بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ صرف ایک شخص گرفتار ہوا۔ اُس کو پکڑ کر مدینہ لے آئے۔

اس کے بعد حضور نے حضرت محمدؓ بن مسلمہ کو دس سپاہی دے کر بھیجا۔ دشمن کمین گاہ میں چھپ گیا۔ رات کو مسلمانوں پر شب خون مارا۔ سب مسلمان شہید کر دئیے۔ صرف حضرت محمدؓ بن مسلمہ بھاگنے پر قادر ہو گئے۔ لیکن مجروح ہونے کے بعد۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو جموم کی طرف بھیجا۔ ایک عورت گرفتار ہوئی جس کا نام حلیمہ تھا۔ اُس نے بنو سلیم کے ایک محلہ کا راستہ بتایا۔ جس میں مسلمانوں کو بکریاں۔ اُونٹ اور قیدی ملے۔ قیدیوں میں حلیمہ کا خاوند بھی تھا۔ حضور نے حلیمہ اور اُس کے خاوند کو چھوڑ دیا۔

حضور نے جمادی الاولیٰ میں حضرت زیدؓ بن حارثہ کو پندرہ سپاہیوں کے ساتھ بنوثعلبہ کی طرف بھیجا - اعراب (دیہاتی) بھاگ گئے - اُن کے بیس اونٹ حاصل ہوئے - چار دن کے بعد لوٹے -

اسی ماہ میں حضرت زیدؓ بن حارثہ غیص کی طرف روانہ ہوئے -

اسی سال ابوالعاص بن ربیع (حضور کے داماد) کا قافلہ لٹا - یہ بھاگ کر مدینہ آئے - اپنی بی بی کی پناہ حاصل کی - اس کا ذکر اوپر بیان ہو چکا ہے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بنو اسد بن بکر جمعیت فراہم کر کے خیبر کے یہودیوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں - حضرت علیؓ کو سو سپاہی دے کر اُن کی طرف روانہ کیا - یہ رات کو منزل طے کرتے دن کو چھپ جاتے - اُن کا ایک جاسوس پکڑا - اُس نے اقرار کیا کہ مجھے خیبر کے یہودیوں کے پاس اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ہم یہودیوں کی مدد اس شرط پر کریں کہ وہ خیبر کی کھجوریں ہمارے حوالہ کر دیں -

شعبان کے مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو ایک دستہ دے کر دومۃ الجندل کی طرف بھیجا - حضور نے فرمایا - اگر دشمن اطاعت قبول کرلیں تو شاہزادی سے شادی کر لینا - ان کے پہنچنے کے بعد ساری قوم مسلمان ہو گئی - حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے بادشاہ کی بیٹی تماضر بنت اجمع سے شادی کر لی جو حضرت ابوسلمہؓ بن عبدالرحمٰنؓ کی والدہ ہیں -

مرتدین کو سخت ترین سزا دینا

قبیلۂ عکل و عرینہ کے کچھ افراد مدینہ آ گئے - اور مسلمان ہو گئے - مدینہ کی آب وہوا اُن کو ناموافق آئی - حضور نے اُن کو بہت اونٹ دے کر شہر سے دُور ایک میدان میں بھیج دیا - حکم دیا - اونٹوں کا دُودھ اور پیشاب پیو تاکہ تمہاری صحت بحال ہو جائے - جب اس میدان کے نواح میں پہنچے تو انہوں نے اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر دیا - اور خود مرتد ہو گئے - یعنی اسلام چھوڑ دیا - اور سب اونٹ بھگا کر لے گئے - اُسی وقت ایک شخص چلاتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑا اور آپ کو باخبر کیا - حضور نے خدا سے دعا مانگی :-

اللّٰھم عم علیھم الطریق واجعلھا اضیق من مسک جمل (یا اللہ! راستہ

نے ان کو اندھا کر دے۔ اور اونٹ کی کھال سے بھی زیادہ ان پر راستہ تنگ کر دے۔

اس کے بعد حضرت کرزرض بن جابر فہری کو ان کے تعاقب میں بیس[20] سوار دے کر روانہ کیا۔ ابھی آفتاب اچھی طرح بلند نہیں ہؤا تھا کہ حضرت کرزرض ان سب کو گرفتار کر کے لے آئے۔ حضور نے حکم دیا۔ ان کے ہاتھ پیر کاٹ کر ان کی آنکھوں میں گرم سیخیں پھیر کر تپتے ہوئے گرم میدان میں ڈال دو۔ یہ سب اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ ان کا ایک آدمی پیاس کی شدت سے زمین چاٹ رہا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے:۔ حضور نے ان کی آنکھوں میں گرم سیخیں اس واسطے پھیرنے کا حکم دیا تھا کہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سیخیں پھیر دی تھیں۔

دیگر واقعات

اسی سال حج فرض ہؤا۔

اسی سال مسلمانوں کو مشرک اور بت پرستوں کی عورتوں سے شادی کرنے کی ممانعت ہوئی۔

اسی سال حضور نے اپنے متعدد سفیر مختلف بادشاہوں کی طرف بھیجے۔ اور اُن کے نام اپنے فرمان بھیجے۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۸۰ جلد ۴)

سنہ ۷ھ

غزوۂ خیبر

فتح خیبر کا وعدہ

مشہور مؤرخ ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں خدا نے سورۂ فتح نازل کی۔ اُس میں تسخیر خیبر کا بھی وعدہ کیا۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهِ	خدا نے تم کو بہت سے فتوحات بنر کا وعدہ کیا ہے۔ ان میں

فتح خیبر تم کو جلدی عطا کر دی۔

خیبر کی طرف کوچ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس آکر مدینہ میں تقریباً بیس روز ٹھیرے۔ پھر غزوۂ خیبر کے لئے کوچ کیا۔ حضور نے رجیع (خیبر اور غطفان کے مابین) کی وادی میں نزول فرمایا۔ اس خوف سے کہ شاید غطفان یہودیوں کی امداد کریں۔ رات اس وادی میں گذاری۔ صبح کو کوچ کیا۔ حضرت سباع رضؓ بن عرفطہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ تشریف لائے تو حضرت سباع رضؓ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ پہلی رکعت میں کھٰیٰعص اور دوسری میں ویل للمطففین پڑھی۔ اثناء نماز میں فرمایا۔ فلاں شخص دوسرے سے سامان تلواتے وقت پورا وزن کراتا ہے اور جب خود بیچنے لگتا ہے تو خریداروں کو وزن کم کر کے دیتا ہے (اس سورت میں ترازو کی ڈنڈی مارنے والوں کا ذکر ہے) نماز سے فارغ ہو کر حضرت ابوہریرہ رضؓ حضرت سباع رضؓ کے پاس آئے۔ مؤخر الذکر نے ان کو زادراہ دے کر خیبر روانہ کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے۔ صحابہ کرام نے ان کو غنائم کی تقسیم میں شامل کیا۔

حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں:۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف پیشقدمی کر رہے تھے۔ ہم رات کو منزل طے کر رہے تھے۔ قوم کے ایک فرد نے حضرت عامر رضؓ بن اکوع (میرے بھائی) سے کہا۔ ہم کو اپنے مبارک کلام سے مستفید فرمائیے۔ عامر رضؓ خوش الحان شاعر تھے۔ اپنے ممتاز لہجہ میں یہ شعر کہے ؎

اللّٰھم لولا انت ما اھتدینا + ولا تصدقنا ولا صلینا

یا اللہ! اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔

فاغفر فدی لک ما اقتفینا + وثبت الاقدام ان لاقینا

ہم کو بخش دے۔ ہم تجھ پر قربان۔ ہم نے اسلام کی تابعداری کی ہے۔ جب ہم کافروں سے میدان جنگ میں تصادم کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔

و انزلن سکینۃ علینا + وانا اذا اصیح بنا اتینا

(اور ہم پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتار۔ جب ہم کو آواز دے کر لشکرِ اسلام میں جمع ہونے کا حکم ہوا تو ہم اُسی دم حاضر ہو گئے۔

وبالصیاح عوّلوا علینا + واذا ارادوا فتنۃً ابینا

کافروں نے آواز دے دے کر ہمارے مقابلہ میں لشکر جمع کئے۔ جب انہوں نے ہم کو اسلام چھوڑنے کے لئے کہا۔ ہم نے صاف انکار کر دیا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ یہ کون ہے۔ عرض کیا گیا۔ عامر۔ فرمایا۔ اللہ ان پر فضل کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور! آپ نے عامر کو خوب دعاء دی۔

حضور کا قاعدہ تھا کہ عین فجر کے وقت دشمن کی حدود میں پہنچ جاتے۔ اور ٹھہر جاتے۔ اگر دشمن کے علاقہ سے اذان کی آواز آتی تو پیشقدمی روک دیتے۔ اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو جارحانہ اقدام کا حکم دیتے۔ حضور نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی۔ پھر سوار ہو کر خیبر کا رُخ کیا۔ جب خیبر کے سامنے پہنچے تو تین دفعہ یہ فرمایا۔ اللہ اکبر۔ خربت خیبر۔ اللہ بہت ہی بڑا ہے۔ خیبر کے یہودی ہلاک ہو گئے۔

انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین | جب ہم کسی قوم کے میدان میں اُترتے ہیں تو صبح کے وقت ہمارا لشکر اُن کو ضرور ہلاک کر دیتا ہے۔

اس وقت یہودی اپنے آلاتِ زراعت لے کر کھیتوں میں جا رہے تھے۔ اُن کو مطلقاً علم نہ تھا کہ لشکرِ اسلام اُن کا محاصرہ کرنے آرہا ہے۔ جب انہوں نے اسلامیوں کو دیکھا تو یہ کہتے ہوئے اپنے شہر کی طرف بھاگے۔ اللہ کی قسم محمد اپنا خمیس (لشکر) لے آیا ہے۔ لشکر کو خمیس اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ رکن ہوتے ہیں۔ مقدمہ[۱] ۔ قلب[۲] ۔ میمنہ[۳] ۔ میسرہ[۴] ۔ ساقہ[۵] ۔ حضور نے یہ مسرت افزا منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ خیبر مُسخر ہو گیا۔ جب ہم دشمن کے سامنے پہنچتے ہیں تو پھر اُس کی تباہی یقینی ہے (صحیحین) جب شہر صاف نظر آنے لگا۔ تو فرمایا۔ ٹھہر جاؤ۔ سارا لشکر ٹھہر گیا۔ حضورؐ نے فرمایا:-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ فَإِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَ شَرِّ أَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا	اے اللہ! اے سات آسمانوں کے مالک اور اُن چیزوں کے مالک جو ان آسمانوں نے اپنے سایہ میں لے رکھا ہے اور سات زمینوں کے مالک اور اُن چیزوں کے مالک جو ان زمینوں نے اپنے پیٹ میں دفن کئے ہیں۔ اور ان سب چیزوں کے مالک اور ان شیطانوں کے مالک اور ان سب لوگوں کے مالک جنہیں شیطان گمراہ کرتے ہیں پس ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کو اس

بستی کی بھلائی اور اس کے نیک باشندوں کی بھلائی سے مستفید ہونے کا موقع دے۔ اے اللہ! تجھ سے استدعا کرتے ہیں کہ ہم کو اس بستی کی بُرائی اور اس کے بُرے باشندوں کے شر سے محفوظ رکھ۔

اے لشکرِ اسلام! بسم اللہ پڑھ کر آگے قدم بڑھاؤ۔ مسلمان خیبر پہنچے۔ اور یہودیوں کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں کو سخت بھوک لگی۔ شام کے وقت گدھوں کا گوشت چولہوں پر چڑھایا۔ نیچے آگ جلادی۔ حضور نے دریافت کیا۔ یہ کیا ہے۔ عرض کیا۔ گدھوں کا گوشت۔ فرمایا۔ ابھی پھینک دو اور ہنڈیاں توڑ دو۔ جب فریقین نے اپنی صفیں سیدھی کرلیں تو یہودیوں کا بادشاہ مرحب تلوار سوت کر فاخرانہ لہجہ میں یہ کہتا ہوا آگے بڑھا ؎

قد علمت خیبر انی مرحب ۔ شاکی السلاح بطل مجرب

سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ۔۔ ہتھیار بند۔ بہادر۔ تجربہ کار

اذا الحروب اقبلت تلتهب ۔ جبکہ آتشِ جنگ مشتعل ہوتی ہے۔

حضرت عامرؓ نے اس کا اس طرح اقبال کیا ؎

قد علمت خیبر انی عامر ۔ شاکی السلاح بطل مغامر

تمام خیبر واقف ہے کہ میں عامر بہادر ہوں۔۔ مسلح فوجوں میں بیدھڑک گھسنے والا

اس کے بعد دونو دست بدست جنگ کرنے لگے۔ مرحب کی تلوار حضرت عامرؓ کی ڈھال میں لگی۔ حضرت عامرؓ نیچے جُھک کر اس پر وار کرنا چاہا لیکن تلوار چھوٹی تھی۔ اُن کے گھٹنے پر لگی۔ اور اُسی وقت جاں بحق ہوگئے۔ حضرت سلمہؓ اُن کے

بھائی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ مسلمان سپاہیوں کا خیال ہے۔ کہ عامر کے تمام عمل ضائع ہوگئے۔ حضور نے فرمایا۔ غلط خیال ہے (اپنی انگلیاں ملاکر کہا) بلکہ اُس کو دو اجر ملیں گے۔ ایسا مجاہد تمام عرب میں کم نظر ملیگا۔

حضرت علیؓ کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور اُس کا رسول بھی اُس سے محبت رکھتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص متمنی ہوا کہ یہ عطیہ اس کو تفویض کیا جائے۔ حضور نے فرمایا۔ علی کہاں ہے۔ عرض کیا گیا۔ حضور! اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ فرمایا۔ اُن کو پیش کرو۔ حضرت علیؓ کو طلب کیا گیا۔ حضور نے اپنا لعاب مبارک اُن کی آنکھوں میں پھینکا اور خدا سے دعا کی۔ حضرت علیؓ کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ گویا دُکھنے آئی ہی نہ تھیں اور اُن کو جھنڈا عطا کیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں اُن سے لڑتا رہوں۔ فرمایا۔ اُن کے سامنے پہنچ کر پہلے اُن کو دعوت اسلام دو۔ اور سمجھاؤ کہ مسلمان ہو جانے میں تمہارا فائدہ ہے۔ ہم میں اور تم میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ علی! اگر اللہ تمہارے ذریعہ کسی کافر کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے تو یہ تمہارے لئے عرب کے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوگا۔ (عرب میں سرخ اونٹ بہت قیمتی ہوتے ہیں)

مرحب کا قتل

یہودی صفوں میں سے جب مرحب باہر نکلا تو حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر اُس کا اس طرح استقبال کیا۔

انا الذی سمتنی اُمی حیدرہ
کلیث غابات کریہ المنظرہ
اُوفیہم بالصاع کیل السندرہ

میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر بہادر رکھا ہے۔ میں شیر ببر کی طرح سخت حملہ آور ہوتا ہوں۔ میں اپنی (تلوار کی) سخاوت سے اُن کو خون کے بڑے بڑے پیمانے عطا کردوں گا۔

حضرت علیؓ نے ایسا وار کیا کہ اُس کی کھوپڑی پھٹ گئی۔ صحیح مسلم کی روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے مرحب کو قتل کیا تھا۔ لیکن تاریخ کی دوسری

کتابوں میں یہ بھی درج ہے کہ حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے اُس کو قتل کیا تھا۔ مرحب اپنے قلعہ سے ہتھیاروں میں ڈوبا ہُوا باہر نکلا۔ للکار کر کہا :۔ میرے مقابلہ میں کون نکلتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے مقابلہ میں کون جاتا ہے۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے عرض کیا۔ میرے دل میں یہودیوں کے خلاف آتشِ غضب مشتعل ہو رہی ہے۔ انہوں نے کل میرے بھائی محمود بن مسلمہ کو شہید کیا تھا۔ حضور نے جواب دیا۔ کھڑے ہو جاؤ۔ یا اللہ! اس کی مدد کر۔ جب یہ دونو قریب ہوئے تو ایک درخت حائل ہوگیا۔ دونو میں سے ہر شخص اس درخت کی آڑ لیتا۔ اور تلوار سے حملہ کرتا۔ مرحب نے محمدؓ پر تلوار ماری۔ انہوں نے اپنی ڈھال آگے کر دی۔ تلوار اُس میں گھس کر ٹوٹ گئی۔ حضرت محمدؓ نے اُسے قتل کر دیا۔ تیسری روایت میں ہے :۔ حضرت محمدؓ نے اُس کی پنڈلیاں کاٹ ڈالیں۔ مرحب چلایا۔ اے محمد! مجھے قتل کر دے۔ حضرت محمدؓ نے جواب دیا۔ موت کا ذائقہ چکھ۔ تم نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا۔ حضرت علیؓ وہاں سے گذرے اور اُس کی گردن اُڑا دی۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ حضور! میں نے مرحب کی صرف ٹانگیں کاٹ ڈالیں تاکہ وہ تڑپ تڑپ کر مر جائے۔ ورنہ میں اُس کو قتل کرنے پر قادر تھا۔ حضرت علی رضؓ نے عرض کیا۔ ان کا بیان صحیح ہے۔ پھر میں نے اُس کی گردن اڑا دی۔ حضور نے مرحب کا سلب حضرت محمدؓ کو عطا کیا۔ یہ سلب آخر تک حضرت محمدؓ بن مسلمہ کے خاندان ہی میں رہا۔ اس میں ایک تلوار تھی۔ جس پر کچھ لکھا ہُوا تھا۔ وہ پڑھا نہیں جاتا تھا۔ بالآخر ایک یہودی نے پڑھ لیا۔ لکھا تھا :

هذا سيف مرحب ۔ من يذقه يعطب

یہ مرحب کی تلوار ہے۔ جو شخص اس کو چلائیگا دشمن کو ہلاک کر دیگا۔

حضرت زبیرؓ کی شجاعت

اس کے بعد مرحب کا بھائی یاسر صف سے باہر آیا۔ حضرت زبیر اُس کے مقابلہ میں گئے۔ ان کی والدہ ماجدہ حضرت صفیہؓ نے عرض کیا۔ حضور! میرا بیٹا قتل ہو جائے گا۔ حضور نے جواب دیا۔ بلکہ تمہارا بیٹا یاسر کو قتل کریگا۔ انشاء اللہ؟ حضرت زبیرؓ نے اُس کو ٹھکانے لگا دیا۔

اس کے بعد یہودی اپنے مضبوط قلعہ قموص میں گھس گئے۔ حضور نے بیس۲۰ روز تک اُن کا محاصرہ قائم رکھا۔ یہودیوں کا ایک غلام حبشی اپنے آقا کی بکریاں باہر چرایا تا تھا۔ جب اُس نے یہودیوں کو ہتھیار اُٹھاتے دیکھا تو پوچھا۔ کیا ارادہ ہے۔ یہودیوں نے کہا۔ ہم اس محمد کا جو نبی بننے کا مدعی ہے۔ مقابلہ کرنے جا رہے ہیں۔ یہ حبشی بکریوں کا ریوڑ سمیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ عرض کیا۔ آپ کا کیا مدعا ہے۔ فرمایا۔ اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ تم دل اور زبان سے اقرار کرو کہ خدا کے سوا کوئی معبود ہی نہیں۔ اور میں اللہ کا رسول (قاصد) ہوں۔ حبشی نے کہا۔ اگر میں اسلام قبول کر لوں تو مجھے کیا معاوضہ ملیگا۔ فرمایا۔ جنت۔ وہ اُسی دم مسلمان ہو گیا۔ عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی! یہ بکریاں میرے آقا کی ہیں۔ فرمایا۔ ان کو شہر کی طرف چھوڑ دو۔ خدا ان کو تمہارے آقا کے پاس پہنچا دیگا۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ ریوڑ اپنے مالک کے پاس پہنچ گیا۔ اُس کو معلوم ہو گیا کہ اُس کا غلام حلقۂ اسلام میں داخل ہو چکا ہے۔

اب حضور نے مسلمانوں کو جہاد کی خوب ترغیب دی۔ اُن کو اللہ کی آیات بیّنات سُنا کر اُن کے دلوں کو گرمایا۔ لڑائی شروع ہوئی تو وہ حبشی شہید ہو گیا۔ مسلمان اُس کی نعش اُٹھا کر حضور کے خیمہ میں لائے۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ نے اس کو شہادت سے سرفراز فرمایا۔ اس کو نیکی کی طرف دھکیلا۔ میں نے اس کے سرہانے جنت کی دو حوریں دیکھی ہیں۔ حالانکہ اُس کو اسلام قبول کرنے کے بعد خدا کے سامنے ایک سجدہ کرنے کا بھی موقعہ نہیں ملا۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میرا رنگ کالا ہے۔ قبیح ہے۔ اور بدنما صورت ہے۔ میرے میلے کچیلے کپڑوں سے بدبو نکلتی ہے۔ میرے پاس کچھ مال بھی نہیں۔ اگر میں ان کافروں سے لڑوں تو کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ حضور نے فرمایا۔ بے شک ضرور داخل ہو جاؤگے۔ یہ سُن کر وہ آگے بڑھا۔ اور یہودیوں سے خوب لڑا۔ حتےٰ کہ شہید ہو گیا۔ حضور اُس کی نعش پر تشریف لائے۔ فرمایا۔ اللہ تمہارا چہرہ (جنت میں) اچھا بنائے تمہارا بدن سے خوشبو مہکنے لگے۔ تمہارا مال بہت ہو۔ مسلمانو! میں نے اُس کی جنت والی

دو بیبیاں دیکھی ہیں۔ جو اُس کے دنیاوی کپڑے اُتار کر اُس کو نہلا دُھلا کر جنت کے کپڑے پہنا رہی ہیں۔

ایک اعرابی (ابداد) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اسلام قبول کیا۔ عرض کیا میں آپ کے ہمراہ چلوں۔ حضور نے ایک مسلمان کو حکم دیا کہ اس کو اپنے ساتھ لے لو۔ خیبر کی لڑائی میں یہ بھی شامل تھا۔ جب غنیمت تقسیم ہوئی۔ تو حضور نے اس کا حصہ نکالا۔ یہ مسلمانوں کے سرکاری جانور چرایا کرتا تھا۔ جب اپنے کام سے واپس آیا تو صحابہ کرام نے اس کا حصہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ اُس نے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ صحابہ کرام نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت سے تمہارا حصہ دیا ہے۔ یہ حصہ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ عرض کیا حضور! یہ کیا ہے فرمایا تمہارا حصہ۔ عرض کیا۔ میں نے یہ مال حاصل کرنے کے لئے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ (اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) میرا مقصد یہ ہے کہ یہ راہِ خدا میں کٹ جائے۔ اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضور نے فرمایا۔ اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو خدا تمہارا مدعا پورا کر دے گا۔ اس کے بعد لڑائی ہوئی۔ یہ چرواہا اُس میں شہید ہو گیا۔ اُس کی نعش حضور کے سامنے رکھ دی گئی۔ فرمایا۔ کیا یہ وہی اعرابی (دیہاتی) ہے۔ عرض کیا گیا۔ جی ہاں۔ فرمایا:-

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُھَاجِرًا فِیْ سَبِیْلِكَ قُتِلَ شَھِیْدًا وَ اَنَا عَلَیْہِ شَھِیْدٌ	یا اللہ! یہ تیرا بندہ تیری راہ میں ہجرت کر کے جہاد کے لئے نکلا۔ اور قتل ہو گیا۔ میں اس پر گواہ ہوں۔

خیبر میں یہودیوں کے دس عظیم الشان قلعے تھے۔ جن میں ہر وقت دس ہزار جرار فوج رہتی تھی۔ (فتح الباری) ان قلعہ بندیوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:-

١- قلعۂ ناعم ٢- قلعۂ نطاۃ ٣- قلعۂ صعب بن معاذ ٤- قلعۂ زبیر	یہ چاروں قلعے قلعۂ نطاۃ کے نام سے موسوم ہیں۔
١- قلعۂ مشن ٢- قلعۂ امیر ٣- حصن ابی	یہ تینوں قلعے قلعجات مشن کے نام سے موسوم ہیں۔
١- قلعۂ قموص ٢- قلعۂ وطیح ٣- حصن بن ابی الحقیق جسے قلعۂ سلالم بھی کہتے ہیں۔	یہ تینوں قلعے قلعجات کتیبہ کے نام سے موسوم ہیں۔

یہودی قلعہ زبیر کی عظیم الشان چوٹی پر چڑھ کر محفوظ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک ان کا محاصرہ کیا۔ غزال نامی یہودی نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ اگر آپ ایک ماہ تک بھی ان کا محاصرہ کریں تو ان کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ کیونکہ ان قلعوں کے نیچے زمین دوز پانی کے چشمے بہتے ہیں۔ یہ رات کو نکل کر یہاں سے پانی حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر آپ ان کے چشموں کا پانی منقطع کر دیں تو یہ کھلے میدان میں آنے کے لئے مجبور ہو جائیں گے۔ حضور نے اسی وقت چشموں کا پانی قطع کرا دیا۔ یہودی قلعوں سے باہر نکل آئے۔ سخت خونریز جنگ ہوئی۔ کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ یہودیوں کے دس نفر قتل ہوئے۔ حضور نے یہ قلعہ فتح کر لیا۔ اس کے بعد حضور نے کتیبہ۔ وطیح۔ سلالم کی قلعہ بندیوں کا رخ کیا اور ان قلعوں کے یہودی مضبوطی سے اندر ہو بیٹھے۔ کیونکہ چاروں طرف کے قلعے مسلمان فتح کر چکے تھے۔ اور یہودیوں کا مرکز ٹوٹ چکا تھا۔ اب انہوں نے ان قلعوں سے باہر نکلنا مناسب نہ سمجھا۔ جب حضور نے قلعہ شکن آلات (منجنیق) نصب کئے تو اب ان کو اپنی ہلاکت و فنا کا یقین ہو گیا۔ اور چودہ دنوں سے محاصرہ میں بھی تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی کوشش کی۔ اور ابی الحقیق کے بیٹے کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ اس نے قلعہ کے اوپر سے اجازت مانگی۔ کیا میں نیچے اتر سکتا ہوں۔ حضور نے اجازت دی۔ بالآخر حضور سے ان شرائط پر صلح ہوئی۔

۱۔ قلعہ کے اندر اس وقت جتنے یہودی ہیں سب کی جان بخشی کی جاتی ہے۔

۲۔ ان کے عیال۔ عورتیں اور بچے مسلمانوں کی قید سے رہا کئے جاتے ہیں۔

۳۔ یہ خیبر سے اپنے اہل و عیال لے جا سکتے ہیں۔

۴۔ ہر قسم کے ہتھیار۔ ہر قسم کی نقدی و غیر نقدی کل اشیاء پر مسلمانوں کا قبضہ ہے یہودی اپنے ہمراہ کوئی چیز نہیں لے جا سکتے۔ صرف بدن کے کپڑے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔

۵۔ اگر یہودیوں نے کوئی چیز چھپائی تو معاہدہ کالعدم سمجھا جائیگا۔

دوسری روایت میں ہے:۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کا خوب قتل عام کیا تو وہ اپنے محل میں پناہ لینے کے لئے مجبور ہو گئے۔ حضور نے

اُن کی زراعت اور کھجوروں کے باغات پر قبضہ کر لیا۔ حیی بن اخطب جب بنو نضیر کے ساتھ خیبر میں جلاوطن ہؤا تھا تو اپنے ہمراہ ایک کھال لایا تھا۔ جس میں اُس کی نقدی اور زیورات تھے۔ خیبر کے یہودیوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس کو چھپا دیا۔ حضور نے حیی بن اخطب کے چچا سے دریافت کیا۔ وہ کھال کہاں ہے۔ جو حیی بن اخطب بنو نضیر سے لایا تھا۔ اُس نے جواب دیا۔ مصارف ضروری اور فوجی طیاریوں میں خرچ ہوگئی۔ حضور نے فرمایا۔ اُس میں بہت مال تھا۔ اور مدت بھی کچھ زیادہ نہیں گذری۔ یہ کہہ کر حضور نے اس کو حضرت زبیرؓ کے حوالہ کیا۔ حضرت زبیرؓ نے اُس کو بہت مارا۔ حتیٰ کہ اُس نے اعتراف کر لیا۔ کہ فلاں مقام پر خرابہ (اُجاڑ) میں ایک اژدہا خزانہ کی حفاظت کر رہا ہے۔ مسلمان گئے اور اُس کو ڈھونڈھ کر نکالا۔ حضور نے ابی الحقیق کے دونو بیٹوں کو قتل کر دیا۔ اُن میں سے ایک حضرت صفیہؓ بنت حیی بن اخطب کا خاوند تھا۔ جو بعد میں حضور کے حرم میں داخل ہوئیں۔ حضور نے اُن سے نکاح کیا۔ یہ حضرت ہارون کے خاندان سے تھیں۔ اس معاہدہ کی خلاف ورزی میں حضور نے یہودیوں کی تمام عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اور اُن کو اسلامی سپاہیوں میں تقسیم کر دیا۔

یہودی مُزارع مقرر ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے یہودیوں کو جلاوطن کرنا چاہا۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہم آپ کی مملوکہ زراعت میں ہل چلائیں گے۔ اور فصل کٹنے پر نصف حصہ کے حقدار ہوں گے۔ مسلمانوں کے اتنے غلام نہ تھے کہ وہ کھیتوں کو سنبھا لتے۔ اور نہ مسلمانوں کو فتوحات و تجارت جیسی اہم چیزوں کے مقابلہ میں خود ہل چلانے کی فرصت تھی۔ اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زراعتی اراضیات اور باغات کو یہودیوں کے حوالہ کر دیا۔ اس شرط پر کہ ملکیت مسلمانوں کی ہے جب ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے جلاوطن کر دیں گے۔ فصل کٹنے اور پھل پکنے پر تم کو نصف حصہ دیا جائے گا۔ حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ اس محکمہ کے افسر مقرر ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی الحقیق کے بیٹوں اور کنانہ کے سواء کسی یہودی کو قتل نہیں کیا۔ ان کو اس واسطے قتل کیا کہ انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مال مطلوبہ کو چھپا دیا تھا۔ حضور نے کنانہ کو حضرت محمد رضؓ بن مسلمہ کے حوالہ کیا۔ کہ وہ اس کی گردن مار دیں۔ یہی کنانہ ہے جس نے ان کے بھائی حضرت محمود رضؓ بن مسلمہ کو شہید کیا تھا۔ حضرت صفیہ رضؓ بنت اخطب مسلمان ہوگئیں۔ اور حضور سے نکاح کر لیا۔ عرض کیا حضور! آپ کی پیشقدمی سے پہلے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند آسمان سے ہٹ کر میری گود میں آگرا ہے۔ جب میں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ کو سنایا تو اس نے میرے منہ پر زور سے ایک طمانچہ رسید کیا۔ اور کہا۔ تو مدینہ کے بادشاہ سے محبت رکھتی ہے اور اس کو اپنا خاوند بنانا چاہتی ہے۔

جب حضور نے اپنے خیمہ میں ان سے شب زفاف کیا۔ تو حضرت ابوایوب انصاری جن کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے ہے۔ تلوار سوت کر رات بھر پہرہ دیتے رہے۔ جب حضور صبح کو باہر نکلے تو دریافت کیا۔ ابوایوب! کیا بات ہے۔ عرض کیا۔ مجھ کو خیال آیا کہ آپ نے اس کے باپ۔ بھائی اور خاوند اور اس کی قوم کے اکثر افراد کو قتل کیا ہے۔ مبادا اس کے دل میں غیرتِ قومی جوش مارے اور یہ آپ کو دھوکہ سے قتل کر دے۔ حضور نے تبسم فرما کر کہا۔ اللہ تعالیٰ تم کو جزاء خیر دے۔ (زاد المعاد صفحہ ۳۹۵ جلد اول)

خودکشی کرنے سے انسان دوزخی بن جاتا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:۔ جب لڑائی زور و شور سے ہو رہی تھی تو مسلمانوں میں ایک ایسا بہادر تھا کہ کوئی مشرک بمشکل اس سے بچ کر نکلتا۔ یہ شجاع جس کافر کا پیچھا کرتا اسے ضرور قتل کرتا۔ عرض کیا گیا۔ حضور! اس بہادر نے بڑا اجر حاصل کیا ہے۔ سب سے زیادہ بانصیب ہے۔ حضور نے فرمایا۔ یہ دوزخی ہے۔ مسلمانوں نے کہا۔ اگر یہ شخص دوزخی ہے تو پھر ہم میں سے کون شخص جنتی ہے۔ قوم (مسلمانوں) سے ایک شخص نے کہا۔ میں اس کے پیچھے جاتا ہوں۔ جب وہ بری طرح زخمی ہوگیا اور زخموں کے دردوں نے اسے بے قرار کیا۔ تو

اپنی تلوار کو زمین میں گاڑا - اُس کی دھار پر اپنا پیٹ رکھ دیا اور خودکشی کر لی -
یہ شخص حضور کے پاس آیا - عرض کیا - میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے
رسول ہیں - فرمایا - کس طرح - اُس نے ماجریٰ سُنایا - حضور نے فرمایا - انسان
عمر بھر جنت کے عمل کرتا رہتا ہے - اور لوگوں میں جنتی معلوم ہوتا ہے - لیکن
دراصل دوزخی ہوتا ہے - انسان عمر بھر دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے - اور
لوگوں میں دوزخی نظر آتا ہے - لیکن دراصل وہ جنتی ہوتا ہے -

اللہ تعالیٰ فاسق سے بھی دین کی خدمت لیتا ہے

دوسری روایت میں ہے - خیبر کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک مسلمان کے متعلق ارشاد فرمایا - یہ دوزخی ہے - جب لڑائی شروع
ہوئی تو اُس نے بہت بہادری دکھائی - اور بہت یہودی قتل کئے - حتےٰ کہ خود زخموں
سے چُور ہو گیا - جب زخموں نے تکلیف پہنچائی تو اُس نے اپنے ترکش سے ایک
تیر نکالا - اور اُس کے ساتھ خودکشی کر لی - مسلمان دوڑے ہوئے آئے - عرض
کیا - حضور! اللہ تعالےٰ نے آپ کی بات سچ کر دکھائی - اُس نے خودکشی کر لی
ہے - حضور نے ایک شخص کو حکم دیا - تم کھڑے ہو کر اعلان کر دو :-

لا یدخل الجنۃ الا مؤمن - وان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر

جنت میں صرف صالح مسلمان ہی داخل ہوگا - اللہ تعالےٰ اپنے دین اسلام کی خدمت ایک فاسق فاجر سے بھی لیتا ہے -

مسلمان صرف فتوحات سے سیر ہوتے ہیں

پہلے قلعۂ ناعم اس کے بعد قلعۂ قموص فتح ہُوا - بنو سہم کے مسلمان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے - عرض کیا - حضور! ہم نے بہت
محنت کی ہے - اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں - حضور کے پاس بھی ان
کو دینے کے لئے کچھ نہ تھا - خدا سے کہا - یا اللہ! تو ان کے حال سے باخبر
ہے - ان کے پاس کھانا نہیں - اور میرے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں - کہ میں انکو
دوں - یا اللہ! یہودیوں کا سب سے بڑا قلعہ فتح کرا دے جس میں مال بہت ہو -
غلہ بہت ہو - دوسری صبح کو مسلمانوں نے قلعۂ صعب بن معاذ فتح کر لیا - اس میں

سب سے زیادہ نملہ تھا۔ جب یہ قلعے فتح ہو گئے اور سب کا مال مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تو یہودی قلعہ وطیح و سلالم میں چلے گئے۔ یہ قلعے سب سے آخر میں فتح ہوئے۔ پندرہ روز اُن کا محاصرہ رہا۔ اس روز مسلمانوں کا شعار یامنصور امت امت تھا۔

حضور کی برکت

حضرت ابو الیسر کعب بن عمرو فرماتے ہیں:۔ خیبر میں ایک شام کا ذکر ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ دفعتہً ایک یہودی کی بکریاں آئیں۔ وہ قلعوں میں گھسنا چاہتی تھیں۔ اور ہم نے یہودیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ حضور نے فرمایا۔ کون مسلمان ان بکریوں میں سے کچھ بکریاں پکڑ کر ہمیں کھلاتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں پکڑ کر لاؤں گا۔ فرمایا۔ اچھا۔ جاؤ۔ میں دوڑ کر بکریوں کے پیچھے گیا۔ جب حضور نے مجھے دوڑتے دیکھا تو فرمایا:۔ اللّٰھم امتعنا بہ۔ یا اللہ! ابو الیسر کو بہت عرصہ تک زندہ رکھ کر ہمیں اُس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے۔

ریوڑ کا اگلا حصہ قلعہ میں گھس چکا تھا۔ میں نے ریوڑ کے پچھلے حصہ میں سے دو بکریاں پکڑ لیں۔ اُن کو بغل میں دباتے ہوئے اس طرح دوڑا گویا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حتٰے کہ میں نے دونوں بکریاں حضور کے سامنے ڈال دیں۔ مسلمانوں نے ان کو ذبح کیا اور گوشت پکا کر کھایا۔ تمام صحابیوں میں سب سے آخر میں حضرت ابو الیسر رضؓ نے وفات پائی۔ اور یہ حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے:۔ مسلمانوں نے میری زندگی سے فائدہ اٹھایا حتیٰ کہ تمام صحابیوں میں میری موت سب سے آخر میں ہو رہی ہے۔

ایک سپاہی سے چشم پوشی کرنا

حضرت عبد اللہ رضؓ بن معقل فرماتے ہیں:۔ مالِ غنیمت سے ایک جراب (بڑا تھیلا) جس میں چربی تھی۔ تقسیم ہونے سے پہلے میں نے اُٹھا لیا۔ میں اُسے اپنے کندھے پر اُٹھا کر لے جا رہا تھا۔ مالِ غنیمت کا محافظ (پہرہ دار) مجھے راستہ میں ملا۔ میرا دامن پکڑ کر کہا۔ اس کو واپس کر دو۔ تاکہ یہ مسلمانوں میں تقسیم ہو جائے۔

میں نے جواب دیا۔ میں تمہیں نہیں دوں گا۔ مجھ سے جراب چھین رہا تھا۔ اور حضور دیکھ رہے تھے۔ حضور نے تبسم فرمایا۔ صاحب دفاع سے کہا۔ اسے چھوڑ دو۔ میں اپنے خیمہ میں لے آیا۔ اور ہم سب نے اُسے کھایا۔

حضرت صفیہ رضہ

حضرت دحیہ رضہ بن خلیفہ کلبی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ قیدیوں میں سے ایک چھوکری (لڑکی) مجھے عنایت کیجئے۔ حضور نے فرمایا۔ تم پسند کر کے کوئی لڑکی اُٹھا لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ رضہ کو اُٹھا لیا۔ یہ بہت خوبصورت تھیں۔ ایک مسلمان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا۔ حضور! آپ نے حضرت دحیہ رضہ کو یہ خاتون حوالہ کر دی۔ یہ بنو قریظہ و بنو نضیر کے یہودیوں کے بادشاہ حیئ بن اخطب کی صاحبزادی ہے۔ یہ آپ کے لئے مناسب تھی۔ حضور نے حضرت دحیہ رضہ کو بلایا۔ کہا۔ اسے چھوڑ دو۔ دُوسری لڑکی اُٹھا لو۔ دوسری روایت میں ہے :۔ حضرت صفیہ رضہ حضرت دحیہ رضہ کے حصہ میں آئیں۔ حضور نے سات غلام دے کر انہیں خریدا۔ پھر حضرت سلمیٰ کے حوالہ کیا کہ ان کا سر دھلاؤ اور کپڑے پہناؤ۔ حضور نے حضرت صفیہ رضہ کو آزاد کیا۔ پھر نکاح کیا۔ واپسی میں مقام الصہباء میں پہنچ کر ایک دستر خوان بچھایا۔ اُس پر پنیر۔ گھی۔ اور کھجوریں پھیلائیں۔ یہ ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے کہا۔ اگر حضورؐ نے ان کو پردہ میں رکھا تو یہ زوجہ اور ام المؤمنین ہیں اور اگر پردہ میں نہ رکھا تو لونڈی ہیں۔ حضور نے پردہ ڈالا۔ حضرت انس رضہ فرماتے ہیں :۔ حضور نے مجھے حکم دیا۔ تم اپنے گرد و نواح کے سب مسلمانوں کو ولیمہ میں بلاؤ۔ اس کے بعد ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اونٹ لایا گیا۔ حضور نے حضرت صفیہ رضہ کو اپنے کمبل کے ساتھ اپنے پیچھے چھپا لیا۔ اونٹ لایا گیا۔ حضور نے اپنا گھٹنہ رکھا۔ حضرت صفیہ رضہ نے اپنا قدم حضور کے گھٹنے پر رکھا۔ پھر اونٹ پر سوار ہوئیں۔ بیان کرتی ہیں :۔ پہلے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی سخت نفرت تھی۔ کیونکہ آپ نے میرے خاوند میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ حضور مجھے نرم کرنے کے لئے ہمیشہ یہ عذر پیش کرتے رہے۔ تمہارے باپ نے تمام عرب کو میرے

خلاف کھڑا کیا تھا - اور مجھے یہ اذیتیں پہنچائیں - حتے کہ میرے دل سے حضور کی نفرت دُور ہوگئی -

غنائم کی تقسیم اور فدک کا معاملہ

خیبر کے جو قلعے بزور شمشیر فتح ہوئے تھے - حضور نے اُن کی غنائم کا خُمس نکال کر باقی سب غنیمت اُن مسلمانوں میں تقسیم کر دی جو حدیبیہ میں شامل ہوئے تھے - آپ نے خُمس نکال کر چھتیس حصے بنائے - پھر ہر حصہ کے سو حصے کئے - ان میں سے آدھے حصے تقسیم کر دئیے - باقی آدھے حصے بیت المال میں داخل کئے - تاکہ وفود اور سلطنت کے دیگر مصارف میں کام آئیں - دو سو سوار تھے - ہر سوار کو دو دو حصے دئیے - یعنی حضور نے خیبر کا آدھا مال تقسیم کر دیا اور آدھا مال بیت اللہ میں داخل کیا -

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں :- فتح خیبر سے پہلے ہمیں اتنی کھجوریں بھی نہیں ملتی تھیں کہ اُن سے ہمارا پیٹ بھرے - فتح خیبر ہونے کے بعد ہمیں پیٹ بھر کر کھجوریں ملیں - حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا :- اب ہمیں پیٹ بھرنے کے لئے کھجوریں مل جائیں گی - اور جو قلعے بغیر لڑائی کے فتح ہوئے - مسلمانوں کو اُن کی تسخیر کے لئے قدم اُٹھانا پڑا اور نہ جدوجہد کرنی پڑی - مثلاً قلعہ کتیبہ [1] اور فدک [2] جو خیبر کا بڑا حصہ تھا - یہ تمام قلعے حضور کے لئے مخصوص تھے - حضور ہر سال ان کی آمدنی سے اپنی بیبیوں کا خرچ دیتے - ہر بی بی کو ایک سو وسق کھجوریں اور بیس وسق جو دیتے تھے - یتامیٰ ، مساکین اور مسافروں کا خرچ بھی انہی میں سے نکالا کرتے تھے - جن افروں نے قلعہ کتیبہ کو صرف گفت و شنید کے ذریعہ فتح کرانے کی کوشش کی - حضور نے ان کو بھی کتیبہ کے مال سے حصہ دیا - حضرت محیصہؓ بن سعود کو تیس [۳۰] وسق کھجوریں اور تیس [۳۰] وسق جو دئیے - کیونکہ انہوں نے یہودیوں سے ہتھیار دلوائے تھے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت فاطمہؓ نے بھی یہی سمجھا کہ فدک اُن کی وراثت ہے - ان کو حضور کا یہ حکم نہیں پہنچا تھا -

نحن معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ فھو صدقۃ - ہم انبیاء کوئی وراثت

نہیں چھوڑتے - ہم اپنی وفات کے بعد جو مال چھوڑیں گے وہ راہِ خدا میں صدقہ ہے - کسی کی خاص وراثت نہیں -

اور حضرت صدیق رضؓ سے اس کا مطالبہ کیا - انہوں نے حضور کی یہ حدیث سنائی - دنیز فرمایا - حضور جن کو خرچ دیتے تھے - میں اُن کو ضرور خرچ دوں گا - لیکن اس کو تمہاری وراثت میں نہیں جانے دوں گا - حضرت عباسؓ اور حضرت علی رضؓ نے حضرت فاطمہ رضؓ کے ذریعہ اس کا مطالبہ کیا - حضرت صدیق رضؓ نے صاف انکار کر دیا - صرف یہ فرمایا - تم لوگوں کا خرچ ضرور دونگا - اس پر حضرت فاطمہ رضؓ حضرت صدیق رضؓ سے ناراض ہو گئیں - اور چھ ماہ بعد وفات پا گئیں - ان کے انتقال کرنے سے حضرت علی رضؓ کا زور ٹوٹ گیا - اس واسطے انہوں نے حضرت صدیق رضؓ سے بیعت کی تجدید کر لی -

حضرت عمر رضؓ کے عہد میں حضرت علی رضؓ اور حضرت عباسؓ نے پھر اس کا تقاضہ کیا - اور بڑے بڑے صحابہ کرام کو سفارش کے لئے لائے - کثرتِ مشغولیت اور سلطنت کی وسعت کی وجہ سے مجبور ہو کر حضرت عمر رضؓ نے فدک ان کے حوالہ کر دیا - لیکن حضرت عباسؓ حضرت علی رضؓ پر غالب آ گئے - اور دونو نے اپنا جھگڑا حضرت عمر رضؓ کے سامنے پیش کیا - حضرت عمر رضؓ نے مداخلت کرنے سے انکار کر دیا - اس اندیشہ سے کہ وراثت نہ بن جائے - فرمایا - تم دونو بیٹھ کر اپنا جھگڑا طے کر لو - اگر تم سے یہ معاملہ نہ نپٹ سکے تو پھر یہ فدک میرے حوالہ کر دو - قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں - اس سے زیادہ میں اور کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا - خلافتِ عباسیہ کے زمانہ تک یہ فدک دونو بزرگوں کی اولاد کے تصرف میں رہا -

میدانِ جنگ میں مستورات کے کیا فرائض ہیں

بنو غفار کی مستورات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں - عرض کیا حضور! ہم آپ کے ساتھ خیبر کی لڑائی میں شامل ہوں گی - تاکہ ہم مجروحین کی مرہم پٹی کریں - اور اُن کی دیگر خدمات (پانی پلانا - سامانِ جنگ اُٹھا کر دینا) سرانجام دیں - حضور نے فرمایا علیٰ برکۃ اللہ (خدا تم کو

برکت دے چلو) لڑائی ختم ہونے کے بعد حضور نے غنائم سے ہم کو حصہ دیا۔ ایک خاتون نے فرمایا۔ میں اُس وقت بہت چھوٹی تھی۔ حضور نے اپنے ہاتھ سے یہ ہار جو تم میری گردن میں لٹکا ہوا دیکھ رہی ہو۔ میری گردن میں ڈالا جو کسی حالت میں بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اس خاتون نے وصیت کی کہ میری وفات کے بعد یہ ہار میری قبر میں میرے ساتھ دفن کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن انیس فرماتے ہیں :- میری بی بی مریم بنت کا سامان لیکر میدانِ جنگ کو روانہ ہوئی۔ اس وقت وہ حاملہ تھی۔ میدانِ جنگ میں اُس کا بچہ پیدا ہوا۔ فتح حاصل ہونے کے بعد حضور نے مجھ کو میری بی بی کو اور میرے نوزائیدہ بچہ کو بھی غنیمت کا مال دیا۔

حضرت جعفرؓ کی آمد اور حضور کی خوشی

حضرت ابو موسے اشعریؓ فرماتے ہیں :- ہم یمن میں تھے کہ خبر ملی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خیبر میں یہودیوں سے لڑنے گئے ہیں۔ میں اور میرے دو بھائی ابو بردہ اور ابو رہم اپنی قوم کے ترپن افراد کے ساتھ حضور کی طرف ہجرت کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ میں اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ ہم ایک کشتی پر (عدن) سے روانہ ہوئے۔ کشتی نے ہمیں حبشہ پہنچا دیا۔ اور ہم حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کے ساتھ کچھ دنوں وہاں نجاشی کے پاس ٹھیرے۔ حتے کہ ہم سب مل کر حضور کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بحری سفر ختم کر کے منزل مقصود پہنچے تو حضور خیبر فتح کر چکے تھے۔ بعض مسلمان ہم کشتی والوں سے کہتے تھے۔ ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے ہیں۔ حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس بھی ہماری کشتی میں سوار تھیں۔ یہ دوسری مستورات کے ساتھ حضرت حفصہؓ (حضرت عمرؓ کی صاحبزادی اور حضور کی زوجہ) کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ حضرت اسماءؓ کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ کون ہیں۔ صاحبزادی نے جواب دیا۔ حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کیا یہی حبشیہ ہیں۔ کیا یہی بحریہ (سمندر میں سوار ہونے والی) ہیں۔ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا۔ میں ہی بحریہ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے

فرمایا - ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے - حضرت اسماء رض کو غصہ آیا -
کہا - تم غلط کہتے ہو - تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے - حضور نے
تمہارے بھوکوں کو کھانا (فتوحات کا مال) کھلایا - تمہارے جاہلوں کو وعظ
سنایا - اور ہم دور دراز حبشہ میں غربت کی زندگی اختیار کر رہے تھے - ہماری
یہ ہجرت صرف اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کے لئے تھی - بخدا میں
اُس وقت تک اپنے منہ میں نہ کوئی لقمہ ڈالوں گی اور نہ پانی کا گھونٹ پیوں گی
جب تک میں حضور سے تمہاری یہ شکایت نہ کرلوں - بخدا میں صرف تمہارے
الفاظ ہی دہراؤں گی - ان میں ایک لفظ کا بھی اضافہ نہ کروں گی - جب
حضور تشریف لائے تو حضرت عمر رض کی شکایت کی - حضور نے فرمایا - تو پھر
تم نے کیا جواب دیا - حضرت اسماء نے اپنا جواب سنا دیا - حضور نے فرمایا -
عمر نے اور دوسرے مسلمانوں نے صرف ایک ہجرت کی ہے - تم نے اے کشتی
والو! دو ہجرتیں کی ہیں - میں نے دیکھا حضرت ابوموسیٰ اور دوسرے کشتی والے
باری باری سے میرے پاس آئے - اور مجھ سے یہ حدیث سن کر بہت ہی خوش
ہوئے - دنیا میں کسی اور چیز سے ان کو اتنی خوشی حاصل نہیں ہوئی - حضور
نے ہم کو بھی خیبر کے غنائم سے حصہ دیا - حضور نے جب حضرت جعفر رض کو
دیکھا تو اُن کی پیشانی کا بوسہ لیا - اور زبان سے ارشاد فرمایا - معلوم نہیں
کہ مجھ کو جعفر کے آمد کی زیادہ خوشی ہے یا فتح خیبر کی -

بنو فزارہ کی ہزیمت

بنو فزارہ یہودیوں کی امداد کرنے کے لئے خیبر آئے تھے - رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مراسلہ بھیجا کہ اگر تم اپنی فوجیں یہاں سے ہٹا لو
اور یہودیوں کی امداد سے ہاتھ کھینچ لو تو میں خیبر فتح کرنے کے بعد غنیمت سے
اتنا مال تم کو دوں گا - انہوں نے حضور کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کیا -
جب خدا نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی - تو یہ فزاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئے - کہا - آپ حسب معاہدہ خیبر کی غنیمت میں ہم کو بھی
شامل کیجئے - حضور نے جواب دیا - میں تم کو ذو الرقیبہ (خیبر کا ایک پہاڑ) .

دیتا ہوں۔ فزاریوں نے کہا۔ تو اب ہم تم سے جنگ کریں گے۔ حضور نے فرمایا۔ مجھے منظور ہے۔ فلاں مقام میں آکر مجھ سے مقابلہ کر لو۔ حضور کی دھمکی کارگر ہوئی اور یہ فزار ہو گئے۔

ایک یہودن حضور کو زہر کھلاتی ہے

زینب بنتِ حارث سلام بن مشکم ایک یہودن نے دریافت کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشت کا کونسا عضو بہت مرغوب ہے۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ دست۔ یہودن نے دست میں بہت زیادہ زہر ملا دیا۔ پھر ساری بکری کے گوشت میں زہر ملایا۔ اور پکا کر حضور کی خدمت میں تحفۃً بھیجا۔ حضور نے ذراع (دست) کو اٹھا کر نوچنا شروع کیا۔ آپ کے ساتھ چند صحابہ کرام نے بھی گوشت کھایا۔ حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا۔ یہ گوشت مت کھاؤ۔ اس کے بعد تحفہ بھیجنے والی عورت کو طلب کیا۔ پوچھا۔ تو نے اس میں زہر ملایا ہے۔ اُس نے کہا۔ آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا۔ اس گوشت نے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ اُس نے کہا۔ میں نے زہر ملایا ہے۔ فرمایا۔ کیوں۔ اُس نے کہا۔ اس لئے کہ اگر آپ نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔ اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے راحت پالیں گے۔ حضرت بشرؓ بن براء اس زہر سے فوت ہو گئے۔ حضور نے اس یہودن کو قتل کرا دیا۔ بعد میں مرضِ وفات کے اندر اسی زہر نے حضور پر اثر کیا۔ اور حضور شہید ہو کر وفات پا گئے۔ (کیونکہ حدیث ہے زہر سے وفات پانے والا شہید ہے مترجم)

حضور کی سلطنت تمام دنیا میں پھیل جائیگی

عینیہ بن حصن نے مسلمان ہونے سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرِ پیکار ہے اور کامیاب ہو گیا ہے۔ اس خواب نے اُس کا طمع بڑھایا اور فوج لے کر آیا۔ تو حضور خیبر فتح کر چکے تھے۔ اُس نے کہا محمد! مجھ کو بھی غنیمت میں سے جو تو نے میرے حلیف یہودیوں سے حاصل کیا ہے۔ مال دے۔ حضور نے انکار کیا۔ فرمایا۔ تمہارا خواب جھوٹا نکلا۔ عینیہ واپس چلا گیا۔ راستہ میں حارث بن عوف ملا۔ اُس نے کہا۔ میں نے تجھ سے ذکر نہ کیا تھا کہ تو

ایسی مہم میں قدم رکھ رہا ہے - جس میں تجھے کامیابی حاصل نہ ہوگی - بخدا محمد مشرق سے مغرب تک غالب آ جائے گا - یہودی ہمیں یہ بتایا کرتے تھے - میں نے خود اپنے کانوں سے ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کو یہ کہتے سُنا تھا کہ محمد سچا نبی ہے - یہ نبوت کا سلسلہ ہارون کے خاندان سے نکل چکا ہے - ہم اس لئے مسلمان نہیں ہوتے کہ ہمیں محمد سے حسد ہے - یہودی اس بارے میں میری اطاعت نہیں کرتے - یہ ہمیں دو بڑی شکستیں دیگا - ایک یثرب میں (قریظہ کا انجام) دوسری خیبر میں - حارث کہتا ہے میں نے سلام سے کہا - کیا محمد تمام دنیا پر قابض ہو جائے گا - اُس نے کہا - ہاں - قسم ہے اُس تورات کی جو موسیٰ پر اُتری ہے میں چاہتا ہوں کہ یہودی قوم اس سے واقف نہ ہو ورنہ وہ مسلمان ہو جائیں گے اور ہماری سرداری ختم ہو جائے گی)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام مدعم کو خیبر کی لڑائی میں ایک تیر لگا - جس سے وہ مرگیا - مسلمانوں نے کہا - اس کو شہادت مبارک ہو - حضور نے فرمایا - یہ شہید نہیں دوزخی ہے - اس لئے کہ اس نے خیبر کے مغانم سے تقسیم ہونے سے پہلے ایک چھوٹا کمبل چرایا تھا - اب یہی کمبل اس کے لئے شعلہ بنا ہؤا ہے - قبیلۂ اشجع کا ایک شخص خیبر کے ایام میں وفات پا گیا - حضور سے نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے عرض کیا گیا - حضور نے فرمایا - تم اس کی نماز پڑھاؤ - یہ سُن کر لوگوں کے چہرے متغیر ہو گئے - حضور نے فرمایا - اس نے مالِ غنیمت سے چوری کی ہے - ہم نے اُس کے سامان کی تلاشی لی - تو ایک موزہ نکلا - جس کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی -

بنو فزارہ کے کافروں نے ارادہ کیا کہ جب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خیبر سے واپس ہوں تو ان پر حملہ کر دیا جائے - حضور نے اُن کو ڈرانے کے لئے ایک مختصر سی جمعیت بھیجی - یہ دیکھ کر وہ بالکل ہی بھاگ گئے - اور بیقاعدگی کے ساتھ ہر طرف منتشر ہو گئے - خیبر کی لڑائی میں کل ۲۰ مسلمان شہید ہوئے -

وادی القریٰ کا محاصرہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتح خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے -

یہاں یہودیوں نے عربوں کی فوجیں جمع کر رکھی تھیں۔ یہودیوں نے تیراندازی سے مسلمانوں کا استقبال کیا۔ حالانکہ مسلمان ابھی اپنی صفیں سیدھی بھی نہ کر سکے حضور کا غلام مارا گیا۔ لوگوں نے کہا۔ یہ جنت میں پہنچا۔ حضور نے فرمایا۔ غلط ہے اس نے خیبر کی غنیمت سے تقسیم ہونے سے پہلے ایک کمبل چرایا تھا۔ یہی کمبل آگ کا شعلہ بن کر اس پر پڑا ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی سارے لشکر میں کھلبلی پڑ گئی۔ ایک سپاہی نے چپلی (جوتی) کا تسمہ پیش کر دیا۔ جو اُس نے بلا اجازت اٹھایا تھا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ آگ کا تسمہ ہے۔ یعنی جس نے تقسیم غنیمت سے پہلے اسے اٹھایا تھا۔ وہ دوزخ میں جانے کا مستحق ہے۔ اب حضور نے صفوں کو سیدھا کیا۔ لواء حضرت سعدؓ بن عبادہ کو تفویض ہوا۔ ایک رایہ خبابؓ بن منذر کو۔ دوسرا رایہ سہیلؓ بن حنیف کو۔ تیسرا رایہ عبادؓ بن بشر کو ملا۔ لڑائی شروع کرنے سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو دعوتِ اسلام دی۔ اور اسلام قبول کرنے کے فوائد سمجھائے۔ کہا مسلمان ہونے سے تم اموال بچا لوگے۔ لیکن انہوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ اور صف سے مبارزت کے لئے ایک شخص نکلا۔ حضرت زبیرؓ بن عوام نے آگے بڑھ کر اُس کی گردن صاف اتار لی۔ پھر دوسرا کافر نکلا۔ حضرت زبیرؓ نے اُسے بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ پھر تیسرا کافر نمودار ہوا۔ حضرت علیؓ نے اُسے قتل کر دیا۔ اسی طرح اُن کے گیارہ بہادر قتل ہو کر فی النار والسقر ہوئے۔ ہر کافر کے قتل ہونے کے بعد باقی کافروں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ حتےٰ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ دوسرے روز سورج نے ایک نیزے کے برابر بھی اپنی صورت نہیں نکالی تھی کہ کافروں نے ہتھیار پھینک دیئے۔ مسلمانوں نے کل اموال پر قبضہ اور قیدیوں کو گرفتار کر لیا۔ حضور چار روز تک وادی القریٰ میں مقیم رہے۔ اور اسلامی سپاہیوں میں غنیمت تقسیم کی۔ زراعتی اراضی اور باغات نصف حصہ پر محکوم یہودیوں کے حوالہ کئے۔ جب تیماء کے یہودیوں کو خبر پہنچی کہ خیبر۔ فدک اور وادی القریٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی ہے تو انہوں نے بھی حضور

کو جزیہ پیش کر کے صلح کر لی - جب لشکر اسلام مدینہ واپس آیا تو مہاجرین نے انصار کو وہ مالی امداد واپس کر دی جو انہوں نے شروع ہجرت میں مہاجرین کو دی تھی - کیونکہ اب مسلمان مالدار ہونے لگے - اور فتوحات کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہو گیا (اللھم زد فزد) (زاد المعاد صفحہ ۴۰۰ جلد اول)

مکہ کے مسلمان قیدیوں کو چھڑانا

(۱) خیبر سے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں شوال تک مقیم رہے - اس دوران میں متعدد دستے مختلف جہات میں بھیجے - حضرت ابوبکرؓ کو ایک دستہ کا افسر بنا کر نجد کی طرف بنو فزارہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا - حضرت سلمہؓ بن اکوع بھی اس میں شامل تھے - خود بیان کرتے ہیں :- جب ہم دشمن کے قریب پہنچے تو رات کا آخری وقت تھا - حضرت صدیقؓ نے ہمیں اترنے کا حکم دیا - جب ہم نماز فجر سے فارغ ہو گئے تو ہم نے بنو فزارہ پر غارت ڈالی - اور کافروں کو قتل کیا - میں نے پہاڑ کی طرف چند لوگ دیکھے - ان میں بچے اور عورتیں بھی تھیں - میں ان کے پیچھے دوڑ رہا تھا تاکہ یہ مجھ سے پہلے پہاڑ پر نہ چڑھ جائیں - میں نے ایک تیر مارا جو ان کے اور پہاڑ کے درمیان گرا - میں ان کو دھکیلتا ہوا حضرت صدیقؓ کے پاس لے آیا - ان میں بنو فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کی پرانی پوستین پہنی ہوئی تھی - اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی - جو سارے عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی - حضرت صدیقؓ نے مجھے عطا کر دی - میں نے اس کا چہرہ بھی کھول کر نہیں دیکھا - اور مدینہ لے آیا - رات کو بھی میں نے اس کا چہرہ نہیں کھولا - پھر صبح کو راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے - فرمایا - سلمہ ! یہ عورت مجھے ہبہ کر دو (صفت بن بیٹی) میں نے عرض کیا یہ مجھے بہت پسند ہے اور میں نے ابھی اس کا چہرہ کھول کر نہیں دیکھا - حضور خاموش ہو کر چلے گئے - دوسرے روز حضور پھر مجھے ملے - فرمایا - سلمہ ! یہ عورت مجھے ہبہ کر دو - میں نے عرض کیا - حضور ! یہ مجھے بہت پسند ہے - اور میں نے ابھی اس کا چہرہ کھول کر نہیں دیکھا - حضور خاموش ہو کر چلے گئے -

تیسرے روز حضور پھر مجھے ملے۔ فرمایا۔ سلمہ! خدا کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے یہ عورت ہبہ کردو۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! بخدا میں نے ابھی تک اس کا چہرہ کھول کر نہیں دیکھا اور میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔ حضور نے یہ عورت مکہ میں قریش کے پاس بھجوائی اور اس کے معاوضہ میں مسلمان قیدیوں کو چھڑایا۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۲۱ جلد ۴)

(۲) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رض کو تیس ۳۰ سواروں کا افسر بنا کر ہوازن کی طرف بھیجا۔ مسلمان دن کو کمین گاہ میں چھپ جاتے۔ رات کو منزل طے کرتے۔ دشمن خبر سنتے ہی فرار ہوگیا۔ مسلمان مدینہ واپس آنے پر مجبور ہوگئے۔ واپسی میں بدرقہ (رہنما) نے عرض کیا۔ کیا آپ قبیلۂ خثعم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر رض نے جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا۔

ایک یہودی افسر کی شرارت

(۳) حضرت عبداللہ رض بن رواحہ تیس ۳۰ سواروں کے افسر بنا کر بشیر بن دارام یہودی کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے گئے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع پہنچی کہ وہ مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے لئے غطفانی فوجیں جمع کر رہا ہے۔ مسلمانوں نے خیبر میں اس کو پکڑ لیا۔ اس سے کہا۔ حضور نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے۔ تم ہمارے ساتھ چلو۔ وہ تم کو خیبر کا حاکم بنانا چاہتے ہیں۔ بشیر تیس ۳۰ یہودیوں کے ہمراہ چلنے پر راضی ہوگیا۔ مسلمانوں نے ایک ایک یہودی سوار اپنا اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جب مقام قرقرہ بنار میں جو خیبر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پہنچے تو بشیر کو اپنی حوالگی پر ندامت ہوئی۔ اور حضرت عبداللہ رض بن انیس کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ یہ سمجھ گئے اور اپنا اونٹ تیز ہنکا کر آگے بڑھے۔ حتے کہ بشیر پر قابو پا لیا۔ اور اس کا ایک قدم کاٹ لیا۔ بشیر کے ہاتھ میں درخت شوحط کا جس سے عرب کمانیں بناتے ہیں۔ ایک ڈنڈا تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ رض کے چہرہ پر مارا۔ وہ زخمی ہوگئے۔ یہ دیکھ کر ہر مسلمان نے اپنا اپنا یہودی قتل کردیا۔ صرف ایک یہودی بچ کر بھاگ گیا۔ مسلمانوں نے اس کے پکڑنے

میں بہت کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا۔
- جس وقت یہ دستہ مدینہ میں پہنچا تو حضور نے حضرت عبداللہؓ بن انیس کے زخم پر اپنا لعاب پھینکا۔ زخم بالکل اچھا ہو گیا۔

(۴) حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری تین[۳۰] پیدل سپاہیوں پر افسر بنا کر فدک میں بنو مرہ کی سرکوبی کے لئے بھیجے گئے۔ راہ میں دشمن کی بکریاں اور اونٹ ملے۔ جن کو چرواہے چرا رہے تھے۔ یہ جانوروں کو ہنکا کر مدینہ لے جانے لگے۔ دشمن نے مسلمانوں کو روکا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ کچھ مسلمان شہید ہوئے کچھ بھاگ گئے۔ دشمن اپنے جانوروں پر قبضہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت بشیرؓ سخت لڑائی کرتے ہوئے زخمی ہو گئے۔ اُن کو اٹھا کر فدک میں لے گئے۔ جب سب زخم اچھے ہو گئے تو مدینہ واپس آ گئے۔

حضرت اُسامہؓ بن زیدؓ کا واقعہ

(۵) حضرت اُسامہ بن زیدؓ جہینہ کی طرف بھیجے گئے۔ جب دشمن کے قریب پہنچے تو اُن کے حالات معلوم کرنے کے لئے چند جاسوس بھیجے۔ جب انہوں نے پوری اطلاعات بہم پہنچائیں تو رات کے وقت دشمن پر داخل ہوئے۔ اپنے کل سپاہیوں کو جمع کر کے جہاد کا جوش دلایا۔ فرمایا :-

اُوصیکم بتقوی اللہ وحدہ لاشریک لہٗ و ان تطیعونی ولا تعصون ولا تخالفون امری	میں تم کو خدائے وحدہ لاشریک لہ سے ڈرنے کا حکم دیتا ہوں۔ میری اطاعت کرو میری نافرمانی نہ کرو اور نہ میرے کسی حکم کی مخالفت کرو۔

اس کے بعد صفیں سیدھی کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا۔ ترتیب سے کھڑے رہو۔ حتے کہ ہر سپاہی اپنے ساتھی سے علیحدہ نہ ہو۔ کوئی شخص الگ ہو کر بھاگنے نہ پائے۔ بعد میں تم یہ نہ کہو جبکہ میں تم سے جواب طلب کروں کہ ہمارا ساتھی کدھر ہے مجھے معلوم نہیں۔ جب میں اللہ اکبر کا نعرہ لگاؤں تم سب بھی نعرۂ تکبیر بلند کرنا۔ اور اپنی تلواریں سونت لو۔ جب دوسری مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کرو اسی دم دشمن پر ٹوٹ پڑو۔

احاطہ کر لیا۔ اور گاجر مولی کی طرح اُنہیں کاٹنا شروع کیا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کا شعار (امتیازی کلمہ) أمت أمت (مار ڈالو مار ڈالو) تھا۔ حضرت اُسامہؓ نہیک بن مرداس (ایک شخص) کے تعاقب میں دوڑے۔ جب اُس کے قریب پہنچے اور وہ تلوار کی زد میں آگیا تو فوراً بول اُٹھا لا الٰہ الا اللہ۔ مگر حضرت اسامہؓ نے کچھ پرواہ نہ کی اور اُسے قتل کر دیا۔ دشمن کے قیدی۔ بکریاں، اونٹ وغیرہ لے کر مدینہ کی طرف لوٹتے۔ ہر مسلمان سپاہی کے حصہ میں دس دس اونٹ اور بکریاں آئیں۔ حضرت اُسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے اور نہیک بن مرداس کا واقعہ سنایا۔ حضور کو بہت صدمہ ہوا۔ فرمایا۔ تم نے اُسے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کیا۔ عرض کیا۔ حضور! اُس نے اپنی جان بچانے کے لئے لا الٰہ الا اللہ پڑھا تھا۔ حضور نے فرمایا۔ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ جب روزِ قیامت میں اُس کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ تمہارا دامن پکڑے گا تو اُس وقت تم کیا جواب دو گے۔ حضور بار بار یہ جملہ دہراتے رہے۔ حتےٰ کہ حضرت اسامہؓ کو اتنا افسوس ہوا کہ کاش آج انہوں نے اسلام قبول کیا ہوتا (کیونکہ مسلمان ہونے سے تمام گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں) آخر انہوں نے یہ کہہ کر اپنی جان چھڑائی۔ حضور! اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ اُس شخص کو کبھی قتل نہ کروں گا۔ جو لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیگا۔ حضور نے فرمایا۔ میرے بعد بھی۔ عرض کیا۔ آپ کے بعد بھی ایسے شخص کو قتل نہ کروں گا (زاد المعاد صفحہ ۲۰۷ جلد اول)

ایک مسلمان کی حیرت انگیز شجاعت

(۶) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالبؓ بن عبد اللہ کلبی کو کدید (حجاز میں مکہ سے بیالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے) میں بنی لوح پر غارت ڈالنے کا حکم دیا۔ حضرت جندبؓ بن کلیث جہنی فرماتے ہیں:- میں خود اس دستہ میں شامل تھا۔ جب مقام قدید میں پہنچے تو حرث بن مالک ہم کو ملا۔ ہم نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اُس نے کہا۔ میں اسلام قبول کرنے جا رہا ہوں۔ ہمارے امیر حضرت غالبؓ نے فرمایا۔ اگر فی الواقع تم مشرف بہ اسلام ہونے

کے لئے جا رہے ہو تو چوبیس گھنٹے تم کو بیڑیوں میں باندھنے سے تمہارا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ اگر تم نے ہم کو دھوکہ دیا ہے تو ہم تم کو قید کر چکے ہیں۔ یہ کہہ کر اُس کو بیڑیوں میں بندھوا دیا۔ اور ایک قبیح صورت۔ بدنما شکل، چھوٹے قد والے سپاہی کو اُس پر متعین کر کے حکم دیا۔ ہماری واپسی تک اس کی نگرانی رکھو۔ اگر یہ بھاگنا چاہے تو فوراً اس کی گردن اُڑا دو۔ اس کے بعد ہم آگے بڑھے۔ حتیٰ کہ ہم کدید کے وسط میں سورج غروب ہونے سے کسی قدر پہلے پہنچے۔ میرے ساتھیوں نے مجھ کو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے آگے بھیجا۔ میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھا۔ جہاں سے دشمن کی آبادی صاف نظر آتی تھی۔ میں اُوندھے منہ زمین پر لیٹ گیا۔ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھ کو دیکھ لیا۔ اپنی عورت سے کہا۔ میں اس ٹیلہ پر ایک ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو مجھ کو شروع دن میں نظر نہ آئی تھی۔ ذرا تم بھی آکر نظر ڈالو۔ عورت نے کہا۔ مجھے بھی کچھ نظر آرہا ہے۔ خاوند نے کہا۔ مجھ کو کمان اور دو تیر پکڑاؤ۔ عورت نے اس کو پکڑا دیئے۔ اُس نے ایک نشانہ لگایا۔ تیر میرے پہلو میں لگا۔ میں نے بالکل حرکت نہ کی۔ اور تیر اپنے جسم سے نکال کر اپنے سامنے رکھ دیا۔ اُس نے دوسرا نشانہ لگایا۔ یہ تیر بھی ٹھیک میرے کندھے پر آکر لگا۔ میں نے اُس کو بھی اپنے بدن سے کھینچا۔ اور مطلقاً حرکت نہ کی۔ اُس نے اپنی عورت سے خطاب کیا۔ اس کو دو تیر لگ چکے ہیں۔ اگر یہ کوئی زندہ چیز ہوتی تو یقیناً حرکت کرتی۔ تم صبح کو اُٹھتے ہی یہ دونو تیر اُٹھا لانا تاکہ کتے اُن کو نہ چبالیں۔ جب ان کے جانور چر کر آگئے۔ دودھ دُہنے لگے۔ اطمینان سے بیٹھ گئے اور رات کا کچھ حصّہ بھی گزر گیا۔ تو ہم نے ایک کامیاب شبخوں مارا۔ اُن کے کچھ آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد اُن کے اونٹوں کو ہنکا کر واپس آئے۔ دشمن وہ بھی طیار ہو گئے۔ اور ہمارا تعاقب شروع کیا۔ حتیٰ کہ ہم حرث بن مالک پہنچ گئے۔ اور اُس کو اپنے ہمراہ لے کر آگے بڑھے۔ دشمن بہت زیادہ تعداد میں ہمارا تعاقب کر رہا تھا۔ اچانک قدید کی طرف سے ایک وادی چلتی نظر آئی۔ اور خدا نے اُس میں بڑا سیلاب

بھیج دیا۔ حالانکہ اُس وقت چاروں طرف بارش کے کچھ آثار نہ تھے۔ ہم جلدی اُس کو عبور کر رہے تھے۔ لیکن دشمن ہم تک نہ پہنچ سکا۔ اور وہ اس سیلاب کو نہ عبور کر سکا۔ اور دوسرے کنارے کھڑے ہو کر ہم کو دیکھتا رہا۔ (زاد المعاد صفحہ ۸۴ جلد اول)

عیینہ کی شکستِ فاش

(۷) حیل بن نبرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ یہ خیبر کی لڑائی میں لشکرِ اسلام کا بدرقہ تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ کیا خبر لائے ہو۔ عرض کیا۔ یمن۔ غطفان اور حیان کی فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ عینیہ نے اُن کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے طلب کیا ہے۔ کافروں کا یہ لشکر آپ کی طرف پیشقدمی کر رہا ہے۔ حضور نے حضرت صدیق اور حضرت عمر رض کو طلب کر کے مشورہ کیا۔ دونوں نے بالاتفاق کہا۔ حضرت بشیر رض بن سعد کو ان کے مقابلہ میں بھیج دیجئے۔ حضور نے ان کو لواء دیا۔ اور تین سو مسلمان اُن کے ماتحت کر دیئے۔ حضور نے حکم دیا۔ رات کو چلنا۔ دن کو چھپے رہنا۔ حیل بطور بدرقہ ہمراہ تھا۔ خیبر کے زیریں حصہ میں دشمن کی فوجوں کو جا لیا۔ اور ان کے جانور پکڑ لئے۔ جب دشمن کو یہ اطلاع پہنچی تو اُن کے دلوں میں مسلمانوں کا اتنا رعب بیٹھا کہ وہ منتشر و متفرق ہو گئے۔ حضرت بشیر رض نے اُن کی قیامگاہ پر حملہ کیا۔ وہاں کوئی دشمن موجود نہ تھا۔ اُن کے سب اونٹ ہنکا کر لے آئے۔ جب مقام بسلاح میں پہنچے تو عینیہ کا ایک جاسوس ملا۔ مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر آگے بڑھ کر عینیہ کی فوج سے متصادم ہوئے۔ مسلمانوں نے غفلت میں اُن کو جا لیا۔ خوب تیر اندازی کی۔ حتے کہ عینیہ کی فوج بھاگ گئی۔ صحابہ کرام نے اُن کا تعاقب کیا۔ اُن کے صرف دو آدمی گرفتار ہو سکے۔ ان کو حضور کے سامنے پیش کر دیا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ حضور نے ان کو رہا کر دیا۔ عینیہ ہزیمت کھا کر اپنے گھوڑے پر جا رہا تھا کہ حرث بن عوف سے اُس کی آنکھیں چار ہوئیں۔ اُس نے کہا۔ ٹھہر جاؤ۔ عینیہ نے جواب دیا۔ میں اس وقت نہیں ٹھہر سکتا۔ اسلامی فوج میرے

تعاقب میں ہے - حرث نے کہا - ابھی تک تمہاری آنکھیں نہیں کھلیں - محمد نے اتنے شہر پامال کر دیئے ہیں - لیکن تم ابھی تک اپنی غلطی پر اصرار کر رہے ہو - حرث کہتے ہیں - اُس روز میں دوپہر سے شام تک کھڑا دیکھتا رہا - مسلمانوں کے رعب سے دشمنوں کا حال پتلا تھا۔ (زاد المعاد صفحہ ۸۰۴ جلد اول)

اپنا مہر کہاں سے حاصل کیا؟

(۸) حضرت ابوحدرادمؓ بیان کرتے ہیں :- میں نے اپنی قوم کی ایک خاتون کے ساتھ شادی کی - دو سو درہم مقرر ہؤا (ایک درہم چوالیس پائی کے قریب ہوتا ہے) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہؤا - تاکہ آپ مہر کی رقم ادا کرنے میں میری امداد کریں - حضور نے دریافت کیا - تم نے کتنا مہر مقرر کیا ہے - میں نے عرض کیا - دوسو درہم - فرمایا - سبحان اللہ! اگر تم کو کسی وادی سے خزانہ مل جاتا تب بھی تم اتنا زیادہ مہر مقرر نہ کرتے - میر دست میں تمہاری امداد کرنے سے قاصر ہوں - میں کچھ دنوں تک ٹھہرا رہا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ رفاعہ بن قیس قبیلۂ جشم کا سردار اپنی قوم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لئے جمع کر رہا ہے - حضور نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو طلب کر کے فرمایا - جاؤ اور رفاعہ کی خبر لاؤ - ہم روانہ ہوئے - راستہ میں ایک کلاں سال اونٹنی ملی - ہم میں سے ایک فرد اُس پر چڑھ گیا - لیکن وہ کمزوری کی وجہ سے اُٹھ بھی نہ سکی - حتےٰ کہ دو آدمیوں نے پیچھے ہاتھ لگا کر اُسے اُٹھایا - وہ بمشکل اُٹھی - بہرکیف ہم تینوں آگے بڑھے - ہمارے ساتھ تیر اور تلواریں تھیں - دشمن کی آبادی میں ہم غروب آفتاب کے قریب پہنچے - میں امیر تھا اور یہ دو نو مسلمان میرے ماتحت تھے - میں ایک گوشہ میں چھپ گیا اور دو نو کو دوسری طرف چھپنے کا حکم دیا - تاکید کر دی کہ جب تم میرا نعرۂ تکبیر سنو تم بھی باہر نکل آنا - اور اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے میرے ساتھ دشمن کی فوج پر حملہ کر دینا - ہم موقعہ و فرصت کی انتظار میں رہے - حتےٰ کہ شب کا ایک حصہ گزر گیا - اُن کے چرواہے نے دیر لگائی - دشمن کو اندیشہ لاحق ہؤا - اُن کے سردار رفاعہ

بن قیس نے اپنی گردن میں تلوار لٹکا کر کہا۔ میں اُس کی تلاش میں جاتا ہوں۔ مجھے خدشہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ اُس کے سپاہیوں نے کہا۔ آپ کو جانے کی ضرورت نہیں۔ ہم جاتے ہیں۔ اُس نے کہا۔ میں خود تنہا جاؤں گا۔ کوئی سپاہی میرے پیچھے نہ آئے۔ جب یہ میرے قریب پہنچا تو میں نے اُسے تاک کر نشانہ لگایا۔ تیر ٹھیک اُس کے دل پر لگا۔ اُسی دم اُس کا خاتمہ ہو گیا۔ منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکال سکا۔ میں اپنی جگہ سے اُچھلا اور اُس کا سر اتار لیا۔ اس کے بعد میں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر اُن کے لشکر کے ایک طرف حملہ کر دیا۔

میرے دوسرے ساتھیوں نے نعرے بلند کرتے ہوئے پے در پے حملے کر دیئے۔ دشمن کو بھاگنے کے سوا نجات کی اور کوئی صورت نظر نہ آئی۔ وہ اپنی عورتوں اور بچوں کو اُٹھا کر بھاگ گئے۔ ہم اُن کے اونٹ اور بکریاں ہنکا کر لائے۔ میں نے یہ تمام مال اور رفاعہ کی گردن حضورؐ کے سامنے پھینک دی۔ حضورؐ نے مجھے تیرہ اونٹ عطا کئے (زاد المعاد صفحہ ۴۰۹ جلد اول)

ایک ناخوشگوار واقعہ

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قتادہؓ محلم بن جثامہ کو ایک دستہ فوج کا امیر بنا کر دشمنان اضم کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ راستہ میں عامر بن اضبط اشجعی مل گئے۔ یہ سواری پر تھے۔ اور کچھ سامان ساتھ تھا۔ عامر نے مسلمانوں کو السلام علیکم کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ اور اپنا راستہ لیا۔ مگر محلم اور عامر کے درمیان عداوت تھی۔ محلم نے ان کو قتل کر کے ان کا سامان قبضہ میں کر لیا۔ جب یہ دستہ مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ماجرا سنایا گیا۔ اور اُسی دم یہ آیتیں نازل ہوئیں:۔

یا ایہا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا	اے مسلمانو! جب تم راہ خدا میں لڑنے کے لئے باہر نکلو تو جن لوگوں پر حملہ کرنا چاہو، اُن کا حال اچھی طرح تحقیق کر لو۔ اور جو شخص اظہار اسلام کے لئے تم کو

فعند الله مغانم کثیرۃ کذٰلک کنتم من قبل فمن الله علیکم فتبینوا ان الله کان بما تعملون بصیرا

سلام کرے اُس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ یہ کہنے سے تمہارا مقصد دنیا کا ساز و سامان حاصل کرنا ہے۔ تاکہ اُس کو دشمن ٹھیرا کر لوٹ لو۔ خدا کے پاس تمہارے لئے بہت غنیمتیں ہیں۔ پہلے بھی تم اسی طرح تھے۔ خدا نے تم پر اپنا فضل کیا۔ پہلے اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔ جو کچھ کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلّم سے کہا۔ تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ حنین کی لڑائی میں عیینہ بن بدر نے عامر کا خون (قصاص) طلب کیا۔ حضور نے عامر کی قوم سے کہا۔ سردست تم اس وقت ہم سے پچاس اونٹ لے لو۔ باقی پچاس اونٹ مدینہ پہنچ کر ادا کر دیں گے۔ (قتل کی دیت سو اونٹ ہے) عیینہ نے کہا۔ مجھے منظور نہیں۔ ہم محلّم کی عورتوں کو ایسا ہی صدمہ پہنچائیں گے۔ جیسا کہ اُس نے صدمہ ہماری عورتوں کو پہنچایا ہے۔ یعنی اس کو قتل کرینگے۔ حضور نے پھر اسی جملہ کا اعادہ کیا۔ یہ انکار کرتا رہا۔ حضرت اقرع رض بن حابس اپنی جگہ سے اُٹھے۔ اور اُن کے ساتھ تخلیہ کیا۔ ان کو سمجھایا کہ حضور تم سے ایک قتل چھڑانا چاہتے ہیں تاکہ دونوں فریقوں میں صلح کرا دیں۔ اور تم انکار کرتے ہو۔ کیا تم حضور کو ناراض کرنا چاہتے ہو۔ اور جب حضور ناراض ہو گئے تو پھر خدا بھی تم سے ناراض ہو جائے گا۔ پھر حضور تمہارے لئے بد دعا کریں گے۔ تم حضور کا حکم مان لو ورنہ میں بنو تمیم کی پچاس شہادتیں گذارتا ہوں جو سب کے سب یہ شہادت دیں گے کہ مقتول کافر تھا۔ اُس نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ اُس کی دیت کا مطالبہ ناجائز ہے۔ یہ سننے کے بعد وہ دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ محلّم حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ درخواست کی کہ خدا سے میرے لئے دعاء مغفرت مانگیں۔ حضور نے فرمایا۔ یا اللہ! محلّم کو نہ بخش۔ محلّم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور اپنے دامن سے آنسو پونچھ رہا تھا۔ بعد میں حضور نے اُس کے لئے دعاء مغفرت کر دی۔

(زاد المعاد صفحہ ۴۰۹ جلد اول۔ تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۲۴ جلد ۴)

ایک افسر کا غصہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کو ایک دستہ کا امیر بناکر کسی مہم پر روانہ کیا۔ سپاہیوں کو حکم دیا۔ اپنے افسر کا حکم ماننا۔ اُس کی اطاعت بجا لانا۔ دستہ روانہ ہو گیا۔ راستہ میں سپاہیوں نے کسی امر کے متعلق اپنے امیر کو ناراض کر دیا۔ اُس نے حکم دیا۔ ایندھن جمع کر کے لاؤ۔ اور اُس میں آگ لگاؤ۔ جب آگ بھڑک اُٹھی تو کہا۔ حضور نے تم کو حکم دیا تھا کہ میرا حکم ماننا۔ اور میری اطاعت کرنا۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ افسر نے کہا۔ میں حکم دیتا ہوں کہ تم سب اس آگ میں کود پڑو۔ یہ سُن کر سپاہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اور یہ کہا۔ ہم اس آگ سے بچنے کے لئے حضور کی [illegible] بھاگتے ہیں۔ اس پر افسر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ جب مدینہ میں آئے تو حضور سے ماجرا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا:۔ انما الطاعۃ فی المعروف (صرف اچھے کام کے لئے اطاعت کرنی چاہئے) (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۲۶ جلد ۴)

طوافِ کعبہ کا شاندار منظر

خیبر کی لڑائی سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے مختلف جہات میں دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کے لئے چھوٹے چھوٹے دستے بھیجے۔ ذیقعدہ میں حسب معاہدہ حدیبیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف کعبۃ اللہ کے لئے خروج کا اعلان کیا۔ جب آپ یاجج میں پہنچے تو ہر قسم کے ہتھیار رکھ دیئے۔ صرف سواروں کو اپنے ساتھ تلوار لے جانے کی اجازت دی۔ اس دوران میں آپ نے حضرت جعفرؓ کی معرفت حضرت میمونہؓ کے پاس منگنی کا پیغام بھیجا۔ حضرت عباسؓ ان کے ولی تھے۔ کیونکہ حضرت میمونہؓ کی ہمشیرہ ان کی بی بی تھیں۔ حضرت عباسؓ نے حضور کے ساتھ حضرت میمونہؓ کا نکاح کر دیا۔ طواف شروع کرنے وقت حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا۔ کندھوں کو کُھلا رکھو اور خوب دوڑو۔ تاکہ مشرکین تمہاری جسمانی طاقت دیکھ کر مرعوب ہو جائیں۔ تمام کفار۔ اُن کی عورتیں

اور بچے مسلمانوں کا طواف دیکھ رہے تھے - حضرت عبداللہ رض بن رواحہ تلوار سونتے ہوئے حضور کے آگے اشعار گا رہے تھے - جن میں سے ایک شعر یہ ہے :۔ ؎

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ - قد انزل الرحمٰن فی تنزیلہ

اے کفار! حضور کا راستہ چھوڑ دو - اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن مجید نازل کیا ہے -

حضور نے تین روز مکہ میں قیام کیا - چوتھے روز باہر نکل آئے -
(زاد المعاد صفحہ ۱۱۴ جلد اول)

چوتھے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی مجلس میں حضرت سعد رض بن عبادہ کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے کہ سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ آئے - کہا - ہم اللہ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ شہر خالی کر دیجئے - معاہدہ کی رو سے آپ کو صرف تین روز ٹھہرنا چاہیئے - حضرت سعد بن عبادہ نے کہا - تیری ماں مر جائے - یہ نہ تیرا شہر ہے اور نہ تیرے باپ کا - حضور یہاں سے نہیں نکلیں گے - حضور نے فرمایا - میں نے تمہاری قوم میں ایک خاتون سے شادی کی ہے - تمہارا کیا حرج ہے اگر میں یہاں چند روز ٹھہر جاؤں - شب عروسی گذاروں - اور ولیمہ کی دعوت طیار کروں تاکہ ہم کھائیں اور تم بھی ہمارے ساتھ مل کر کھانا تناول کرو - انہوں نے کہا - ہم اللہ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیں - حضور نے حضرت ابو رافع رض کو حکم دیا - لوگوں میں کوچ کرنے کا اعلان کر دو - حضور مسلمانوں کے ساتھ شہر سے باہر آ گئے - جب مقام سرف میں پہنچے - تو حضرت میمونہ رض بھی تشریف لے آئیں - کافروں نے ان پر بہت سختی کی تھی - حضور نے یہاں شب زفاف گزاری - کچھ ایام گذرنے کے بعد اسی جگہ حضرت میمونہ رض نے وفات پائی -

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہو گئے تو بیت اللہ میں داخل ہوئے - حضرت بلال رض نے بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی - عکرمہ بن ابی جہل نے کہا - اس خدا کا شکر جس نے میرے باپ کو پاس

غلام کی یہ آواز سننے سے پہلے ہی اٹھا لیا۔ صفوان بن امیہ نے کہا۔ خدا کا شکر کہ اس نے میرے باپ کو یہ منظر دیکھنے سے پہلے ہی اٹھا لیا۔ خالد بن ولید نے کہا خدا کا شکر کہ اس نے میرے باپ کو بلال کی یہ ڈھینچو ڈھینچو سننے سے پہلے ہی اٹھا لیا۔ سہیل بن عمرو اور دیگر اشرافِ قریش نے اذان سن کر اپنے منہ ڈھانپ لئے۔ بعد میں اللہ تعالےٰ نے ان میں سے اکثر کو مشرف باسلام کر دیا۔

مکہ سے واپسی

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مراجعت کرنے لگے تو حضرت حمزہ رضؓ کی صاحبزادی پکارنے لگی۔ چچا چچا! مجھے کہاں چھوڑ چلے۔ حضرت علی رضؓ نے انہیں اٹھا لیا۔ حضرت فاطمہ رضؓ سے کہا۔ یہ تمہاری چچازاد بہن ہے۔ اس کی خدمت کرو۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے انہیں اٹھا لیا۔ اب حضرت علی رضؓ۔ حضرت جعفر رضؓ اور حضرت زیدؓ بن حارثہ آپس میں لڑنے لگے۔ ہر شخص کہتا تھا میں اس کو اپنی تحویل میں لینے کا حقدار ہوں۔ حضرت زیدؓ نے عرض کیا۔ میں حضرت حمزہ رضؓ کا وارث ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں سلسلۂ مواخات قائم کرتے وقت حضرت زیدؓ کو حضرت حمزہؓ کا بھائی بتایا تھا۔ حضور نے جواب دیا۔ تم ہمارے بھائی ہو۔ حضرت علی رضؓ کو اس طرح ٹھنڈا کیا۔ میں اور تم ایک چیز ہیں۔ یہ کہہ کر حضور نے لڑکی کو حضرت جعفر رضؓ (حضرت علی رضؓ کے بڑے بھائی) کی تحویل میں دے دیا۔ کیونکہ اس لڑکی کی خالہ حضرت جعفر رضؓ کی بی بی تھیں۔ حضور نے فرمایا۔ تم میرے بدن سے مشابہت رکھتے ہو۔ مجھ جیسے اخلاقِ حسنہ رکھتے ہو۔ خالہ بمنزلہ والدہ کے ہے۔ اس لئے میں تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ حضرت علی رضؓ نے حضور سے عرض کیا۔ آپ اس سے شادی کرلیں۔ فرمایا۔ یہ میرے رضاعی بھائی کی صاحبزادی ہے (اس واسطے مجھ پر حرام ہے۔ حضرت حمزہ رضؓ اور حضور نے ایک ساتھ مل کر ابولہب کی لونڈی کا دودھ پیا تھا۔ حضور نے حضرت ابوسلمہ رضؓ کے صاحبزادہ حضرت سلمہ رضؓ سے اس کی شادی کردی۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۳۵ جلد ۲)

بنو سلیم

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ وارد ہوئے تو ابن ابی عوجاء سلمی کو پچاس سوار دے کر بنو سُلیم کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا - ایک جاسوس نے اپنی قوم کو با خبر کیا کہ مسلمانوں کی فوج آ رہی ہے - دشمن نے بہت فوج جمع کر لی- مسلمان آئے تو اُن کو لڑنے کے لئے متعد پایا- مسلمانوں نے پہلے اُن کو دعوتِ اسلام دی - انہوں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے تیروں کی بارش برسا دی- کہا- ہم تمہاری دعوت قبول نہیں کرتے - دشمن کو برابر امداد مل رہی تھی - انہوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا- مسلمانوں نے بھی سخت مقابلہ کیا- اکثر مسلمان شہید ہو گئے - حضرت ابن ابی عوجاءؓ کو بہت زخم آئے - باقی ماندہ سپاہی اُن کو اُٹھا کر ماہِ صفر میں مدینہ لے آئے -

دیگر واقعات

اسی سال شاہِ مصر مقوقس نے حضور کے سفیر حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کو حضور کے لئے بہت سی چیزیں تحفہ میں دیں - جن میں حضرت ماریہؓ - سیرینؓ اور ایک خصی غلام بھی تھے - دونو لونڈیاں راستہ میں مسلمان ہو گئیں-

واقدی مشہور مؤرخ کے قول کے مطابق اسی سال حضور نے دو درجہ والا منبر بنایا- تیسرا درجہ بیٹھنے کی جگہ تھی - ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ۸ھ میں یہ منبر بنا تھا - (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۳۶ جلد ۴)

۸ھ

خالدؓ بن ولید- عمروؓ بن عاص اور عثمانؓ بن طلحہ مسلمان ہوتے ہیں

حضرت عمروؓ بن عاص (فاتح مصر) بیان کرتے ہیں :- میں اسلام کا بڑا دشمن تھا- بدر میں مسلمانوں کے خلاف شامل ہوا - وہاں سے بچ کر چلا آیا- پھر خندق

کی لڑائی میں مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہوا۔ یہاں بھی بچ گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں کب تک خلافِ عقل کام کرتا رہوں گا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) قریش پر ضرور غالب آجائے گا۔ میں نے اپنا مال قبضہ میں لیا اور لوگوں سے ملاقات کرنی بند کر دی۔ جب حدیبیہ کا معاہدہ عمل میں آیا تو میں نے اپنے دل میں کہا۔ آئندہ سال محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے مسلمانوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گے۔ اب نہ مکہ جائے امن ہے اور نہ طائف میں پناہ مل سکتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ میں مکہ سے نکل جاؤں۔ اُس وقت میرے دل میں اسلام کے خلاف سخت نفرت تھی۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر قریش کے سب لوگ مسلمان ہو جائیں تب بھی میں اسلام قبول نہ کروں گا۔ یہ عزم کرکے مکہ میں آیا اور اپنے اُن دوستوں کو جمع کیا جو میرے زیر اثر تھے۔ میرا حکم مانتے تھے۔ اور میری اقتداء کرتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا۔ تم مجھے کیسا سمجھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ اپنے سے زیادہ آپ کو عقل مند سمجھتے ہیں۔ آپ ہم سے زیادہ مدبر ہیں۔ میں نے کہا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) دن بدن توقع سے زیادہ عروج کر رہا ہے۔ میں ایک رائے پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ بتائیے۔ میں نے کہا۔ ہم نجاشی (شاہِ حبشہ) کے پاس چلے جائیں۔ اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) قریش پر غالب آگیا تو میرے نزدیک نجاشی کی غلامی محمدؐ کی غلامی سے بہتر ہے۔ سب نے کہا۔ آپ کی رائے صحیح ہے۔ میں نے کہا۔ اُس کے لئے تحائف جمع کرو۔ اُس کو ہمارے ملک کا چمڑہ بہت ہی پسند ہے۔ میں نے بہت سا چمڑہ اپنے ساتھ لیا اور حبشہ پہنچ گئے۔ جب ہم محل کے قریب پہنچے تو حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری کو اندر سے نکلتا دیکھا۔ حضور نے اُن کو اپنے مسلمانوں کے مفاد محفوظ کرنے کے لئے اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:۔ یہ عمرو بن امیہ ہے۔ میں نجاشی سے مطالبہ کروں گا کہ وہ اسے ہمارے حوالہ کر دے۔ میں اُس کی گردن اڑا دوں گا۔ قریش خوش ہو جائیں گے۔ اور میں اپنے دل کی پیاس بجھالونگا کہ میں نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے بدلہ لے لیا۔ میں نجاشی کے دربار

میں حاضر ہؤا۔ اُس کو سجدہ کیا۔ جیساکہ میں پہلے سجدہ کرتا تھا۔ اُس نے کہا۔
آؤ میرے پرانے دوست! اپنے ملک سے میرے لئے کوئی تحفہ لائے ہو۔
میں نے جواب دیا۔ ہاں اے بادشاہ سلامت! آپ کے لئے بہت سا چمڑہ
لایا ہوں۔ نجاشی بہت خوش ہؤا۔ اپنے پادریوں اور بڑے بڑے افسروں
میں تقسیم کیا۔ اُس نے اپنے خادم کو حکم دیا۔ "مجھے خاص کمرہ میں پہنچاؤ" جب
اُس نے میرے ساتھ تخلیہ کیا۔ اور میں نے اُس کو خوش دیکھا۔ تو میں نے
کہا۔ بادشاہ سلامت! میں نے آپ کے محل سے ایک شخص کو باہر نکلتے دیکھا
ہے۔ یہ ہمارے دشمن کا سفیر ہے۔ اِس نے ہمیں بہت صدمہ پہنچایا ہے نجاشی
نے میری ناک پر بڑے زور سے مکہ مارا۔ میری نکسیر پھوٹ گئی۔ خون
کا فوارہ چھوٹ پڑا۔ میں یہ سمجھا کہ اُس نے میری ناک توڑ دی ہے۔ میرے
تمام کپڑے خون میں تر بتر ہو گئے۔ مجھے اتنی ذلت ہوئی کہ اگر اُس وقت
زمین شق ہو جاتی تو میں اُس میں سما جاتا۔ میں نے کہا۔ بادشاہ سلامت! اگر
مجھے علم ہوتا کہ آپ میری اس بات سے ناراض ہوں گے تو میں آپ سے
یہ مطالبہ نہ کرتا۔ اُس نے کہا۔ اے عمرو! تو اُس شخص کا سفیر مانگتا ہے۔
جس پر ناموسِ اکبر اُترتا ہے۔ جو پہلے حضرت موسٰےؑ اور حضرت عیسٰیؑ پر اُترتا
تھا۔ تو ایسے رسول کے سفیر کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ
فرماتے ہیں:۔ اُس کے یہ الفاظ سننے کے بعد خدا نے میرے دل کی کیفیت
پلٹ دی۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ بادشاہ اور تمام عرب و عجم حق کو
پہچان چکے ہیں۔ اور تو ابھی تک اُس کا مخالف ہے۔ میں نے عرض کیا۔
بادشاہ سلامت! کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)
برحق رسول ہے۔ اُس نے کہا۔ اے عمرو! میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ سچا
رسول ہے۔ تم اُس کا حکم مانو اور اُس کی تابعداری کرو۔ وہ اپنے مخالفوں
پر اسی طرح غالب آ جائے گا جس طرح حضرت موسٰےؑ فرعون اور اُس کے
لشکر پر غالب آ گئے تھے۔ میں نے کہا۔ کیا آپ اُن کی طرف سے میری
بیعتِ اسلام قبول کر لیں گے۔ اُس نے کہا۔ ہاں یہ کہہ کر اُس نے ہاتھ بڑھایا۔

اور میری بیعتِ اسلام قبول کر لی۔ پھر ایک طشت منگوایا۔ اُس میں میرا خون دھویا۔ میرے کپڑے صاف کئے۔ میرے تمام کپڑے خون آلود ہو گئے تھے۔ اُس نے یہ میرے کپڑے اپنے ملازموں کو پہنا دیئے۔ پھر میں محل سے باہر نکل آیا۔ اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ وہ شاہی خلعت دیکھ کر خوش ہوئے۔ دریافت کیا۔ تمہارا مدعا پورا ہو گیا۔ میں نے جواب دیا۔ میں نے اوّل مجلس میں اُس سے اُس کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ انہوں نے کہا۔ آپ کی رائے صحیح ہے۔ اس کے بعد میں نے اُن کی رفاقت چھوڑ دی۔ اور اپنے مقصد کے لئے روانہ ہُوا۔ بندرگاہ پر پہنچا۔ ایک کشتی لنگر اُٹھانے کے لئے طیار کھڑی تھی۔ مسافروں سے پُر تھی۔ میں اُس پر سوار ہو گیا کشتی اپنی منزل مقصود پہ پہنچی۔ میں باہر نکلا۔ میرے پاس سفر کا خرچ موجود تھا۔ میں نے ایک اونٹ خریدا۔ اور مدینہ کا رُخ کیا۔ جب مرالظہران سے گذرتا ہُوا ہدا میں پہنچا تو مجھ سے آگے دو آدمی جا رہے تھے۔ منزل میں اُترے۔ ان میں سے ایک خیمہ میں گھس چکا تھا۔ دوسرا سواریوں کو تھامے ہوئے کھڑا تھا۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت خالدؓ بن ولید تھے۔ میں نے دریافت کیا۔ کدھر کا ارادہ ہے۔ جواب دیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا ہوں۔ سب لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں۔ جس کے دل میں طمع ہو۔ بخدا اگر میں نے اب توقف کیا اور مسلمان ہونے میں دیر لگائی تو ہماری گردن اسی طرح پکڑی جائے گی۔ جس طرح گدہ اپنے بل میں پکڑا جاتا ہے۔ میں نے کہا۔ میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جا رہا ہوں۔ اسلام قبول کرنے کا ارادہ ہے۔ یہ سُن کر حضرت عثمانؓ بن طلحہ خیمہ سے نکلے۔ اور میرا استقبال کیا۔ پھر ہم تینوں منزل میں اُترے۔ پھر مدینہ کی طرف کوچ کیا۔ میں اُس وقت ایک شخص کی بات نہیں بھولا جو وہ بئرابی عقبہ پہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا۔ اے رباح! اے رباح! (عربی میں رباح کے معنی ہیں نفع) میں نے اُس کے الفاظ سے نیک فال لی۔ اور خوش ہُوا (کہ نفع ہمارا یہ سفر سعادت و فلاح سے پُر ہے)

اس کے بعد اُس نے ہماری طرف دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ان دو شخصوں کی آمد سے سارا مکہ مطیع و منقاد ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ اُس کا اشارہ میری طرف اور خالد بن ولید کی طرف تھا۔ اس کے بعد وہ شخص مسجد النبی کی طرف دوڑا۔ میں نے خیال کیا۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہماری آمد کی خوشخبری سنانے گیا ہے۔ میرا یہ خیال صحیح نکلا۔ ہم نے اپنے اونٹ شہر کے باہر میدان میں بٹھائے۔ نئے کپڑے پہنے۔ اس کے بعد عصر کی اذان ہوئی۔ ہم حضور کی طرف بڑھے۔ اور حضور کا چہرہ خوشی کے مارے چمک رہا تھا۔ جو مسلمان گرد و پیش بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بھی خوش ہو رہے تھے۔ پہلے حضرت خالد بن ولید آگے بڑھے۔ اور حضور کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اُس کے بعد حضرت عثمان رض بن طلحہ نے بیعت کی۔ پھر میں آگے بڑھا اور حضور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ شرم کے مارے اپنی آنکھ آپ کی طرف نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ حضور نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ حضور نے فرمایا۔ اے عمرو! کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اس شرط سے مسلمان ہوتا ہوں کہ میرے سب گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں۔ حضور نے فرمایا۔

ان الاسلام یھدم ما کان قبلۃ وان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا	اسلام قبول کرنے سے تمام گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ہجرت کرنے سے تمام گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔ جب ہم دونو۔ میں اور خالد بن ولید مسلمان ہوئے حضور کسی اور کو مسلمان ہونے میں ہم پر فوقیت نہیں دیتے تھے۔ یعنی ہمارے بعد جو شخص مسلمان ہوا اس کو ہم پر فوقیت حاصل نہ تھی۔ حضرت صدیق رض کے بعد خلافت میں بھی ہمارا یہی رتبہ تھا۔ حضرت عمر رض کے عہد میں بھی میرا یہی درجہ قائم رہا۔ لیکن حضرت عمر رض حضرت خالد بن رض ولید سے کسی قدر ناراض تھے۔

حضرت خالد رض بن ولید کا بیان

یہ اپنا بیان اس طرح دیتے ہیں:۔ جب خدا نے مجھے ہدایت دینی چاہی

میرے دل میں اسلام ڈال دیا۔ مجھے صحیح راہ پر چلا دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں تمام لڑائیوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کھڑا ہوا ہوں۔ کوئی ایسی لڑائی بھی ہوگی جس میں حضور کے موافق کھڑا ہو جاؤں۔ اور مسلمانوں کے دوش بدوش کھڑے ہو کر کافروں سے لڑوں۔ آج تک تمام لڑائیوں میں خلاف عقل قدم اٹھاتا رہا ہوں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم یقیناً غالب ہوں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کی طرف کوچ کیا۔ تو میں کفار کا ایک سوار دستہ لے کر عسفان میں آپ کے بالمقابل کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مسلمانوں کو نمازِ ظہر پڑھائی۔ ہم آپ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے آئے تھے۔ پھر ہم نے اپنا عزم چھوڑ دیا۔ اور اچھا ہوا۔ آپ ہمارے ارادہ کو بھانپ گئے۔ اور مسلمانوں کو نمازِ عصر صلاۃ الخوف (میدان جنگ کی مختصر و مخصوص نماز) پڑھائی۔ اس سے ہمارے دل پر بڑا اثر ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اِنَّہٗ ممنوع (کوئی دشمن ان پر کامیاب نہیں ہو سکتا) میں نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا۔ اور لڑائی سے کنارہ کش ہو گیا۔ حضور نے بھی اپنا راستہ بدل دیا۔ اور دائیں جانب چلے گئے۔ جب قریش سے صلح ہو گئی تو میں نے اپنے دل میں کہا۔ اب کیا باقی رہ گیا ہے۔ میں نجاشی کے پاس جا کر پناہ ڈھونڈوں۔ وہ بھی تو مسلمان ہو چکا ہے۔ اور وہاں مسلمان موجود ہیں۔ میں ہرقل (عیسائیوں کے بڑے بادشاہ) کے پاس چلا جاؤں۔ اور اپنا مذہب چھوڑ کر نصرانیت یا یہودیت قبول کروں۔ اور عجم میں باقی عمر گزاروں۔ یا مکہ میں اپنی زندگی بسر کروں۔ میں اسی تردد میں تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معاہدہ حدیبیہ کے مطابق دوسرے سال مکہ میں حج کرنے داخل ہوئے۔ میں اس وقت وہاں سے غیر حاضر تھا۔ میرا بھائی ولید بن ولید مسلمان ہو چکے تھے۔ اور اس روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے مجھے طلب کیا۔ جب میں نہ ملا۔ تو ایک خط لکھ کر چھوڑ گئے۔ اس کا مضمون یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد۔ مجھے اس سے زیادہ کسی اور چیز پر تعجب نہیں ہوا کہ تم ابھی تک اسلام سے دور بھاگ رہے ہو۔ حالانکہ تم بڑی

عقل کے مالک ہو۔ تم جیسا ذی رائے اور معزز شخص اسلام سے متنفر رہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا تھا۔ خالد کہاں ہے۔ میں نے جواب دیا۔ خدا اُسے لے آئے گا۔ حضور نے فرمایا۔ خالد جیسا عقلمند اور سمجھ دار آدمی اسلام قبول نہ کرے۔ اگر وہ اپنی جد و جہد مسلمانوں کے ساتھ مل کر خرچ کرے تو اُن کے لئے اچھا ہوتا۔ ہم اُن کو اپنی فوج کا افسر بنا کر اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں بھیجیں گے۔ اے میرے بھائی! تم یہ موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دو۔ تلافیٔ مافات کرو۔ اور گذشتہ کارگذاریوں کا نعم البدل دو۔

جب میں نے یہ خط پڑھا تو خوشی کے مارے اُچھل پڑا۔ اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت زیادہ ہوئی۔ اور مجھے خوشی ہوئی کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا ہے۔ میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں ایک ایسے تنگ شہر میں مقیم ہوں۔ جہاں قحط پڑا ہوا ہے۔ پھر میں ایک ایسے شہر کی طرف منتقل ہوا جو سرسبز و شاداب ہے۔ وسیع اور فراخ ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ خواب بھی سچا ہے۔ میں جب مدینہ میں وارد ہوا تو حضرت صدیق رضہ سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے مجھ کو اس کی یہ تعبیر بتائی۔ تنگ شہر سے تمہارا نکلنا اس سے یہ مراد ہے کہ خدا نے تمہیں اسلام کی برکت دی ہے۔ تنگ سے مراد شرک و کفر ہے۔ اس سے خدا نے تم کو نکالا ہے۔ جب میں نے مدینہ جانے کا پکا ارادہ کر لیا تو میں نے اپنے دل میں کہا۔ کسی کو اپنا رفیقِ سفر بناؤں۔ میں صفوان بن امیہ سے ملا۔ اُس سے کہا۔ ہم مغلوب ہو چکے ہیں۔ اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) عرب و عجم پر غالب آچکا ہے۔ ہمیں اُس کی خدمت میں حاضر ہونا اور اُس کی تابعداری قبول کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ اُس کی شان و شوکت ہماری شان و شوکت ہے۔ صفوان نے اسلام قبول کرنے سے سخت نفرت کا اظہار کیا۔ اُس نے کہا۔ اگر میرے سوا سب نے اسلام قبول کر لیا تب بھی میں مسلمان نہ ہوں گا۔ میں یہ مایوس کن جواب سُن کر اُس سے علیحدہ ہو گیا۔ میں نے کہا۔ اس کا بھائی اور باپ بدر میں مارے گئے ہیں۔ اس واسطے یہ اسلام کا دشمن ہے۔ پھر میں نے عکرمہ بن ابی جہل سے ملاقات کی۔ اُس نے بھی

صفوان جیسا جواب دیا - میں نے اُس سے کہا - تم کسی سے میرا تذکرہ نہ کرنا - اُس نے وعدہ کیا - میں کسی سے ذکر نہ کروں گا - میں اپنے مکان میں آیا - اپنی سواری طیار کرنے کا حکم دیا - میں چل پڑا - جتنے کہ راستہ میں حضرت عثمان رضہ بن طلحہ ملے - میں نے کہا - یہ میرا رفیق سفر بنے گا - میں نے اُس سے اُس کے بزرگوں کے مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونے کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا - پھر میں نے کہا - اگر میں ذکر کروں تو مجھے کیا پرواہ ہے - اگر یہ ناراض ہوتا ہے تو ہوا کرے - میں تو یہاں سے کوچ کر رہا ہوں - مجھے کیا ضرر پہنچا سکتا ہے - میں نے اُس سے ذکر کر ہی دیا - اب ہماری حالت اُس لومڑی کی طرح ہے جو اپنے بل میں ہے - اگر اُس میں پانی کا ڈول ڈالا جائے تو وہ باہر نکل آئے گی - پھر میں نے اُس سے وہی ذکر کیا جو اس سے پہلے صفوان و عکرمہ سے کر چکا ہوں - اُس نے فوراً میری دعوت پر لبیک کہی - میں نے کہا - میں نے آج کوچ کرنے کا ارادہ کیا تھا - لیکن اب کل روانہ ہوں گا - تم مجھے مقام یاجج میں ضرور ملنا - اگر میں تم سے پہلے پہنچ گیا تو میں تمہارا انتظار کروں گا - اور اگر تم مجھ سے پہلے پہنچ گئے تو تم میرے منتظر رہنا - ہم سحری کے وقت اپنے مکان سے روانہ ہوئے - فجر طلوع ہونے سے پہلے ہم دونو یاجج میں مل گئے - اور اپنا سفر شروع کیا - مقام ہرہ میں حضرت عمرو رضہ بن عاص سے ملاقات ہوئی - اُس نے ہمیں مرحبا کہا - ہم نے بھی اُسے خوش آمدید کہا - اُس نے دریافت کیا - تمہارا سفر کس مقصد کے لئے ہو رہا ہے - اور ہم نے دریافت کیا - تم یہاں کیوں آئے ہو - اُس نے جواب دیا - اور تم کو یہاں کونسی چیز لائی ہے - ہم نے کہا - ہم اسلام میں داخل ہونے کے لئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں - اُس نے کہا - یہی چیز مجھے یہاں لائی ہے - اس کے بعد ہم تینوں سفر کرنے لگے - اور مدینہ میں داخل ہوئے - حرہ میں اپنی سواریاں بٹھائیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہماری آمد کی خبر مل گئی - حضور خوش ہوئے - میں نے اچھے کپڑے زیب تن کئے - پھر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا - میرے بھائی مجھ سے ملے -

کہا۔ جلدی جلدی قدم اٹھاؤ۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہاری آمد کی خبر مل چکی ہے۔ اور وہ تمہاری آمد سے خوش ہیں۔ اور تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ ہم جلدی جلدی قدم اٹھانے لگے۔ جب میں حضور کے سامنے پہنچا۔ تو حضور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے السلام علیکم کہا۔ آپ نے خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ میں نے کہا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ — میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔
وانک رسول اللہ

حضور نے فرمایا۔ میرے قریب آؤ۔ پھر فرمایا۔ اللہ کا شکر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔ تمہارے متعلق میری یہ راستے تھی کہ تم عقلمند ہو۔ تمہاری عقل تم کو ضرور بھلائی کی طرف رہنمائی کرے گی۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! میں آج تک اسلام کے خلاف تمام لڑائیوں میں شامل ہوتا رہا ہوں۔ آپ خدا سے دعا مانگئے کہ وہ سب میری تقصیریں معاف کر دے۔ حضور نے فرمایا۔ اسلام قبول کرنے سے تمام گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! اس پر بھی اضافہ کیجئے۔ حضور نے فرمایا:۔

اللھم اغفر لخالد بن ولید ما اوضع فیہ من صد فی سبیل اللہ — یا اللہ! تو خالد بن ولید کی وہ تمام تقصیریں معاف کر دے جو اس نے اسلام کو تباہ کرنے کے لئے اُن کا ارتکاب کیا تھا۔

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۳۰۴ جلد ۴)

فتح ہوازن

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت شجاع بن وھب کو چوبیس سپاہی دے کر ہوازن پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ دستہ بڑھا۔ رات کو سفر کرتے دن بھر کمین گاہ میں چھپے رہتے۔ حتیٰ کہ غفلت میں دشمن کو جا لیا۔ امیر نے ہدایت کی۔ دشمن کا تعاقب دور تک نہ کرنا۔ مسلمانوں کو بہت اونٹ ملے۔ سب کو ہنکا کر لے آئے۔ جب مدینہ میں آئے تو ہر سپاہی کو پندرہ

پندرہ اونٹ حصہ میں ملے ۔ دوسری روایت میں ہے :- قیدی بھی حاصل ہوئے ۔ اور امیر نے ایک خوبصورت لونڈی اپنے لئے پسند کر لی ۔ بعد میں قیدیوں کے رشتہ دار آئے ۔ مسلمانوں نے حضور سے مشورہ کیا۔ حضور نے فرمایا ۔ قیدی واپس کر دو ۔ جو لونڈی امیر کے پاس تھی۔ حضور نے اس کو اختیار دیا ۔ خواہ تم اپنے رشتہ داروں کے پاس جاؤ یا یہاں رہو۔ اس نے امیر کے پاس رہنا پسند کیا ۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۴۰ جلد ۴)

شام کی سرحد پر حملہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعبؓ بن عمیر غفاری کو پندرہ سپاہی دے کر ایک مہم پر بھیجا ۔ یہ ذات اطلاع (شام) میں پہنچے ۔ دشمن کی بہت فوج دیکھی ۔ پہلے مسلمانوں نے اُن کو دعوتِ اسلام دی ۔ انہوں نے انکار کیا اور تیروں کی بارش برسا دی ۔ مسلمانوں نے بھی اُن کا سخت مقابلہ کیا۔ سب مسلمان شہید ہو گئے ۔ مقتولین میں ایک مسلمان زخمی پڑا تھا۔ جب رات ہوئی تو اُٹھ کر مدینہ چلا آیا ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ حضور نے دوسری مہم بھیجنے کا ارادہ کیا۔ معلوم ہوا ۔ کہ دشمن دوسری جگہ چلے گئے ہیں ۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۴۱ جلد ۴)

عیسائیوں سے پہلی جنگ

غزوۂ مؤتہ

شام میں بلقاء کے نزدیک مؤتہ ایک مقام ہے ۔ جمادی الاولی ۸ھ میں یہ لڑائی ہوئی ۔ سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سب بادشاہوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے اپنے سفیر بھیجے تھے ۔ حضرت حارث رضؓ بن عمیر ازدی کو اپنا سفیر بنا کر شاہِ روم کے پاس بھیجا ۔ راستہ میں شرحبیل بن عمرو غسانی نے ان کو گرفتار کر کے بیڑیوں میں جکڑ دیا (یہ سارا قبیلہ عیسائی تھا اور اسلام کا سخت دشمن) پھر ان کو

قتل کر دیا - مسلمانوں کا صرف یہ سفیر کافروں کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے - جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ جانکاہ خبر ملی - تو آپ کو بہت غصہ آیا - اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کی قیادت میں تین ہزار فوج بھیج دی - اور ہدایت کر دی - کہ اگر تم شہید ہو جاؤ تو فوج کی سپہ سالاری جعفرؓ بن ابی طالب سنبھالیں - اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر فوج کا قائد اعظم عبد اللہؓ بن رواحہ ہے - اگر یہ بھی قتل ہو جائیں تو فوج کو اختیار دیا جاتا ہے کہ جسے چاہیں اپنا سالارِ اعظم بنائیں - جب حضور یہ فرما رہے تھے تو سب مسلمان رو رہے تھے کہ اب تینوں افسرانِ اعلیٰ شہید ہو جائیں گے - کیونکہ حضور نے خبر دیدی ہے،

فوج کے ساتھ کوچ کرنے کا ثواب

جمعہ کے روز صبح کے بعد یہ فوج مدینہ سے روانہ ہوئی - حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ نے اپنے اصحاب کو آگے روانہ کیا - کہا - میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جمعہ پڑھ کر آؤں گا - حضور نے جمعہ کے بعد ان کو دیکھا - فرمایا - تم صبح کو اپنی فوج کے ساتھ کیوں نہ روانہ ہوئے - عرض کیا - میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے پیچھے نمازِ جمعہ پڑھوں - پھر فوج سے مل جاؤں - حضور نے فرمایا - اگر تم ساری دنیا کا خزانہ خرچ کر ڈالو تب بھی تم اس فوج کے ساتھ صبح کے وقت کوچ کرنے کا ثواب حاصل نہیں کر سکتے -

خشیتِ الٰہی

یہ فوج تعداد میں صرف تین ہزار تھی - خود حضور بہ نفس نفیس اسکو الوداع کہنے کے لئے مدینہ کے باہر تک آئے - سب اُمراء (افسر) حضور کو السلام علیکم کہہ کر رخصت ہوئے - حضرت عبد اللہ بن رواحہ رونے لگے - عرض کیا گیا - آپ کیوں رو رہے ہیں - فرمایا - مجھ کو دنیا سے کچھ محبت نہیں - لیکن میں یہ آیت یاد کر کے روتا ہوں - جس کو حضور پڑھتے تھے - اور جس میں دوزخ کا بیان ہے -

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا

تم میں سے کوئی ایسا بشر نہیں جو جہنم پر سے ہو کر نہ گذرے - یہ وعدہ قطعی فیصل شدہ ہے،

نہ معلوم اس پر سے گذرتے ہوئے میرا انجام کیا ہوگا۔ مسلمانوں نے لشکرِ اسلام کو اس دعا سے رخصت کیا۔

صَحِبَکُمُ اللّٰہُ بِالسَّلَامَۃِ وَ — خدا تم کو سلامت رکھے دشمن کو تم سے
دَفَعَ عَنْکُمْ وَرَدَّکُمْ اِلَیْنَا — دفع کرے۔ اور تم کو نیک بنا کر ہمارے
صَالِحِیْنَ — پاس واپس لے آئے۔

تمنائے شہادت

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے یہ اشعار پڑھے ؎

لکنني أسأل الرحمٰن مغفرۃ — وضربۃ ذات فرع تقذف الزبدا

لیکن میں تو خدا سے دو چیزیں مانگتا ہوں ایک تو اُس کی مغفرت و بخشش دوسری تلوار کی ایک ضرب کاری جو مجھے ٹھنڈا کردے۔ (جامِ شہادت پلائے)

او طعنۃ بیدی حرّان مجھزۃ — بحربۃ تنفذ الأحشاء والکبدا

یا کافر کا ایسا نیزہ جو میرے خون کا پیاسا ہو وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا مجھ کو ایسا نیزہ مارے جو میرے اندرونِ جسم کو چیرتا ہوا میرے کلیجے پر جا لگے۔

حتی یقال اذا مروا علی جدثی — یا أرشدہ اللہ من غاز وقد رشدا

یہاں تک کہ جب وہ میری قبر سے گذریں تو بے ساختہ کہیں اے خدا کے وہ خوش نصیب غازی جس نے راہِ خدا میں جہاد کیا اور خوب کیا۔

عیسائیوں کی دو لاکھ فوج

جس وقت مسلمان مقام معان میں پہنچے تو خبر ملی کہ عیسائی بادشاہ ہرقل نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دو لاکھ لشکر جمع کر دیئے ہیں۔ جن میں عربی قبائل کی یہ عیسائی فوجیں بھی شامل ہیں۔ لخم۔ جذام۔ بلقین بہراء۔ اب مسلمان یہاں اتر گئے۔ اور دو رات تک اس پر مشورہ کرتے رہے۔ کہ ہم حضور کو مراسلت بھیج کر دشمن کی تعداد سے باخبر کریں۔ حضور یا تو ہمارے لئے مزید امداد بھیجیں گے یا کوئی تازہ ہدایت بھیجیں گے۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے مسلمانوں کو جوش دلاتے ہوئے کہا :۔ تم مدینہ سے صرف شہادت کا درجہ حاصل کرنے کے لئے نکلے ہو۔ ہمیں اس کی پرواہ نہیں کہ دشمن کتنی

زیادہ قوت اور کتنی زیادہ تعداد رکھتا ہے۔ ہم صرف تحفظ اسلام کے لئے لڑنے کی نیت سے باہر نکلے ہیں۔ اسی اسلام کی بدولت ہمیں خدا نے یہ بلند درجہ عطا کیا ہے۔ مسلمانو! آگے بڑھو۔ ہمیں ان دو چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملے گی۔ ظفر۔ فتح۔ نصرت یا شہادت۔ ان جامع الفاظ سے مسلمان متاثر ہوئے۔ آگے بڑھے۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ نے جوشیلے اشعار پڑھے۔ جو یہاں طوالت کی وجہ سے درج نہیں کئے جا سکتے۔

حضرت زیدؓ بن ارقم فرماتے ہیں :- میں حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ کی گود میں یتیم بچہ تھا۔ مجھے اس جہاد میں اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اور مجھے اپنی سواری پر ردیف بنا رکھا تھا۔ وہ شب کو منازل طے کر رہے تھے۔ اور اشعار پڑھ رہے تھے۔ یہ سن کر میں رونے لگا۔ انہوں نے مجھے دُرّہ رسید کیا کہا اگر خدا مجھے درجۂ شہادت عطا فرماتا ہے تو تیرا کیا حرج ہے۔

مسلمان دشمن کی کثرتِ تعداد سے خوف زدہ نہیں ہوتا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :- میں بھی اس لڑائی میں شامل تھا۔ جب ہم مشرکوں (حضرت ابوہریرہ عیسائیوں کو مشرک اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ صلیب کی پرستش کرتے ہیں) کے قریب پہنچے تو ہم نے لاتعداد عیسائی فوجیں۔ بے شمار اسلحہ اور جانور دیکھے جن پر عیسائی افسر زرق برق لباس اور ریشم و سنہری پوشاک زیب تن کئے ہوئے سوار تھے۔ میری آنکھیں چندھیا نے لگیں۔ حضرت ثابتؓ بن ارقم نے مجھ سے کہا۔ اے ابوہریرہ! تم شاید عیسائیوں کے بہت لشکر دیکھ رہے ہو۔ میں نے جواب دیا۔ ہاں۔ کہا۔ تم شاید بدر میں ہمارے ساتھ شامل نہ تھے۔ ہم کثرتِ تعداد کی پرواہ نہیں کرتے۔

حضرت جعفرؓ کے کارنامے

بلقاء کے قریب مشارف بستی میں دشمن کے لشکروں سے تصادم ہوا۔ مسلمان مقام مُوتہ میں جمع ہو گئے۔ اور صفیں سیدھی کر لیں۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ سخت خونریز جنگ شروع ہوئی۔ حضرت زیدؓ آگے بڑھے۔ دشمن سے سخت مقابلہ کیا۔ حتیٰ کہ دشمن نے تیروں کا مینہ برسا دیا۔

حضرت زیدؓ شہید ہو گئے۔ پھر حضرت جعفرؓ نے جھنڈا سنبھالا۔ یہ اپنے گھوڑے سے اُترے۔ اور اُسے زخمی کر دیا۔ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے:۔

یا حبذا الجنة واقترابها	آہا جنت کیا اچھی ہے میرے قریب آگئی
طيبة وباردا شرابها	یہ جنت خوب ہے اس کا پانی بہت ٹھنڈا ہے۔
والروم روم قد دنا عذابها	روم کے عیسائیوں کو پورا پورا عذاب دیا جائیگا۔
كافرة لبيدة أنسابها	یہ کافر ہیں ان کا خاندان دور تک چلا گیا ہے۔
عليّ ان لاقيتها ضرابها	میرے ذمہ یہ ہے کہ جب میں ان سے ملاقات کروں تو انہیں تلواریں ماروں۔

حضرت جعفرؓ گھوڑے پر سوار تھے۔ جب دشمن نے زیادہ ہجوم کیا۔ تو نیچے اُتر آئے۔ گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے میدانِ جنگ سے نہ بھاگنے کی نیت سے اپنے گھوڑے کی ٹانگیں قطع کر دیں۔ یہ رسم انہوں نے جاری کی۔ عیسائیوں سے خوب لڑتے رہے۔ عیسائیوں نے ان کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا۔ تو انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ سے جھنڈا سنبھالا۔ جب دشمن نے بایاں ہاتھ بھی اڑا دیا تو منہ اور بدن سے جھنڈا مضبوط پکڑ لیا۔ اور اُس کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ صرف سینہ اور کندھے کے درمیان نوے ۹۰ زخم تھے۔ اس وقت ان کی عمر تینتیس ۳۳ برس تھی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ رضؓ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑا۔ اور دشمن کی طرف بڑھے۔ گھوڑے پر سوار تھے۔ متردد تھے کہ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑوں یا پیدل۔ بالآخر گھوڑے سے اُتر آئے۔ ان کے چچا زاد بھائی نے گوشت کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ کہا اس کو کھا کر اپنی کمر سیدھی کر لیجئے۔ کیونکہ آج آپ کو سخت محنت کرنی پڑی ہے۔ انہوں نے گوشت کا ٹکڑا لے کر منہ سے نوچا ہی تھا کہ صف کے ایک حصہ سے حملہ کی آواز سنی۔ فرمایا۔ تو ابھی تک دنیا میں ہے۔ یہ کہہ کر گوشت کو پھینک دیا۔ اور تلوار لے کر آگے بڑھے اور کفار کا خوب مقابلہ کیا۔ حتےٰ کہ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت ثابت رضؓ بن ارقم نے جھنڈا سنبھال لیا۔ فرمایا۔ مسلمانو! تم اپنے افسر کا انتخاب کرو۔

فوج نے جواب دیا۔ آپ ہی ہمارے افسر بن جائیں۔ فرمایا۔ میں اس کا اہل نہیں۔ فوج نے بالاتفاق حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنا قائد اعظم بنایا۔ انہوں نے فوج کی قیادت سنبھالی۔ اور دشمن کی مدافعت کرتے ہوئے اسلامی فوج کو ایک طرف لے آئے۔ پھر شام ہوئی۔ اور لڑائی بند ہوگئی۔ رات کو اپنی فوج کی تبدیلی کی۔ میمنہ کی جگہ میسرہ اور میسرہ کی جگہ میمنہ رکھا۔ مقدمۃ الجیش میں قلب اور قلب میں مقدمۃ الجیش کے سپاہی لے آئے۔ صبح کو دشمن اسلامی فوج کی یہ ہیئت کذائی دیکھ کر مرعوب ہوگیا۔ کہا۔ رات کو مسلمانوں کو امداد پہنچ گئی۔

حضور کا معجزہ

جب میدان جنگ میں تینوں افسرانِ اعلیٰ شہید ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مسلمانوں سے فرمایا۔ خدا نے زمین کو میرے سامنے بلند کر دیا۔ میں نے صاف طور پر معرکۂ جنگ دیکھ لیا۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ شہید ہوگئے۔ پھر حضرت جعفرؓ نے جھنڈا سنبھالا۔ وہ بھی شہید ہوگئے۔ پھر حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑا۔ وہ بھی شہید ہوگئے۔ اس کے بعد سیف اللہ (اللہ کی تلوار) حضرت خالد بن ولید نے فوج کی قیادت سنبھالی۔ اُس کی قیادت میں لڑائی گرم ہوگئی۔ پھر خدا نے اُس کے ہاتھ پر لڑائی فتح کرا دی۔ ابھی ابھی حضرت جعفرؓ میرے سامنے سے فرشتوں کے ساتھ گزرے ہیں۔ حضرت جعفرؓ کے یاقوت کے دو پر ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ جنت میں اُڑ رہے ہیں۔ (کیونکہ دونو بازو میدانِ جنگ میں شہید ہو چکے تھے) جس وقت حضور یہ منظر بیان کر رہے تھے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ فرمایا تینوں افسر جنت میں داخل کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی فضیلت

اس لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا۔ خود حضرت خالدؓ بیان کرتے ہیں۔ اس روز میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔ صرف یمنی تلوار رہ گئی۔ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم جب لڑائی کا نقشہ بیان کر رہے تھے تو فرمایا۔ تینوں افسروں کے شہید ہونے کے بعد کوئی مسلمان افسر بننے کو تیار نہ تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے فوراً یہ عہدہ قبول کر لیا :۔

اَللّٰهُمَّ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِكَ اَنْتَ تَنْصُرُهٗ	یا اللہ! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو ہی اس کی مدد کرے گا۔

حضرت عوفؓ بن مالک ارشاد فرماتے ہیں :۔ میں بھی اس لڑائی میں شامل تھا۔ ہمارے ساتھ یمن کا ایک بدوی تھا۔ اُس کے پاس صرف ایک تلوار تھی۔ (کوئی ڈھال وغیرہ نہ تھی) ۔ ایک مسلمان نے اونٹ ذبح کیا۔ بدوی نے اُس سے کھال مانگی۔ اُس نے دے دی۔ اس بدوی نے اس کھال کو اپنی ڈھال بنا لیا۔ اس کے بعد ہم میدان جنگ کو روانہ ہوئے۔ عیسائی لشکر سے ایک رومی افسر سُرخ گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس کی زین سنہری تھی۔ اُس کے اسلحہ بھی سنہری تھے (یعنی اُن پر سونے کا پانی چڑھا ہُوا تھا) رُومی افسر مسلمانوں کے خلاف اقدام کرتا۔ یہ بدوی ایک پتھر کے پیچھے چھپ گیا۔ رُومی افسر اُس کے سامنے سے گذرا۔ بدوی نے اُس کے ٹخنے کاٹ دیئے۔ وہ نیچے گر پڑا۔ بدوی اُس کے سینہ پر سوار ہو گیا اور قتل کر دیا۔ اس کے بعد اُس کا گھوڑا اور سارا سلب (دشمن مقتول کے بدن سے جو کچھ حاصل ہو اُسے سلب کہتے ہیں) سے لیا۔ فتح کے بعد حضرت خالدؓ نے اُسے طلب کیا اور سلب واپس مانگا۔ حضرت عوفؓ بیان کرتے ہیں :۔ میں نے حضرت خالدؓ سے کہا۔ کیا آپ کو علم نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قاتل کو سلب دینے کا حکم دیا ہے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا۔ یہ صحیح ہے۔ لیکن یہ سپاہی زیادہ مال لے گیا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ اس کا سلب واپس کر دیں۔ ورنہ میں حضور سے آپ کی شکایت کروں گا۔ حضرت خالدؓ نے سلب دینے سے انکار کیا۔ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جمع ہوئے تو میں نے بدوی کا ماجرا سنایا۔ حضور نے حضرت خالدؓ سے کہا۔ بدوی کا سلب واپس کر دو۔ میں نے حضرت خالدؓ سے خطاب کیا۔ افسوس ہے تجھ پر۔ اب تجھے شرم نہیں آئی۔ حضور نے اسکی

وجہ دریافت کی۔ میں نے سارا قصہ سنا دیا۔ حضور کو غصہ آیا۔ اور حضرت خالدؓ سے فرمایا۔ اس کا سلب مت واپس کرو۔ مجھ سے فرمایا۔ بڑا افسوس ہے تم اپنے افسروں کی بے عزتی کرتے ہو۔

ایک مسلمان افسر کا کارنامہ

حضرت قطبہؓ بن قتادہ۔ میمنہ کے افسر تھے۔ عرب عیسائی لشکر کے افسر اعلیٰ مالک بن زافلہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔ اور افتخاریہ شعر پڑھے۔ جن میں وہ بیان کرتے ہیں:۔ اس کو قتل کرنے کے بعد میں نے اس کے چچا زاد عورتوں کو قید کر لیا۔

حضرت جعفرؓ کا ماتم

حضرت جعفرؓ کی زوجہ حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس بیان کرتی ہیں:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں تشریف لائے۔ میں چالیس نساء (اونٹوں کے بچوں) کے چمڑے کو دباغ دے چکی تھی۔ آٹا گوندھنے سے فارغ ہو چکی تھی۔ اور اپنے بیٹوں کو نہلا دھلا کر اُن کو تیل لگا کر کنگھی کر کے کپڑے پہنا چکی تھی۔ حضور نے فرمایا۔ سب بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں اُن کو لائی۔ حضور نے شفقت سے اُن کو سونگھا۔ اس کے بعد بے تحاشا آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ میں نے کہا حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ کیا حضرت جعفرؓ اور اُن کی فوج کے متعلق کوئی خبر پہنچ گئی ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ وہ آج شہید ہو گئے ہیں۔ میں کھڑے ہو کر چیخیں مارنے لگی عورتیں جمع ہو گئیں۔ اور ہم سب ماتم میں مصروف ہو گئے۔ حضور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ بی بی کو حکم دیا۔ جعفر کے گھر میں کھانا بھیجنے سے غافل نہ رہنا۔ اس لئے کہ اُن کو صدمہ پہنچ چکا ہے۔ وہ ماتم میں مشغول ہیں۔ اور اپنا کھانا خود طیار نہیں کر سکتے۔ حضور نے حضرت جعفرؓ کے گھر والوں کو حکم دیا۔ تم صرف تین دن تک ماتم کر سکتے ہو۔ اس سے زیادہ نہیں۔ جب ماتم نے زیادہ طول پکڑا تو حضور نے ایک آدمی کو روکنے کے لئے بھیجا۔ اُس نے عورتوں کو منع کیا۔ لیکن عورتیں کب باز آنے والی تھیں۔ اُس نے واپس آ کر حضور سے شکایت کی۔ عورتیں

ہم پر غالب آگئی ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اُن کو خاموش کرو۔ اگر باز نہ آئیں تو اُن کے مُنہ میں مٹی بھردو۔

اولاد کے لئے دعاء

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بیان کرتے ہیں:۔ ماتم کے تین دن گذرنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان میں تشریف لائے۔ فرمایا۔ آج کے بعد سے میرے بھائی جعفرؓ کا نوحہ مت کرنا۔ میرے بھتیجوں کو بلاؤ۔ ہم کو بلایا گیا۔ فرمایا۔ نائی کو بلاؤ۔ نائی آیا۔ حضور نے ہمارے سر منڈوا دیئے۔ پھر فرمایا۔ محمد ہمارے چچا ابوطالب کے مُشابہ ہے۔ اور عبداللہؓ میری خلقت اور میرے خُلق سے مُشابہ ہے۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ کہا۔ یا اللہ! جعفر کی اولاد کو سلامت رکھ۔ یا اللہ! عبداللہ کے دائیں ہاتھ میں برکت دے۔ حضور نے تین دفعہ یہ جُملے دہرائے۔ اس کے بعد میری والدہ ماجدہ تشریف لائیں۔ میں نے اُن سے حضور کی دعاء کا ذکر کیا۔ اُن کو (ہماری والدہ کو) ہمارا فکر لاحق ہوا۔ حضور نے فرمایا۔ تمہیں اُن کے خرچ کا فکر ہے۔

حضرت اسماءؓ کے عدت ایام گذرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ولیمہ کھلایا۔ حضرت محمدؓ بن ابی بکرؓ انہی کے بطن سے مقام شجرہ (مکہ اور مدینہ کے مابین) پیدا ہوئے۔ حضرت صدیقؓ کی وفات پا جانے کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے نکاح کر لیا۔ اولاد بھی پیدا ہوئی۔

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب حضرت علیؓ سے دس سال بڑے۔ حضرت عقیلؓ حضرت جعفرؓ سے دس سال بڑے۔ اور طالب عقیل سے دس سال بڑے تھے۔ حضرت جعفرؓ کو ذوالجناحین اس واسطے کہتے ہیں کہ مؤتہ کی لڑائی میں عیسائیوں نے ان کے دونو بازو تلوار سے اُڑا دیئے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ ان کے بڑے مدّاح تھے۔ کہتے تھے حضرت جعفرؓ مساکین کے حق میں بہت اچھے تھے۔ ہمیں کھانا کھلاتے تھے۔

شہداء کی تعداد

اتنی بڑی لڑائی میں صرف بارہ مسلمان شہید ہوئے۔ تینوں افسرانِ اعلیٰ

بھی ان میں شامل ہیں۔ تاریخ میں کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی کہ دو لاکھ عیسائی فوجوں کے مقابلہ میں صرف بارہ مسلمان شہید ہوئے ہوں (تاریخ ابن کثیر۔ صفحہ ۲۶۰ جلد ۴)

مسلمانوں کی لاجواب تنظیم

یہ لڑائی وادیٔ ذی قریٰ میں واقع ہوئی جو مدینہ سے دس دن کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جمادی الآخر ۸ھ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قضاعہ کی فوجیں جمع ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتی ہیں۔ حضور نے حضرت عمرو رضؓ بن عاص کو لواء ابیض (سفید جھنڈا) اور رایۃ سوداء (کالا جھنڈا) دے کر تین سو مہاجرین و انصار کے بہترین سپاہیوں اور افسروں پر متعین کر کے اُس طرف بھیجا۔ تیسؓ سوار تھے۔ حضرت عمرو رات کو سفر طے کرتے۔ اور دن بھر چھپے رہتے۔ جب دشمنوں کے قریب پہنچے تو معلوم ہُوا کہ کافروں کی فوجیں زیادہ ہیں۔ حضرت رافع رضؓ بن کلیث جہنی کو مزید امداد طلب کرنے کے لئے مدینہ بھیجا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضؓ بن جراح کے ماتحت مہاجرین و انصار کے بہترین اور آزمودہ افسر دو سو کی تعداد میں بھیج دئیے۔ حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ بھی ان میں شامل ہیں۔ حکم دیا۔ تم عمرو بن عاص سے جا ملو۔ دیکھو۔ تم دونو آپس میں نہ جھگڑنا۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ اُن سے جا ملے تو حضرت عمروؓ بن عاص نے فرمایا۔ تم سب میرے ماتحت ہو۔ میں تمہارا امیر ہوں۔ اس لئے کہ حضور نے تم کو میری مدد کے لئے بھیجا ہے نہ کہ میرا افسر بنا کر۔ حضرت ابوعبیدہ رضؓ بہت نرم دل اور بااخلاق تھے۔ فرمایا۔ حضور نے مجھے آخری ہدایت یہ دی ہے کہ تم دونو آپس میں اختلاف نہ کرنا۔ اگر تم مجھے اپنا افسر تسلیم نہیں کرتے تو میں تمہیں اپنا افسر تسلیم کرتا ہوں۔ اور تمہارے ماتحت ہوں۔ یہ فرما کر حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے اُن کو اس طرح سلام کیا جس طرح ماتحت اپنے افسر کو سلام کرتا ہے۔ یہ دونو فوجیں مل کر دشمن کے علاقہ میں گھسیں اور اس کو پامال کیا۔ جب ایک مقام پر پہنچے جس کے متعلق سُنا تھا کہ یہاں دشمن کی جمعیت فراہم

ہو رہی ہے تو دشمن وہاں سے منتشر ہو کر بلی - عذرہ - اور بلقین کے دور دراز علاقوں میں بھاگ گیا - دوسری جگہ دشمن کی تھوڑی تعداد سے مقابلہ ہوا - تھوڑی دیر لڑائی ہوئی - کچھ تیر اندازی ہوئی - عامر بن ربیعہ کو تیر لگا - جس سے اُس کی کلائی ٹوٹ گئی - مسلمانوں نے دشمنوں پر حملہ کیا اور انکو شکست دے کر بھگا دیا - اس کے بعد حضرت عمروبن عاص نے دشمن کے علاقہ کو پامال کیا - وہاں کئی دن ٹھیرے - لیکن دشمن کے فراہم ہونے کی کوئی خبر نہ ملی - حضرت عمروؓ بن عاص سوار دستے مختلف جہات میں بھیجے - وہ کچھ بکریاں اور اونٹ لائے - اتنے زیادہ نہ ہوتے کہ ان کو غنیمت شمار کر کے تقسیم کیا جاتا - اس کے بعد حضرت عمروؓ بن عاص نے حضرت عوفؓ بن مالک اشجعی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ ہم صحیح و سالم وغانم (غنیمت حاصل کر کے) مدینہ آ رہے ہیں - اس لڑائی کا نام ذات السلاسل اس واسطے ہے کہ اسلامی فوج ایک چاہ پر اُتری - جس کا نام سلسل تھا - اسی متابعت سے اس لڑائی کا نام ذات السلاسل پڑ گیا -

شب کو حضرت عمروؓ بن عاص مُحتلم ہو گئے (احتلام ہو گیا) سخت سردی پڑ رہی تھی اور شام کی سردی مشہور ہے - انہوں نے صرف تیمم کر کے ساری قوم کو نماز پڑھائی - مدینہ میں پہنچنے کے بعد حضور سے شکایت کی گئی - حضور نے حضرت عمرو بن عاص سے جواب طلب کیا - انہوں نے عرض کیا - میں نے سُنا ہے - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

ولا تقتلوا انفسکم - ان اللہ کان بکم رحیما — تم اپنے نفسوں کو اپنے ہاتھ سے مت قتل کرو - خدا تم پر بڑا مہربان ہے -

حضور ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا (یعنی ان کا اجتہاد تسلیم کر لیا)

حضرت عمروؓ بن عاص پہلے افسر ہیں جنہوں نے برید (سرکاری ڈاک) بھیجی حضرت عوفؓ بن مالک کو برید دیکر مدینہ روانہ کیا - حضرت عمروؓ بن عاص فرماتے ہیں :- میری فوج میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ میرے ماتحت تھے - میں نے کہا - حضور نے مجھے ان کا افسر بلاوجہ نہیں بنایا - یقیناً حضور کے نزدیک میری بھی کوئی

منزلت ہے ۔ میں حضور کے پاس آیا اور سامنے بیٹھ گیا ۔ عرض کیا ۔ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے ۔ فرمایا ۔ عائشہ رضؓ سے ۔ میں نے عرض کیا ۔ اور مردوں میں ۔ فرمایا ۔ اُس کے باپ سے ۔ میں نے عرض کیا ۔ اس کے بعد فرمایا ۔ عمر رضؓ سے ۔ پھر میں نے متعدد افراد کا نام لیا ۔ پھر میں چپکا ہو گیا کہ مبادا مجھے سب سے آخر میں رکھیں ۔ (زاد المعاد صفحہ ۴۱۶ جلد اول ۔ تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۷۶ جلد ۳)

پتے کھانے والی فوج

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ساحلِ بحر کے قریب قبیلۂ جہنہ کی جو مدینہ سے پانچ دن کی مسافت پر رہتے تھے ۔ سرکوبی کرنے کے لئے حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو تین سو سپاہی دے کر بھیجا ۔ راستہ میں بھوک کی شدت سے مسلمانوں کو درختوں کے پتے کھانے پڑے ۔ اور بہت تکلیف کے ساتھ منزل طے کرتے ۔ کیونکہ حضور نے ہم کو کھجوروں کی صرف ایک تھیلی دی تھی ۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ ہمیں صرف ایک ایک کھجور دیتے تھے ۔ ہم اُسے اِسی طرح چوستے جس طرح بچہ چوستا ہے ۔ اس کے بعد ہم لاٹھیوں سے درخت کے پتے جھاڑتے ۔ اُن کو پانی میں بھگو کر کھاتے ۔ اس واسطے اس لڑائی کا نام جیش الخبط ہے ۔ ہم سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ راستہ طے کر رہے تھے ۔

خدا اپنی فوج کو کس طرح رزق مہیا کرتا ہے

دفعتہً سمندر نے ایک بہت بڑی مچھلی ساحل پر پھینکی ۔ جس کو عنبر کہتے ہیں ۔ اُس کی ضخامت ۔ طول و عرض کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے اُس کی ایک ہڈی پُل کی طرح کھڑی کر کے اونچے اونٹ پر ایک لمبے سوار کو اُس کے نیچے سے گذرنے کا حکم دیا ۔ سوار صاف طور پر اُس کے نیچے سے گذر گیا ۔ تیرہ سپاہیوں کو اُس کی آنکھ کے ڈھیلے میں بٹھایا ۔ ہم ایک ماہ تک اُس کا گوشت کھاتے رہے ۔ اور مدینہ میں اپنے ساتھ لے گئے ۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ آیا تو فرمایا ۔ خدا نے تمہارے لئے غیب سے یہ رزق باہر

پھینکا۔ اُس کا کچھ حصہ تمہارے پاس باقی ہے تو مجھے بھی دو۔ تاکہ میں بھی اللہ کی اُس نعمت سے محروم نہ رہوں۔ حسب الحکم اسلامیوں نے اُس کا گوشت حضور کو بھی بھجوایا اور آپ نے کھایا۔ (زاد المعاد صفحہ ۱۴۷ جلد اول۔ تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۷۷ جلد ۴)

حضرت سلمہؓ بن اکوع کی اسلامی خدمات

یہ صحابی ارشاد فرماتے ہیں ؛۔ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شامل رہا۔ حضور نے ایسی مہمیں بھی روانہ کیں جن میں خود حضور تشریف نہیں رکھتے تھے بلکہ کبھی حضرت ابوبکرؓ اور کبھی حضرت عمرؓ اور کبھی حضرت اُسامہؓ بن زید کو ان کا افسر بناتے۔ میں ایسی تو لڑائیوں میں شامل رہا۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۷۷ جلد ۴)

فتح مکہ

فوج کشی کا سبب

عرب کے دو مشہور قبیلوں بنو بکرؓ و بنو خزاعہؓ کے درمیان اسلام سے پہلے ہی سخت عداوت چلی آرہی تھی۔ معاہدۂ حدیبیہ کے بعد اعلان کر دیا گیا۔ عرب کی کُل قوموں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ :- خواہ قریش سے مل جائیں یا مسلمانوں سے اتحاد کر لیں۔ اس مُنادی کے بعد بنو بکر قریش سے مل گئے اور بنو خزاعہ نے اعلان کیا۔ ہم آج سے مسلمانوں کے زیر سایہ ہیں۔ اس کے معنے یہ تھے کہ اگر بنو خزاعہ بنو بکر پر حملہ کر دیں تو قریش بنو بکر کی حمایت کریں گے۔ اور اگر بنو بکر بنو خزاعہ پر ظلم روا رکھیں تو مسلمانوں کی تلواریں قریش و بنو بکر کے خلاف نیام سے نکل آئیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا۔ مکہ کے زیریں حصہ میں خزاعہ کا ایک کنواں تھا۔ جس کو وتیر کہتے تھے۔ نوفل بن معاویہ دیلی نے بنو بکر کے سپاہی ہمراہ لے کر بنو خزاعہ پر رات کو حملہ کر دیا۔ قریش نے علانیہ اسلحہ سے اور خفیہ سپاہیوں سے مدد کی۔ قریش کے شہداء افسر صفوان بن امیہ اور حویطب بن

عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص نے لڑائی میں شامل ہو کر بنو خزاعہ کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور اُن کو گھیرتے ہوئے حرم تک لے آئے۔ بنو بکر کے بعض سمجھ دار لوگوں نے کہا۔ نوفل! اب ہم حدودِ حرم میں داخل ہو چکے ہیں۔ خوفِ خدا کرو۔ اور حرمتِ بیت اللہ کو پیشِ نظر رکھ کر لڑائی بند کر دو۔ اُس نے جواب دیا۔

لا اله اليوم ـ يا بنى بكر! آج کوئی خدا نہیں۔ اے بنو بکر! اپنے دشمن سے
أصيبوا ثارکم خوب انتقام لو۔

خزاعہ کا مشہور شاعر عمرو بن سالم دوڑا ہوا مدینہ آیا۔ اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد النبی میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے کھڑے ہو کر رقت آمیز درد انگیز لہجہ میں کہنا شروع کیا:-

یارب انی ناشد محمدا - حلف أبینا وابیه الاتلدا

اے رب! میں تیرا واسطہ دے کر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے فریاد کرتا ہوں۔ ہمارا اور اُن کا ہمیشہ سے بلکہ خاندان کی ولادت کے وقت سے اتحاد چلا آرہا ہے۔

قد کنتم ولدا وکنا والدا - ثمة أسلمنا ولم ننزع یدا

اے محمد! تم ہمارے بچے تھے اور ہم تمہارے والد تھے۔ پھر ہم نے تمہاری اطاعت قبول کی مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد تمہاری تابعداری سے ہاتھ نہ کھینچا۔

فانصر هداک الله نصرا ابدا - وادع عباد الله یاتوا مددا

تو ہماری ایسی مدد کر جو دیرپا ہو۔ خدا تم کو ہدایت کرے۔ اور پکار اللہ کے بندوں کو تاکہ ایسا امدادی لشکر لے کر آئیں۔

فیهم رسول الله قد تجردا - أبیض مثل البدر یسمو صعدا

جس میں اللہ کا رسول تلوار کھینچ کر چلا آرہا ہے۔ یہ (محمدؐ) چودھویں رات کی طرح خوبصورت بلند مقامات پر چڑھ کر چلا آرہا ہے۔

ان قریشا اخلفوک الموعدا ونقضوا میثاقک المؤکدا

قریش نے تیرے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ اور تیرے تاکیدی وعدہ اور اقرار کو توڑ ڈالا۔

وزعموا ان لست تدعوا احدا وهم اذلّ و اقلّ عددا

انہوں نے خیال کیا کہ تو کسی مظلوم کی امداد کے لئے اپنے کسی سپاہی کو نہیں بلا سکتا۔ حالانکہ یہ قریش بہت ذلیل اور ہمارے مقابلہ میں بہت کم تعداد ہیں۔

ھم بیتونا بالوتیر ھجدا - وقتلونا رکعا د سجدا

انہوں نے راتوں رات تہجد کے وقت ہم کو وتیر پر جا لیا۔ اور ہم کو رکوع و سجدہ کرتے ہوئے قتل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں۔ جواب دیا۔ ہم تمہاری ضرور مدد کریں گے۔ اگر میں تمہاری امداد نہ کروں تو خدا کبھی بھی میری مدد نہ کرے

یہ فرما کر مسلمانوں کو حکم دیا۔ جلدی جلدی فوجی طیاری میں مصروف ہو جاؤ۔ یا اللہ! قریش کو ہماری فوجی طیاریوں اور پیشقدمی کی کچھ بھی خبر نہ ملے۔ حتےٰ کہ ہم اُن کی حدود میں داخل ہو جائیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں سے کہا۔ سفر کا سامان طیار کرو۔ حضرت ابوبکرؓ اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آئے۔ تو اُن کو سامانِ سفر طیار کرتے دیکھا۔ فرمایا۔ بیٹی! حضور نے اس کا حکم دیا ہے۔ عرض کیا۔ جی ہاں۔ ابا جان! فرمایا تم کو معلوم ہے کہ کس طرف رُخ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ عرض کیا۔ جی نہیں۔ حضور نے کچھ نہیں بتایا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام منادی کرائی۔ میں سرزمینِ مکہ کا رُخ کروں گا۔ سب مسلمان پورے طور سے مُسلح ہو جائیں۔ پھر خزاعہ کا مشہور رئیس بدیل بن ورقاءؓ اپنے قومی وفد کے ساتھ حاضر ہوُا اور تمام ماجرے سے حضور کو باخبر کیا۔ اس کے بعد یہ خزاعی وفد واپس چلا گیا۔

ابوسفیان کی آمد

اب قریش کو ندامت ہوئی کہ انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے بہت نقصان اٹھایا۔ ابوسفیان کو نمایندہ بنا کر مدینہ بھیجا۔ تاکہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مدتِ معاہدہ میں مزید توسیع کرائے۔ حضور نے مسلمانوں سے فرمایا۔ ابوسفیان معاہدہ کی میعاد بڑھانے اور اُس کو مضبوط کرنے کے لئے آرہا ہے۔ اور قریش واقعۂ وتیرہ کے نتائج سے خوف زدہ ہیں۔ راستہ

میں ابوسفیان کو بدیل ملا۔ اُس کو یقین ہوگیا کہ بدیل کا قومی وفد مدینہ ضرور گیا ہوگا۔ اُس نے پوچھا۔ بدیل کہاں سے آرہے ہو۔ اُس نے جواب دیا۔ میں اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ کسی کام کے لئے ساحل سمندر پر گیا تھا۔ اُس نے کہا۔ تم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس گئے تھے۔ بدیل نے جواب دیا۔ نہیں۔ بدیل مکہ واپس چلا آیا۔ ابوسفیان اُس کی اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ آیا۔ مینگنیاں اُٹھا کر اُن کو چیرا تو ان میں سے کھجوروں کی گٹھلیاں نکلیں۔ ابوسفیان کو یقین ہوگیا کہ بدیل مدینہ سے آرہا ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے مدینہ کا رُخ کیا۔ اور سیدھا اپنی صاحبزادی حضرت ام حبیبہ رضؓ کے گھر میں داخل ہوا۔ ابوسفیان حضور کا خسر بھی ہے۔ حضور کا بستر بچھا ہوا تھا۔ یہ اُس پر بیٹھنے لگا حضرت ام حبیبہ رضؓ نے فوراً بستر الپیٹ دیا۔ اُس نے کہا۔ بیٹی! کیا تجھ کو مجھ سے نفرت ہوگئی ہے۔ جواب دیا۔ یہ حضور کا بستر ہے۔ اور تم کافر نجس و ناپاک ہو۔ تم جیسے مُشرک کو میں اس پر بٹھانا پسند نہیں کرتی۔ اُس نے کہا۔ بیٹی! تم یہاں آکر خراب ہوگئی ہو۔ یہ کہہ کر گھر سے نکل آیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ نے اُس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ یہ وہاں سے اُٹھ کر حضرت ابوبکر رضؓ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور عرض کیا۔ آپ حضور سے میری سفارش کر دیجئے۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں تمہاری سفارش نہیں کر سکتا۔ یہاں سے بھی اُس کو کورا جواب ملا۔ تو حضرت عمر رضؓ کے پاس آیا۔ اور اپنی درخواست پیش کی۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تمہاری سفارش کروں۔ میں تمہاری گردن اڑانے کے درپے ہوں۔ اگر تم جیسے کافروں کو ہلاک کرنے کے لئے مجھ کو دنیا میں کوئی چیز میسر نہ آئی۔ تو میں چیونٹیوں ہی کو ساتھ لے کر تمہارے مقابلہ میں نکلوں گا۔ اس کے بعد وہ حضرت علی رضؓ کی خدمت میں آیا۔ گھر میں حضرت فاطمہ رضؓ موجود تھیں۔ آپ کا لختِ جگر حضرت حسن رضؓ بھی سامنے اُچھل رہے تھے۔ حضرت علی رضؓ سے خطاب کر کے کہا۔ کل تک تم ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہے۔ اور تم ہمارے قریبی رشتہ دار بھی ہو۔ میں ایک ضروری کام کے لئے

آیا ہوں - مجھ کو یہاں سے مایوس ہو کر نہیں جانا چاہیئے - تم میرے متعلق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سفارش کر دو - حضرت علی رضؓ نے جواب دیا - خدا تم کو نیک ہدایت دے - حضور نے آج کل ایک اہم کام کے لئے عزم کر رکھا ہے - جس کے متعلق ہم لب کشائی نہیں کر سکتے - میری کیا جرأت کہ میں تمہارے متعلق حضور سے سفارش کروں - ابوسفیان حضرت فاطمہ رضؓ سے مخاطب ہو کر بولا - تم اپنے اس بچہ کو سکھلا دو کہ یہ کھلے مجمع میں میرے لئے امن و پناہ حاصل کرنے کا اعلان کر دے - تاکہ تمہارا بچہ آخر زمانہ تک عربوں کا سردار بنا رہے - حضرت فاطمہ رضؓ نے جواب دیا - ابھی میرا بچہ اس قابل نہیں کہ لوگوں کے لئے اماں طلب کرے - علاوہ ازیں کس کی جرأت ہے کہ حضور سے کسی کے متعلق امان طلب کرے - اور حضور کی مرضی کے خلاف لب کشائی کر سکے - ابوسفیان نے حضرت علی رضؓ سے کہا - میں بڑی مشکل میں پھنس گیا ہوں - خدا را مجھے نیک مشورہ دو - حضرت علی رضؓ نے فرمایا - میری سمجھ میں تمہارے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی - لیکن تم قریش کے سردار ہو - خود ہی مسجد میں جا کر جرأت کر کے اعلان کر دو کہ مسلمانو! میں امن و امان میں ہوں - یہ کہہ کر مکہ چلے جاؤ - ابوسفیان نے کہا - کیا ایسا کرنے سے میرا مقصد حاصل ہو جائے گا - حضرت علی رضؓ نے جواب دیا - امید تو نہیں - لیکن اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں - ابوسفیان مسجد میں آیا - اور کھلے مجمع میں کہا - مسلمانو! مجھ کو امن و امان حاصل ہے - یہ کہہ کر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ روانہ ہو گیا - جب قریش کے پاس پہنچا - تو انہوں نے پوچھا - کیا خبر لائے ہو - اس نے سارا ماجرا بیان کر دیا - جب حضرت عمر رضؓ کا ذکر آیا - تو کہنے لگا - یہ ہمارا سخت ترین دشمن ہے - آخر کار میں علی کے پاس گیا - یہ بہت نرم دل ہے - قریش نے کہا - جب تم مسجد میں گئے - اور اپنے متعلق اعلان کیا تو کیا محمد کے منظور کیا تھا - اس نے جواب دیا - نہیں - قریش نے کہا - کم بخت! علی نے تیرا مذاق اڑایا تھا -

واقعہ حاطب بن ابی بلتعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجی طیاریوں میں مصروف تھے کہ دفعتہً قریش کی مشہور لونڈی سارہ مکہ سے مدینہ میں آئی۔ حضور نے دریافت کیا۔ مسلمان بن کر آئی ہو۔ اس نے جواب دیا۔ نہیں۔ فرمایا۔ کیا ہجرت کر کے آئی ہو۔ کہا۔ نہیں۔ فرمایا۔ پھر کیوں آئی ہو۔ کہا۔ فقر و فاقہ اور سخت مفلسی کھینچ کر مجھے یہاں لائی ہے۔ کھانے کے لئے کچھ دو۔ پہننے کے لئے کپڑا دو۔ حضور نے فرمایا۔ تمہارے چاہنے والے مکہ کے نوجوان کہاں گئے (سارہ گانے والی عورت تھی) اُس نے جواب دیا۔ بدر کے بعد سب مجھ کو بھول گئے۔ اس کے بعد قریش کے مسلمانوں نے اُسے خرچ دیا۔ اور کپڑے پہنائے۔ مشہور صحابی حضرت حاطب رضؓ بن ابی بلتعہ اُس کے پاس آئے۔ کہا۔ تم میرا یہ مکتوب مکہ میں پہنچا دو۔ میں اس کے معاوضہ میں تم کو اسی سے ... میں چند دینار اور ایک چادر دوں گا۔ اُس خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم پر فوج کشی کرنے والے ہیں۔ تم اپنی مدافعت کا سامان طیار کر لو۔ سارہ یہ مکتوب لے کر روانہ ہو گئی۔ اُدھر حضرت جبریل تشریف لائے اور حضور کو اطلاع دی۔ حضور نے اُسی دم حضرت علی رضؓ حضرت زبیر رضؓ حضرت طلحہ رضؓ حضرت مقداد رضؓ بن اسود اور حضرت ابو مرثد رضؓ کو طلب کر کے حکم دیا۔ گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ مکہ کا رُخ کرو۔ روضۂ خاخ میں تم کو ایک شتر سوار عورت ملیگی۔ اُس کے پاس حضرت حاطب رضؓ بن ابی بلتعہ کا ایک مکتوب ہوگا۔ اُس سے یہ خط لیکر اُسے چھوڑ دینا۔ اگر وہ انکار کرے تو اُس کی گردن اُڑا دینا۔ حسب الحکم یہ افراد اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور معینہ مقام پر سارہ مل گئی۔ اُس سے کہا۔ مکتوب کہاں ہے۔ اُس نے قسم کھا کر کہا۔ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ اُنہوں نے اُس کی تلاشی لی۔ کوئی خط برآمد نہ ہوا۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بول سکتے۔ یہ کہہ کر تلوار سُوت لی۔ اور اُس سے کہا۔ خط نکال دو۔ ورنہ میں تجھے برہنہ کرتا ہوں۔ اور تیری گردن مارتا ہوں۔ جب اُس نے زیادہ اصرار دیکھا تو اپنی چوٹی کھول کر خط نکالا۔ اور سامنے رکھ دیا۔ سواروں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ اور خط لیکر مدینہ

روانہ ہو گئے۔ اور حضور کے سامنے پیش کر دیا۔ حضور نے حضرت حاطبؓ بن بلتعہ کو طلب کیا۔ فرمایا۔ یہ خط پہچانتے ہو۔ عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا۔ تم سے یہ حرکت کیوں سرزد ہوئی۔ عرض کیا۔ حضور! میرے خلاف فیصلہ صادر کرنے میں جلدی نہ کیجئے۔ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی غداری کرنے کا خیال بھی نہیں آنے دیا۔ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا خیال بھی نہیں کیا۔ اور نہ مجھ کو کافروں سے کسی قسم کی محبت ہے۔ اور نہ میں اُن کی طرف مائل ہوں۔ اور نہ میں مُرتد ہوا ہوں۔ بفضلہ تعالےٰ سچے دل سے مسلمان ہوں لیکن عرض یہ ہے کہ میں یہ خط لکھنے پر مجبور تھا۔ مکہ میں ہر مہاجر کے اہل وعیال کو بچانے والا کوئی نہ کوئی شخص ضرور موجود ہے۔ میں مکہ کا باشندہ نہیں۔ بطور مسافر وہاں مقیم تھا۔ نہ وہاں کوئی میرا رشتہ دار ہے۔ جو میری بی بی اور میرے بچوں کی حفاظت کرے۔ میں نے صرف اس خیال سے قریش کو اطلاع دی ہے کہ وہ میرا یہ احسان سمجھ کر میرے بال بچوں کی حفاظت کریں۔ حالانکہ یہ میرا پکا عقیدہ ہے کہ خدا کافروں کو ضرور شکست دیگا۔ اور میرا یہ خط اُن کو کسی طرح کا فائدہ نہیں پہنچا سکیگا۔ یہ بیان سُن کر حضور نے فرمایا۔ حاطبؓ سچ کہتے ہیں۔ یہ سچے دل سے مسلمان ہیں۔ ان کا بیان قابلِ تسلیم ہے۔ حضرت عمرؓ فوراً بول اُٹھے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور نے جواب دیا۔ یہ بدری ہیں اور بدریوں کے متعلق خدا فرما چکا ہے۔ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔ بدریو! میں تم کو بخش چکا۔ اب تم جیسے چاہو عمل کرو۔

یہ سُن کر حضرت عمرؓ آبدیدہ ہو گئے۔ اور عرض کیا۔ اللہ اور اُس کا رسول اپنی مصلحتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ حضرت حاطبؓ کی شان میں خدا نے یہ سورت نازل کی۔

یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء — صالح مسلمانو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس رمضان کو مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے۔

اور حضرت کلثوم رضؓ بن حصیف غفاری کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ لشکر اسلام دس ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ حضور اور سب مسلمان روزہ دار تھے۔ تمام مہاجرین و انصار آپ کے ہم رکاب تھے۔ جب آپ مقام کدید جو عسفان وادلج کے مابین واقع ہے۔ میں پہنچے تو آپ نے روزے رکھنے چھوڑ دیئے۔ حتے کہ مرالظہران میں پہنچے۔ قریش اسلامی پیشقدمی سے بالکل غافل اور بے خبر تھے۔ لیکن اپنے جرم (بنو بکر کی امداد) کے نتائج سے خوف زدہ ضرور تھے۔

عباس اور ابوسفیان بن حارث مسلمان ہوتے ہیں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے جارہے تھے۔ تو آپ کے چچا عباسؓ بن عبدالمطلب۔ ابوسفیانؓ بن حارث (حضور کے چچا حارث کے بیٹے - - -) اور عبداللہؓ بن ابی امیہ (حضرت ام سلمہ رضؓ کے بھائی) راستہ میں ملے۔ یہ سب مسلمان ہو کر ہجرت کر کے مدینہ آرہے تھے۔ حضرت عباسؓ اپنا سارا گھرانا ساتھ لارہے تھے۔ مقام جحفہ میں ملاقات ہوئی۔ ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابی امیہ مقام ضیق العقاب میں ملے۔ اور حضور کی خدمت میں باریاب ہونے کی درخواست کی۔ حضرت ام سلمہ رضؓ نے عرض کیا۔ حضور! ابوسفیان بن حارث آپ کا چچازاد بھائی اور عبداللہ میرا بھائی۔ آپ کی پھوپھی کا لڑکا اور آپ کا سالا ہے۔ حضور نے جواب دیا۔ میں دونوں سے نہیں ملنا چاہتا۔ ابوسفیان نے مکہ میں میری آبرو ریزی کی ہے۔ اور تمہارے بھائی نے مجھ سے کہا تھا۔ اے محمد! اگر تو میری آنکھوں کے سامنے سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائے اور پھر تو چار فرشتے اپنے ہمراہ لائے اور وہ شہادت دیں کہ تو فی الواقع خدا کا رسول ہے تب بھی میں مسلمان بنوں گا۔ جب ان دونوں کو حضور کی ناراضگی کا علم ہوا تو حضرت ابوسفیان رضؓ بن حارث نے کہا۔ اور ان کے ہمراہ ان کا چھوٹا بچہ تھا۔ یا تو حضور مجھے اپنے سامنے بلائیں۔ ورنہ میں اس بچہ کو ساتھ لے کر جنگل میں چلا جاؤں گا۔ اور ہم دونوں بھوکے اور پیاسے مر جائیں گے۔ جب حضور نے یہ الفاظ سنے تو آپ کو رقت ہوئی۔ اور دونو کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت ابوسفیان رضؓ

نے اپنی گذشتہ تقصیروں کا عذر پیش کرتے ہوئے کہا۔

لعمرك انی حین احمل رایۃ   لتغلب خیل اللات خیل محمد

مجھ کو اپنی عمر کی قسم! جب میں کفر کی حالت میں جھنڈا۔ اٹھایا کرتا تھا تاکہ لات (وبت) کی فوج محمد کی فوج پر غالب آجائے۔

ھدانی ھاد غیر نفسی ودلنی   علی اللّٰہ من طردتہ کل مطرد

مگر اب تو خدا نے مجھ کو ہدایت کر دی اور اُس شخص کی خدمت میں بھیج دیا۔ جسکو میں ہر موقعہ پر دھکیلا کرتا تھا۔

حضور نے ان کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا۔ تم نے ہر موقعہ پر مجھ کو دھکے دئیے ہیں۔ مسلمان ہونے کے بعد حضرت ابوسفیان بن حارث نے اسلام کی اعلےٰ خدمات سرانجام دیں۔ غزوۂ حنین میں جبکہ سارا لشکر بھاگ گیا تھا۔ انہی نے حضور کی سواری کی لگام تھام رکھی تھی۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی حضور سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ عمر بھر ندامت کے مارے حضور کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضور ان کو بہت دوست رکھتے تھے اور بشارت سنائی کہ تم جنتی ہو۔ فرمایا۔ مجھے امید ہے کہ ابوسفیان (جنت میں) حضرت حمزہ رضؓ کے پیچھے ہوں گے۔ جب یہ ابوسفیان بن حارث حالتِ نزع میں تھے تو حاضرین سے فرمایا۔ مجھ پر کوئی شخص نہ روئے۔ کیونکہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ میں نے اسلام کے خلاف ایک کلمہ بھی اپنے منہ سے نہیں نکالا۔

حضرت ابن مسعود رضؓ

حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں۔ جب ہمارا لشکر مرالظہران میں پہنچا تو ہم پیلو درخت کے پھل چن رہے تھے۔ حضور نے فرمایا۔ کالے کالے لینا یہ بہت اچھے ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ حضور! کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ اور جتنے نبی گذرے ہیں۔ سب نے بکریاں چرائی ہیں۔ حضور نے پھل چننے والے بھیجے۔ ان میں حضرت ابن مسعود رضؓ بھی شامل تھے۔ جب کوئی مسلمان اچھا دانہ حاصل کرتا اپنے منہ میں ڈال لیتا۔ حضرت ابن مسعود رضؓ کی ٹانگیں

پتلی تھیں۔ جب یہ درخت پر چڑھتے تو لوگ ہنستے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم ان کی پتلی ٹانگیں دیکھ کر تعجب کرتے ہو۔ قیامت کے ترازو میں اس کی ٹانگیں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوں گی۔ حضرت ابن مسعودؓ اچھے اچھے پھل چن کر حضور کے سامنے لاتے۔ کہتے

هذا جنای وخیاره فیه - لکل جان یده الی فیه

میں نے یہ چنے ہیں۔ اچھے اسی میں ہیں - ہر چننے والے کا ہاتھ اسکے منہ کی طرف ہے۔

ابوسفیان کی گرفتاری

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں:۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران میں اترے تو میں نے کہا۔ اب قریش ہلاک ہو جائیں گے۔ اگر قریش حضور کے داخلہ سے پہلے حاضر نہ ہوئے اور حضور کا لشکر شہر میں داخل ہوگیا۔ تو یقیناً سارے قریش مارے جائیں گے۔ یہ کہہ کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر سوار ہوا۔ اور مکہ کی طرف بڑھا۔ تاکہ مجھے راستہ میں کوئی لکڑیاں توڑنے والا یا کوئی گھوسی یا کوئی اور شخص مکہ کا رہنے والا مل جائے۔ تو میں اسے مکہ بھیج کر قریش کو خطرہ سے باخبر کردوں۔ اور اس سے قبل کہ حضور شہر میں فاتحانہ قدم رکھیں۔ قریش حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر امن حاصل کرلیں۔ یہ خیال کرتا ہوا میں بڑھ رہا تھا۔ کہ میں نے ابوسفیان بن حرب اور بدیل بن ورقاء کو آپس میں گفتگو کرتے سنا۔ حکیم بن حزام بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ابوسفیان کہہ رہا تھا۔ میں نے اپنی ساری عمر میں اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا۔ بدیل نے کہا۔ واللہ یہ خزاعہ کا لشکر ہے جو تم سے جنگ کرنے چلا آرہا ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ تم غلط کہتے ہو۔ بنو خزاعہ کا لشکر اتنا بڑا نہیں ہوسکتا۔ ہم انہیں حقیر سمجھتے ہیں۔ وہ ہماری نظروں میں ذلیل ہیں۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں:۔ میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اے ابوحنظلہ! اس نے میری آواز پہچان کر کہا۔ تم ابوالفضل ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ (حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیان بن حرب یعنی حضرت امیر معاویہ رضؓ کے والد آپس میں گہرے دوست تھے) میں نے کہا۔ اے ابوسفیان! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان لشکر چلا آرہا ہے۔ اس نے

کہا۔ واصباح قریش واللہ ۔ بخدا اب قریش والے یقیناً ہلاک ہو گئے۔

میرے ماں باپ تجھ پر قربان ۔ مسلمانوں سے بچنے کے لئے کیا حیلہ کروں ۔ میں نے کہا ۔ اگر تم گرفتار ہو گئے ۔ یقیناً تمہاری گردن اڑا دی جائے گی ۔ تم میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جاؤ ۔ تاکہ میں تمہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں ۔ اور تمہیں امن دلاؤں ۔ ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا ۔ اُس کے دونو ساتھی حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے ۔ اور مسلمان ہو گئے ۔ حضور نے ان دونو سے اہل مکہ کی خبریں معلوم کیں ۔ میں ہر قبیلہ کی فوج کے سامنے سے اسی حالت میں گزر رہا تھا ۔ تو سب آپس میں کہتے ۔ یہ کون ہے ۔ جب حضور کا خچر دیکھتے تو کہنے لگتے ۔ حضور کے چچا حضور کے خچر پر سوار ہیں ۔ حتےٰ کہ ہم حضرت عمرؓ کے خیمہ کے سامنے سے گزرے ۔ انہوں نے کہا ۔ یہ کون ہے ۔ یہ کہہ کر اُٹھے اور ابوسفیان کو میرا ردیف دیکھ کر فرمانے لگے ۔ ابوسفیان بن حرب دشمن خدا ۔ اللہ کا شکر کہ اُس نے مجھے اسے ابوسفیان ! اس سے پیشتر کہ تجھے کوئی مسلمان امن دے ۔ میرے قبضہ میں کرا دیا ۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کی گردن میں مکے رسید کئے اور اُسے قتل کرنے لگے ۔ میں نے چھڑا دیا ۔ اور میں قتل میں مزاحم ہُوا ۔ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے ۔ میں نے اپنا خچر بھی دوڑایا ۔ میں اُن کے پہلے پہنچ گیا ۔ اپنے خچر سے اُترا ۔ حضور کے سامنے حاضر ہُوا ۔ میرے گھُسنے ہی حضرت عمرؓ بھی آپہنچے ۔ عرض کیا حضور ! یہ ابوسفیان ہے ۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں ۔ میں نے کہا ۔ میں اسے پناہ دے چکا ہوں ۔ اس کے بعد میں نے حضور کا سر پکڑ لیا ۔ میں نے کہا ۔ آج شب کو میرے سواء کوئی اور شخص حضور سے سرگوشی نہیں کر سکتا ۔ جب حضرت عمرؓ نے زیادہ اصرار کیا تو میں نے کہا ۔ اے عمر ! اگر یہ تمہارے قبیلہ کا آدمی ہوتا ۔ تم اسے کچھ نہ کہتے ۔ لیکن چونکہ یہ قبیلہ مناف سے ہے اس واسطے تم اس پر شیر ہو رہے ہو ۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا ۔ یہ بات نہیں ۔ جس روز تم مسلمان ہوئے ہو ۔ اگر اس روز میرا باپ مسلمان ہوتا تو مجھے اتنی خوشی حاصل نہ ہوتی ۔ جتنی خوشی تمہارے مسلمان ہونے سے ہوئی ہے ۔ اس لئے کہ حضور تمہارے مسلمان ہونے سے بہت

خوش ہوئے ہیں۔ حضور نے مجھے حکم دیا۔ اے عباس! اسے اپنی منزل میں لے جاؤ۔
کل صبح میرے سامنے پیش کرنا۔ میں ابوسفیان کو اپنی اقامت گاہ پر لے آیا۔
اُس نے رات میرے خیمہ میں گذاری۔ پھر میں نے صبح اُسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے سامنے پیش کر دیا۔ حضور نے اُس سے خطاب کیا۔ اے ابوسفیان! خدا
تمہارا بھلا کرے۔ کیا ابھی تمہارے لئے وقت نہیں آیا کہ تم لا الٰہ الا اللہ کا اقرار
کرو۔ اُس نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ قربان ہوں۔ آپ بہت ہی حلیم
(بردداشت کرنے والے) ہیں آپ بہت ہی شریف ہیں۔ آپ رشتہ داروں
سے بہت ہی اچھا سلوک کرتے ہیں کہ اگر مجھے یقین ہوتا کہ خدا کے سوا کوئی اور
معبود ہے تو وہ یقیناً ہماری مدد کرتا۔ حضور نے فرمایا۔ اے ابوسفیان! خدا
تمہیں نیک ہدایت دے۔ کیا ابھی تمہارے لئے یہ وقت نہیں آیا کہ تم مجھے خدا
کا رسول (تسلیم) مانو۔ اُس نے جواب دیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ
بہت حلیم ہیں۔ آپ بہت ہی شریف ہیں۔ آپ رشتہ داروں سے بہت ہی اچھا
سلوک کرتے ہیں۔ آپ کو خدا کا رسول مانتے ہیں ابھی مجھے کچھ شک ہے۔ میں نے
اُس سے کہا۔ کمبخت! اس سے پیشتر کہ تیری گردن اُڑے تو کلمۂ شہادت پڑھ لے۔
اُس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ مسلمان ہوگیا۔

میں نے عرض کیا حضور! اپنے لئے فخر کرنا پسند کرتا ہے۔ آپ اس کی کچھ عزت
افزائی کریں۔ حضور نے فرمایا۔ اچھا۔ جو شخص (مکہ میں ہمارے داخلہ کے وقت)
ابوسفیان کے مکان میں گھس کر بیٹھ جائے گا اُس کی جان بخشی ہے۔ جو شخص حکیم بن
حزام کے گھر میں پناہ گزیں ہو جائے۔ اُس کی بھی جان بخشی کی جاتی ہے۔ جو شخص اپنے
مکان کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ جائے اُس کی بھی جاں بخشی کی جاتی ہے۔
جو شخص مسجد الحرام میں پناہ ڈھونڈ یگا اُس کا خون بھی معاف کیا جائیگا۔

جب حضرت ابوسفیان رضؓ مکہ جانے لگے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے
ارشاد فرمایا۔ اسے عباس! خطیم جبل کے قریب وادی کے تنگ حصہ میں ابوسفیان
کو کھڑا رکھو تاکہ یہ اللہ کا لشکر گذرتے دیکھے۔ حسب ارشاد میں حضرت ابوسفیان رضؓ۔

کو ساتھ لے کر باہر نکلا اور تنگ وادی کے منہ پر کھڑا کر دیا۔ اب ایک ایک کر کے تمام اسلامی فوجیں اپنے نمایاں جھنڈوں کو اٹھائے ہوئے ہمارے سامنے سے گذرنے لگیں۔ سب سے پہلے قبیلۂ سُلیم کی فوج گذری۔ حضرت ابوسفیان رضؓ نے مجھ سے دریافت کیا۔ یہ کونسی فوج ہے۔ میں نے جواب دیا۔ قبیلۂ سلیم کی فوج ہے۔ اُس نے کہا۔ ان سے میری کوئی دشمنی نہیں۔ اس کے بعد قبیلۂ مزینہ کی فوج آئی۔ اُس نے کہا۔ یہ کونسی فوج ہے۔ میں نے کہا۔ مزینہ کی فوج۔ اُس نے کہا۔ ان سے بھی میری کوئی عداوت نہیں۔ المختصر اسی طرح جب فوجیں سامنے سے گذرتیں اور سب کے متعلق اُس نے یہی الفاظ استعمال کئے۔ حتےٰ کہ آخر میں بڑا لشکر آیا۔ جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بے نظیر تھا۔ اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف فرما تھے۔ تمام مہاجرین اور انصار اسی لشکر میں تھے۔ اور سب سپاہی سر سے قدم تک لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ ابوسفیان نے کہا۔ سبحان اللہ۔ کیا اعلیٰ لشکر ہے۔ یہ کونسا لشکر ہے۔ میں نے جواب دیا۔ یہ حضور کا لشکر ہے۔ جس میں صرف مہاجرین اور انصار ہیں۔ ابوسفیان نے کہا۔ دنیا میں کون شخص اس لشکر کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اے ابوالفضل! مبارک ہو۔ تمہارا بھتیجا آج سے دنیا کا زبردست بادشاہ بن گیا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ خدا تمہیں نیک ہدایت دے۔ یہ بادشاہی نہیں نبوت ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں نبوت ہے۔ میں نے کہا۔ اب تم شہر میں جاؤ اور قریش کو خطرہ سے آگاہ کرو۔ ابوسفیان دوڑا ہوا مکہ میں آیا۔ بیت اللہ کے صحن میں پکار کر کہا۔ اے قریش! محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بہت بڑا لشکر لے کر آرہا ہے۔ تم کسی طرح اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اُس کی بی بی ہند بنت عتبہ دوڑی ہوئی آئی۔ اور ابوسفیان رضؓ کی مونچھیں پکڑ کر کہا۔ اس نالائق کو قتل کر دو۔ کیسی بُری خبر لایا ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ اے میری قوم! تم اس عورت کے الفاظ کی پرواہ مت کرو۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اتنا بڑا لشکر ہے کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قریش نے کہا۔ تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے متعلق کیا احکام صادر کئے ہیں۔ ابوسفیان نے اعلان کیا :-

(۱) جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لیگا اُس کی جان بخشی کی جائے گی۔
(۲) جو شخص بیت اللہ میں پناہ لیگا اُس کی جان بخشی کی جائے گی۔
(۳) جو شخص مکان کے دروازے بند کرکے اندر بیٹھ جائیگا۔ اُس کی جان بخشی کی جائے گی۔
(۴) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں پناہ گزیں ہوگا۔ اُس کی بھی جان بخشی کی جائیگی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حکیم رضؓ بن حزام (حضرت خدیجہ رضؓ کے قریبی رشتہ دار) اور حضرت بدیل رضؓ بن ورقاء کو مبلغ اسلام بنا کر مکہ میں بھیجا۔ اس کے بعد حضور نے مکہ کی طرف حرکت کی۔ اور مندرجہ ذیل فوجوں کو اس طرح بڑھنے کا حکم دیا۔

(۱) حضرت زبیر رضؓ کو اپنا جھنڈا عنایت کرکے مہاجرین وانصار کی کل سوار فوجیں ان کے ماتحت کر دیں۔ اور حکم دیا۔ مکہ کے بالائی حصہ میں داخل ہوکر مقام حجون میں میرا جھنڈا نصب کرنا۔
(۲) حضرت خالد رضؓ بن ولید کو قضاعہ اور بنو سلیم کی فوجوں پر متعین کرکے حکم دیا۔ تم مکہ کے زیریں حصہ سے شہر میں داخل ہونا۔
(۳) حضرت سعد رضؓ بن عبادہ کو ایک فوج دے کر حکم دیا۔ تم کدی سے داخل ہونا۔

فوجوں کو روانہ کرتے وقت حضور نے افسروں کو ہدایت کی۔ جو شخص تمہاری مزاحمت کرے۔ تمہارا مقابلہ کرنے کے لئے ہتھیار اُٹھائے۔ اُس کو بے دریغ قتل کر دینا۔ کسی اور شخص کو قتل نہ کرنا۔ ہاں مندرجہ ذیل اشخاص جہاں ملیں خواہ وہ کعبتہ اللہ کے غلاف کے نیچے ہوں اُن کو ضرور قتل کر دینا۔

(۱) عبداللہ بن ابی سرح۔ مسلمان ہوکر مُرتد ہوگیا تھا۔ اور کافروں سے مل گیا تھا۔
(۲) عبداللہ بن خطل۔ حضور نے اُس کو ایک کام کے لئے باہر بھیجا۔ اُس کا غلام جو مسلمان تھا اس کے ہمراہ تھا۔ راستہ میں اُس نے اُس کو حکم دیا۔ ایک بھیڑ ذبح کرکے میرے لئے کھانا طیار کرو۔ یہ کہہ کر سوگیا۔ جب بیدار ہُوا تو غلام نے ابھی تک کھانا طیار نہیں کیا تھا۔ اُس نے اُس غلام کو قتل کر دیا۔ اور پھر خود مُرتد ہوگیا۔

(۳) حویرث بن نقید - یہ مکہ میں حضور کو ایذاء پہنچاتا تھا۔
(۴) مقیس بن صبابہ - یہ پہلے مسلمان تھا - اس نے ایک انصاری کو قتل کر دیا - جس نے اس کے بھائی کو غلطی سے قتل کر دیا تھا - پھر یہ مقیس دیت لینے کے بعد اُس انصاری کو قتل کر کے مُرتد ہو گیا -
(۵) عبداللہ بن خطل کی دو گانے والی لونڈیاں - یہ دونو اپنے گانے میں حضور کی ہجو بیان کرتی تھیں -
(۶) عکرمہ بن ابی جہل
(۷) سارہ - قریش کی مشہور لونڈی جو حضور کو بہت تکلیف پہنچاتی تھی -

لشکرِ اسلام کے میمنہ پر اسلم - سلیم - غفار - مزینہ - جہینہ اور عرب کے مختلف قبائل کی فوجیں متعین تھیں - حضرت ابو عبیدہؓ پیدل فوج اور ان لوگوں پر مقرر تھے - جو غیر مسلح تھے - مثلاً بال بچے اور عورتیں - حضور نے حضرت خالدؓ بن ولید کو یہ حکم بھی دیا تھا - اگر اہل مکہ سے کوئی قوم تمہارا تعرض کرے - تم اُس کا قتلِ عام کر دینا - اور شہر میں مجھ سے کوہ صفا پر ملنا - بالآخر یہی ہؤا - جو شخص ان کی فوج سے متصادم ہؤا - انہوں نے اس کو وہیں ٹھنڈا کر دیا - انصار قوم کا جھنڈا حضرت سعد رضؓ بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا - جب وہ حضرت ابو سفیان رضؓ کے سامنے سے گذرے - تو کہا - آج انصار نے قریش کا قتلِ عام کرنا ہے - آج خونریز جنگ ہوگی - آج خدا قریش کو ذلیل کرے گا - حضرت ابو سفیان رضؓ نے حضور کو حضرت سعدؓ کے کلمات سے مطلع کیا - حضور نے فرمایا - خدا آج کے دن قریش کی عزت بڑھائیگا - یہ فرما کر حضرت سعد رضؓ کو طلب کیا - اُن سے جھنڈا لے کر آپ کے صاحبزادہ حضرت قیسؓ بن سعدؓ کے حوالہ کر دیا -

واقعۂ خندمہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شہر کے بالائی حصہ سے مکہ میں داخل ہوئے - آپ کے لئے خیمہ نصب کیا گیا - حضرت زبیرؓ بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہو گئے - لیکن حضرت خالد بن ولید کے راستہ میں مکہ کے زیریں حصہ خندمہ میں قریش کے چند بے وقوف افراد صفوان بن امیہ - عکرمہؓ بن ابی جہل اور سہیلؓ بن عمروؓ کے ماتحت ایک

فوج جمع کر کے اسلامی فوج کی مزاحمت کی ۔ حضرت خالدؓ نے سخت حملہ کر کے اُن کو شکست دی ۔ دشمن کے تیرہ آدمی قتل ہوئے ۔ حضرت خالدؓ کی سوار فوج سے صرف ایک سپاہی حضرت سلمہؓ بن شہید ہوئے ۔ حضرت خالدؓ بن ولید کا صاحبزادہ حضرت خنیسؓ اور حضرت کرزؓ بن جابر اپنی غلطی سے شہید ہو گئے ۔ اس لئے کہ وہ نو معینہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے گئے ۔

حماس بن قیس مکہ میں لشکرِ اسلام کے داخلہ سے پہلے اسلحہ فراہم کر رہا تھا ۔ اُس کی بی بی نے دریافت کیا ۔ یہ اسلحہ کیوں جمع کر رہے ہو ۔ اُس نے جواب دیا ۔ میں آج محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی فوج سے جنگ کروں گا ۔ بی بی نے کہا ۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی فوج سے کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ حماس نے کہا ۔ مجھ کو یقین واثق ہے کہ میں لڑائی میں ضرور کامیاب ہوں گا ۔ اور کسی مسلمان کو قیدی بنا کر کے اُس سے تیری خدمت کراؤں گا ۔ یہ کہہ کر خندمہ کی لڑائی میں شریک ہوا حضرت خالدؓ بن ولید نے ایک ہی حملہ میں ان کو شکست دی ۔ دشمن کے چند آدمی مارے گئے ۔ باقی بری طرح بھاگ گئے ۔ حماس بھی بھاگ کر دوڑا ہوا اپنے گھر آیا ۔ بی بی سے کہا ۔ جلدی دروازہ بند کر دو ۔ بی بی نے کہا ۔ اب وہ تمہارے الفاظ کہاں ہیں ۔ حماس نے کہا ؎

انك لو شهدتِ يوم الخندمة ۔ اذ فرّ صفوان و فرّ عكرمه

اگر تم خندمہ کی لڑائی دیکھتیں ۔ جس وقت صفوان اور عکرمہ نے راہِ فرار اختیار کی ۔

وحيث زيد قائم كالمؤتمه ۔ واستقبلتنا بالسيوف المسلمه

اور حضرت زیدؓ ماتم پھیلانے والی تلوار لئے کھڑے تھے ۔ اور گردن اڑانے والی مسلمان تلواریں ہمارا استقبال کر رہی تھیں ۔

يقطعن كل ساعد و جمجمه ۔ ضربًا فلا تسمع الا غمغمه

کلائیاں اور کھوپڑیاں اڑا رہی تھیں ۔ چاروں طرف سے بہادروں کی شمشیر زنی کی آواز آ رہی تھی ۔

لم تنطقي في اللوم ادنى كلمة

تو تم مجھ کو اُس وقت طعنہ دینے میں ایک کلمہ بھی استعمال نہ کرتیں ۔

حضور کا داخلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکائے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ اور مکہ کے بالائی حصہ میں اپنا خیمہ نصب کیا۔ اُس وقت حضور کے سر مبارک پر کالی پگڑی بندھی ہوئی تھی۔ اور خود پہنے ہوئے تھے۔ جس وقت آپ نے اُسے اُتارا۔ تو ایک سپاہی نے عرض کیا۔ ابن خطل کعبہ کے غلاف سے لٹکا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اُس کو فوراً قتل کر دو۔ یہ اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ ایکؔ مسلمان کو قتل کیا جو اس کا خادم تھا۔ ایکؔ ایسی لونڈی رکھی ہوئی تھی۔ جو اپنے گانے میں حضور کی ہجو بیان کرتی تھی۔ صحابہ کرام اور احکام اسلام کا مضحکہ اُڑاتی تھی۔

قریش کے اوباش بدمعاش افراد ایک جگہ جمع ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کو طلب کیا۔ یہ حاضر ہوئے۔ عرض کیا۔ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ (حاضر خدمت ہوں) حضور نے حکم دیا۔ انصار کو میرے سامنے بلاؤ۔ انصار کے علاوہ کوئی اور شخص نہ آئے۔ حسب ارشاد انہوں نے انصار کو ندا دی۔ سب جمع ہو گئے۔ حضور نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم نے سنا کہ قریش کے اوباش جمع ہو رہے ہیں (ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا) ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دو۔ کوہ صفا پر مجھے ملنا۔ پھر تو مسلمان قریش کے متعلق خاطر خواہ کارروائی کرنے کے لئے دلیر ہو گئے اور جس کو قتل کرنا چاہتے بے دریغ قتل کر دیتے جب تمام فوجی کارروائیوں سے فراغت ہوئی تو حضور سوار ہو کر آگے بڑھے۔ مسجد الفتح کے قریب مقام حجوں میں اپنا جھنڈا نصب کیا۔ پھر بیت اللہ کا رُخ کیا۔ آپ کے چاروں طرف مہاجرین و انصار تھے۔ آپ نے سواری پر چڑھے ہوئے بیت اللہ کا سات دفعہ طواف کیا۔ طواف سے فارغ ہو کر کعبۃ اللہ کے قدیمی کلید بردار حضرت عثمانؓ بن طلحہ کو طلب کیا۔ اُن سے کنجیاں لیں۔ دروازہ کھولا اور اندر تشریف لے گئے۔ سامنے ایک کبوتر کی صورت نظر آئی۔ جو لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ حضور نے اپنے ہاتھ سے اُس کو توڑا۔ اور پھینک دیا۔ آپ کے ہاتھ میں کمان تھی۔ اُس وقت بیت اللہ کے اندر تین سو ساٹھ بُت تھے۔ آپ نے اپنی کمان سے ان کو توڑنا شروع کیا۔ اور زبان سے یہ ارشاد فرما رہے تھے ؎

جاء الحق وزھق الباطل - ان الباطل کان زھوقا- جاء الحق وما یُبدئ الباطل وما یُعید

حق آیا اور باطل نیست ونابود ہؤا اور باطل تو مٹنے والی چیز ہے - حق آیا - اور باطل کو نہ شروع میں ٹھیرنے کی طاقت ہے - اور نہ آخر میں -

بُت دھڑا دھڑ گرتے جارہے ہیں - ان کے علاوہ مختلف تصاویر تھیں - ایک صورت دیکھی کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ (جن سے عرب کی نسل چلتی ہے) اپنی کمانیں سیدھی کر رہے ہیں - حضور نے فرمایا - خدا ان کافروں کو غارت کرے - ان دونو نے عمر بھر کمان اپنے ہاتھ میں نہیں لی - حضور نے تمام تصاویر ہٹانے اور محو کرنے کا حکم دیا - اُسی دم اس کی تعمیل ہوئی - اس کے بعد دروازہ بند کرنے کا حکم دیا - اس وقت کعبۃ اللہ کے اندر صرف آپؐ - حضرتؐ اسامہؓ اور حضرت بلالؓ تھے - اور حضور اُس دیوار کے سامنے کھڑے ہوئے - جو دروازہ کے بالمقابل تھی - نماز پڑھی اور چاروں طرف چکر لگایا - اور اللہ اکبر کے نعرے بلند آواز سے بلند کئے - اور توحید کے کلمات لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ارشاد فرمائے - اس کے بعد دروازہ کھولا - اور باہر حرم میں تمام قریش کھڑے تھے - حضور نے دروازہ کھولتے ہی کعبۃ اللہ کی دونو چوکھٹیں پکڑ لیں - اُس وقت تمام قریش آپ کے نیچے کھڑے تھے - زبان سے ارشاد فرمایا :-

لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ صدق وعدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ

خدا کے سواء کوئی معبود ہی نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں - اُس نے اپنا وعدۂ فتح سچ کر دکھایا - اُس نے کافروں کے تمام لشکروں کو تن تنہا شکست دی -

جاہلیت وکفر کی تمام سابقہ رسومات ومعاہدات آج میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں - اے جماعت قریش! آج خدا نے تمہاری خاندانی شرافت، تمہاری نخوت، تکبر اور غرور خاک میں ملا دیا - تمام بنی نوع انسان حضرت آدمؑ کی اولاد سے ہیں - اور خود حضرت آدمؑ مٹی سے بنے - اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی -

یا ایھا النّاس انّا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا - ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم - ان اللہ علیم خبیر	لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد آدم اور ایک عورت حوّا سے پیدا کیا - پھر تم کو مختلف خاندان اور قبائل میں تقسیم کر دیا - تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو - اللہ کے

نزدیک سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو خدا سے بہت ہی ڈرے - اللہ تمام باتوں کو جاننے والا اور خبردار ہے -

اے قریش! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں - سب نے کہا - ہم سب کو یہی توقع ہے کہ آپ ہمارے ساتھ نیک سلوک کریں گے - آپ ہمارے شریف بھائی ہیں - اور شریف بھائی کے صاحبزادہ بلند اقبال ہیں - حضور نے فرمایا - میں بھی آج تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا :-

لَا تثریبَ علیکمُ الیَوْمَ - آج تم پر کوئی الزام نہیں -

جاؤ - میں تم سب کو رہا کرتا ہوں - یہ فرما کر بیٹھ گئے - حضرت علیؓ نے ہاتھ میں کنجیاں لے کر عرض کیا - حضور! خانہ کعبہ کی کلید برداری اور اُس کی خدمت گذاری ہمارے خاندان میں محدود کر دیجئے - یعنی ہم کو اُس کا متولی بنا دیجئے - حضور نے فرمایا - عثمان بن طلحہ کہاں ہیں - اُن کو بلا کر پیش کیا گیا - حضور نے فرمایا - عثمان! تم اپنی کنجیاں سنبھالو - آج یوم وفا ہے - (تم کو تمہارے کُل حقوق دینے کا دن) - حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں :- ہم جاہلیت میں کعبۃ اللہ کو دوشنبہ اور جمعرات کے دن کھولتے تھے - ایک روز حضور تشریف لائے اور داخل ہونے کا ارادہ کیا - کچھ مسلمان بھی آپ کے ہمراہ تھے - میں نے فوراً دروازہ بند کر دیا - اور حضور کو مغلظات (گالیاں) سنائیں - حضور نے تحمل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا - عثمان! عنقریب تم دیکھو گے کہ یہ کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی - اور میں اُس وقت جس کو چاہوں گا یہ کنجیاں دوں گا - میں نے کہا - اُس روز تمام قریش ہلاک ہو چکے ہوں گے ؟ فرمایا - نہیں - اُس روز اُن کی عزت افزائی ہوگی - یہ کلمات سُن کر مجھے یقین ہو گیا - کہ عنقریب ایسا دن آنے والا ہے - جب فتح مکہ کا روز آیا تو مجھے فرمایا - عثمان! کنجیاں میرے حوالہ کرو - میں نے

کنجیاں آپ کے سامنے رکھ دیں۔ پھر مجھ کو واپس عنایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اب تم ہمیشہ کے لئے بیت اللہ کے خادم اور مہتمم مقرر کئے جاتے ہو۔ جو شخص تم سے یہ کنجیاں ظلماً چھینے گا وہ خدا کی گرفت میں آئے گا۔ عثمان! خدا نے تمہارے خاندان کو اس کا والی اور مہتمم مقرر کر رکھا ہے۔ تم اس کی آمدنی اپنے خرچ کے مطابق لے سکتے ہو۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضؓ کو بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم دیا۔ ابوسفیان بن حرب۔ عتاب بن اسید۔ حارث بن ہشام و دیگر اکابر قریش مکہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب نے کہا۔ خدا نے میرے باپ اسید کو یہ اکرام بخشا کہ وہ یہ اذان سننے سے پہلے فوت ہوگیا۔ اگر وہ کلمات اذان سنتا تو اس کی روح کو صدمہ پہنچتا۔ حارث نے کہا۔ کاش میں آج کے دن سے پہلے مرگیا ہوتا۔ جویریہ ابو جہل کی بیٹی نے کہا۔ خدا نے میرے والد کو یہ اکرام بخشا کہ وہ بلال کی ڈھینچو ڈھینچو (گدھے کی آواز) سننے سے پہلے مرگیا۔ ابوسفیان نے کہا میں کچھ کہتا ہی نہیں۔ میں اپنے منہ سے جو کچھ کہوں گا۔ کنکریاں بھی (میرے خلاف) بول اٹھیں گی۔ دفعتہً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمودار ہوئے فرمایا۔ مجھ کو تمہاری گفتگو کا علم ہوگیا ہے۔ حارث و عتاب نے عرض کیا۔ اب ہم کو یقین ہوگیا ہے کہ آپ فی الواقع خدا کے سچے رسول ہیں۔ کیونکہ خدا ہی نے آپ کو ہمارے ملفوظات سے باخبر کیا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی (حضرت علی رضؓ کی ہمشیرہ) کے گھر میں تشریف لے گئے۔ غسل کر کے فتح کی خوشی میں آٹھ رکعتیں بطور شکرانہ ادا کیں۔ اب یہ رسم جاری ہوگئی۔ کہ ہر مسلمان فاتح کسی شہر یا قلعہ کو فتح کرتا وہ بھی یہ رکعتیں شکریہ کے طور پر ادا کرتا۔ حضرت ام ہانی رضؓ فرماتی ہیں:۔ میں نے اپنے دو دیوروں کو پناہ دی۔ میرے بھائی حضرت علی رضؓ ان کے تعاقب میں تھے۔ میں نے جھٹ دروازہ بند کر لیا۔ حضرت علی رضؓ نے اصرار کیا کہ وہ ان دو لوگوں کو ضرور قتل کریں گے۔ میں اسی دم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور اس وقت ایک لگن سے جس میں آٹے کے گوندھنے کے نشانات باقی تھے۔ غسل کر رہے تھے۔ اور حضور کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضؓ

پردہ ڈالے کھڑی تھیں۔ غسل سے فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ تم کون ہو۔ میں نے عرض کیا۔ میں ہوں ام ہانی (ان کے خاوند کا نام ہبیرہ بن ابی وہب ہے) فرمایا۔ مرحبا! خوش آمدید! ام ہانی تم کو مبارک ہو۔ میں نے اپنے دونو دیوروں کا اور حضرت علیؓ کے اصرار کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جن کو تم نے اپنی حفاظت میں لے لیا در اصل وہ ہماری حفاظت میں آگیا۔ جن کو تم نے امن دیا ہم نے بھی اس کو امن دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی بیعتِ اسلام لینے کے لئے کوہِ صفا پر بیٹھ گئے۔ حضرت عمر فاروق آپ سے نیچے کھڑے تھے۔ بیعت کی تمام رسوم اور شرائط آپ ہی ادا کر رہے تھے۔ پھر حضور نے فرمایا۔ میں تمام کافروں کی جان بخشی اور عفوِ عام کا اعلان کرتا ہوں۔ مگر یہ نو اشخاص جہاں بھی ملیں خواہ کہ اگر کعبۃ اللہ کا غلاف تھامے ہوئے ہوں تب بھی ان کو قتل کر دیا جائے۔ عبداللہ[۱] بن ابی سرح۔ عکرمہ[۲] بن ابی جہل۔ عبدالعزیٰ[۳] بن خطل۔ حارث[۴] بن نفیل۔ مقیس[۵] بن صبابہ۔ ہبار[۶] بن اسود۔ ابن خطل کی دو لونڈیاں[۷-۸]۔ سارہ[۹] (قریش کی مشہور لونڈی) عبداللہ بن ابی سرح (فاتح افریقہ) اپنے رضاعی بھائی حضرت عثمانؓ بن عفان کے گھر میں چھپ گئے۔ حضرت عثمانؓ ان کو حضور کے سامنے لائے۔ اور ان کے لئے اماں (جان بخشی) کی درخواست پیش کی۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ تاکہ کوئی مسلمان کھڑے ہو کر اس کو قتل کر دے۔ لیکن جب کسی نے نہیں سمجھا تو آپ نے معافی کی درخواست قبول کر لی۔ حضور نے مسلمانوں سے فرمایا۔ میں نے اس واسطے منہ پھیر لیا تھا۔ کہ تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر اس کو قتل کر دے۔ مسلمانوں نے عرض کیا۔ آپ اشارہ کر دیتے۔ فرمایا۔ آنکھ سے اشارہ کرنا انبیاء کا شیوہ نہیں۔

ان کا جرم یہ تھا کہ پہلے مسلمان تھا۔ کاتب وحی تھا۔ پھر مرتد ہو کر مدینہ سے بھاگ گیا اور کافروں سے جا ملا۔ عکرمہ بن ابی جہل مکہ سے بھاگ کر یمن چلے گئے۔ ان کی بی بی ام حکم بنتِ حرث مسلمان ہو گئی تھیں۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر خاوند کی جان بخشی کی درخواست پیش کی۔ حضور نے درخواست منظور فرمائی۔ یہ امان نامہ لے کر ان کے پیچھے یمن گئیں۔ اور اپنے خاوند کو وہاں سے

لاکر حضور کے سامنے پیش کر دیا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اور خوب اسلامی خدمات سرانجام دیں۔ حتےٰ کہ یرموک کی لڑائی میں عیسائیوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ یہ مشہور دشمنِ اسلام ابوجہل کے بیٹے ہیں۔ ابنِ خطل۔ حارث۔ مقیس اور ابنِ خطل کی دونو لونڈیاں سب قتل کر دیئے گئے۔ مقیس کا یہ قصور ہے کہ وہ ایک مسلمان کو قتل کر کے مدینہ سے بھاگ گیا اور مرتد ہو گیا۔ ابن خطل کو حضرت سعیدؓ بن حریث اور حضرت ابو برزہ اسلمی دونو نے مل کر قتل کیا۔ ابن خطل کی دو گانے والی لونڈیوں میں سے ایک قتل کر دی گئی۔ دوسری بھاگ گئی۔ بعد میں حضور کی خدمت میں اُس کے لئے جان بخشی کی درخواست پیش کی گئی۔ حضور نے قبول کر لی۔ حویرث بن نقید کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ مقیس بن صبابہ کو اُس کے رشتہ دار حضرت نمیلہؓ بن عبداللہ نے قتل کیا۔ ہبار بن اسود کا قصور یہ تھا کہ اُس نے حضور کی بیٹی حضرت زینبؓ کو ہجرت کرتے وقت نیزہ سے قتل کیا تھا۔ اُس نے حضرت زینبؓ کو اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ سواری سے گر کر ایک سخت پتھر پر جا پڑیں۔ نہ صرف اُن کی جان گئی۔ بلکہ حمل بھی باہر نکل آیا۔ یہ اُس وقت بھاگ گیا تھا۔ بعد میں مسلمان ہو گیا۔ حضور نے خود معاف کر دیا۔ سارہ کی جان بخشی کی بھی درخواست پیش کی گئی۔ حضور نے قبول فرمائی۔

دوسرے روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا:۔ دنیا کے اول روز سے قیامت تک خدا نے مکہ میں ہر قسم کی خونریزی کو حرام کر دیا ہے۔ خدا نے مجھ کو اس حرمت سے مستثنیٰ کر کے صرف چند گھنٹوں کی خونریزی کی اجازت دی۔ سو وہ حرمت پہلے کی طرح آج لوٹ آئی ہے۔ یہاں جتنے اشخاص حاضر ہیں وہ سب اُن لوگوں کو جو یہاں سے غیر حاضر ہیں۔ مطلع و باخبر کر دیں کہ آئندہ مکہ میں قیامت تک ہر طرح کی خونریزی کرنا قطعاً حرام ہے۔

حضور صفاء پر دعا مانگ رہے تھے کہ انصار آپس میں کہنے لگے۔ حضور اب اپنے وطن (مکہ) میں سکونت اختیار کریں گے۔ آپ نے دعاء سے فارغ ہو کر اُن سے دریافت کیا۔ تم نے کیا کہا۔ سب نے بتانے سے انکار کیا۔ جب حضور نے زیادہ اصرار کیا تو بتا دیا۔ حضور نے فرمایا:۔

معاذ اللہ ۔ المحیا محیاکم — معاذ اللہ ! (میں خدا کی پناہ میں آتا ہوں) کہ میں
والممات مماتکم — تمہارا ساتھ چھوڑ سکتا ہوں میں تمہارے ساتھ
زندہ رہوں گا ۔ اور تمہارے ساتھ مروں گا ۔

فضالہ بن عمیر نے حضور کو طواف کرنے کی حالت میں قتل کرنے کا ارادہ کیا جب حضور کے قریب پہنچا تو دریافت فرمایا ۔ کیا تم فضالہ ہو ۔ اُس نے جواب دیا ۔ جی ہاں فضالہ ہوں ۔ فرمایا ۔ ابھی تم کیا ارادہ کر رہے تھے ۔ عرض کیا ۔ کچھ نہیں ۔ میں تو خدا کا ذکر کر رہا تھا ۔ حضور ہنس پڑے ۔ اور فرمایا استغفار کرو ۔ (خدا سے اپنے گناہ کی معافی مانگو) پھر اُس کے سینہ پر ہاتھ رکھا ۔ اس کا دل ٹھہر گیا ۔ فضالہ رض فرماتے ہیں ۔ جب حضور نے میرے سینہ سے اپنا ہاتھ ہٹایا تو دنیا کی کُل چیزیں میری نظر میں حقیر ہوگئیں ۔ اور مجھے آپ سے انتہائی محبت ہوگئی ۔ میں اپنے مکان کی طرف جا رہا تھا ۔ راستہ میں میری محبوبہ ملی ۔ جس کے عشق کے اندر میں گرفتار تھا ۔ اُس نے کہا ۔ آؤ دل بہلائیں ۔ میں نے جواب دیا ۔ اب وہ فضالہ نہیں رہا ۔ اللہ کا اسلام ایسی لغو باتوں سے منع کرتا ہے ۔

ان رأیت محمداً و قبیلتہ — بالفتح یوم تکسر الاصنام
اگر تو فتح مکہ کے روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے مسلمانوں کو دیکھ لیتی جس روز بُت (دھڑا دھڑ) توڑے جا رہے تھے ۔

لو رایت دین اللہ اضحیٰ بقیناً — والشرک لغشی وجعلہ الاظلام
تو اللہ کے دین اسلام کو روشن و منور دیکھتی ۔ اور اُس روز شرک و بت پرستی کے منہ پر اندھیریاں ظلمت و سیاہی چھائی ہوئی تھی ۔

صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ کر جدہ چلا گیا ۔ وہ منتظر تھا کہ اگر کوئی جہاز نظر آئے تو اُس پر سوار ہو کر سرزمین یمن میں چلا جائے ۔ حضرت عمیر رض بن وہب جمحی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ۔ حضور ! صفوان قریش کا سردار ہے ۔ آپ سے بھاگ کر جدہ چلا گیا ہے اور اپنے نفس کو سمندر کے حوالہ کرنا چاہتا ہے ۔ آپ اُس کو امان دیجئے ۔ حضور نے فرمایا ۔ میں اُس کو امان دیتا ہوں ۔

عرض کیا - مجھ کو کوئی علامت دیجئے - جس سے یہ معلوم ہو کہ آپ نے اس کو امان دے دی ہے - حضور نے اپنا عمامہ عطا فرمایا - جو مکہ میں داخلہ کے وقت آپ کے سر مبارک پر تھا - حضرت عمیرؓ فرماتے ہیں :- میں یہ عمامہ لے کر جدہ گیا - اور صفوان سے کہا - تم اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالو - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم کو امان دی ہے - صفوان نے کہا دور رہو - مجھ سے بات نہ کرو - میں نے کہا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کے لوگوں سے بہت ہی اچھے ہیں - لوگوں سے بہت اچھا سلوک کرتے ہیں - خلق خدا پر بہت رحمدل اور مہربان ہیں - دنیز تمہارے رشتہ دار بھی ہیں - صفوان نے جواب دیا - مجھ کو ہر وقت اُس سے اپنی جان کا خطرہ ہے - میں نے کہا استغفر اللہ - ایسا خیال دل میں نہ لاؤ - وہ بڑے شریف ہیں - الغرض میرے اصرار کرنے پر وہ میرے ہمراہ ہو گیا - میں نے اس کو حضور کے سامنے پیش کر دیا - اُس نے حضور سے کہا - عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دیدی ہے - حضور نے فرمایا - سچ کہتے ہیں - میں نے تمہاری جان بخشی کی - صفوان نے کہا - میرے امان کی مدت دو مہینہ بڑھا دیجئے - حضور نے فرمایا - بلکہ میں چار ماہ تک مدت اماں میں توسیع کرتا ہوں -

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سعید خزاعی کو حدودِ حرم کی تجدید کے لئے مقرر فرمایا - اور متعدد مندروں کو مسمار کرنے کے لئے فوج کے متعدد دستے ارسال کئے - اعلان فرمایا -

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یدع فی بیتہٖ صنمًا الا کسرہٗ	جو شخص اللہ اور آخرت کا یقین رکھتا ہے اُس کو اپنے گھر میں کوئی بُت نہیں رکھنا چاہئے بلکہ اُس کو توڑ دینا چاہئے -

بروز جمعہ ۲۰ رمضان کو مکہ فتح ہُوا -

(ابو الفداء صفحہ ۱۴۵ جلد اول - زاد المعاد صفحہ ۴۲۵ جلد اول - تفسیر خازن صفحہ ۴۲۲ جلد ۴ - معجم البلدان صفحہ ۱۴۷ جلد ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوتے وقت سورۂ فتح بار بار پڑھ رہے تھے - فرمایا - اگر لوگوں کا جمگھٹا میرے پاس نہ ہوتا تو میں اسے پڑھتا ہی رہتا -

جب حضور ذی طویٰ میں پہنچے تو اپنی اونٹنی پر سُرخ چادر اوڑھے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ اور خدا کے سامنے عاجزی اور تواضع کرتے ہوئے اپنی گردن جھکائے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ اُس روز ایک شخص نے حضور سے کوئی بات دریافت کی گو ڈر کے مارے کپکپانے لگا۔ حضور نے فرمایا۔ مجھ سے ہیبت نہ کھاؤ۔ میں قریش کی ایک معمولی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی طویٰ میں کھڑے ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کے والد ماجد ابو قحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا۔ مجھے ابو قبیس پہاڑ کی چوٹی پر لے چلو۔ حضرت ابو قحافہ رضؓ بڑھاپے کی وجہ سے نابینا ہو گئے تھے۔ صاحبزادی نے ان کو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھایا۔ ابو قحافہ رضؓ نے فرمایا۔ بیٹی تمہیں کچھ نظر آرہا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ مجھے ایک مجمع نظر آرہا ہے۔ یہ سوار دستہ ہے۔ اس مجمع کے آگے ایک شخص کو دیکھ رہی ہوں جو کبھی آگے بڑھتا ہے اور کبھی پیچھے مڑتا ہے۔ فرمایا۔ یہ سوار دستہ کا افسر ہے۔ صاحبزادی نے کہا۔ اب وہ مجمع منتشر ہو گیا۔ فرمایا۔ اب سوار دستہ سے مقابلہ شروع ہو گیا ہے۔ مجھے جلدی گھر لے چلو۔ صاحبزادی اُن کو نیچے اتار لائی۔ گھر پہنچنے سے پہلے سوار دستہ راستہ میں ملا۔ صاحبزادی کے گلے میں چاندی کا ایک ہار تھا جو کسی نے اتار لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ اپنے [illegible] کو پکڑے ہوئے لائے۔ جب حضور نے ان کو دیکھا تو فرمایا۔ تم نے اس بوڑھے بز[illegible] کو یہاں تکلیف دی۔ میں خود ہی اُن کے مکان پر چلا جاتا۔ حضرت صدیق رضؓ نے عرض [illegible] ان کا فرض ہے کہ آپ کے پاس چل کر آئیں۔ حضرت ابو قحافہ رضؓ مسلمان ہوئے۔ حضور [illegible] حضرت صدیق رضؓ کو مبارکباد دی۔ اس کے بعد حضرت صدیق رضؓ نے اپنی بہن کا [illegible] کر کہا۔ میں خدا کا واسطہ دے کر سب لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری بہن کا ہار واپس کر دیں۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ حضرت صدیق رضؓ نے فرمایا۔ اس زمانہ میں امانت دار کم ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اب مکہ میں خونریزی کرنا حرام ہے تو عرض کیا گیا۔ حضرت خالد بن ولید کافروں کو قتل کر رہے ہیں۔ حضور نے ایک شخص کو حکم دیا۔ اُن کے پاس جا کر کہو کہ اب خونریزی بند کر دیں۔ یہ شخص اُن کے

پاس آیا اور کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ تم نے جتنے کافر قید کئے ہیں۔ سب کو قتل کر دو۔ حضرت خالدؓ نے ستر کافر قتل کئے۔ حضور کو خبر پہنچی تو آپ نے پیغام بھیجا۔ کیا میں نے تم کو خونریزی بند کرنے کے لئے نہیں کہا تھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میرے پاس فلاں شخص آیا۔ اُس نے مجھے حکم دیا کہ میں قیدیوں کو قتل کر دوں۔ حضور نے اُس شخص کو طلب کیا۔ اُس نے عرض کیا۔ آپ نے خونریزی بند کرنے کا ارادہ کیا مگر خدا نے خونریزی پھیلانے کا حکم دیا۔ اور خدا کا حکم آپ کے حکم سے اوپر ہے۔ خدا کے حکم کے خلاف کس طرح چل سکتا ہوں۔ یہ جواب سُن کر حضور نے اُسے کچھ نہ کہا۔ جب عکرمہ بن ابی جہل مکہ سے بھاگ گئے اور سمندر میں کشتی پر سوار ہو گئے تو سخت طوفان آیا۔ اہل سفینہ نے آپس میں کہا۔ خلاصی حاصل کرو۔ اس لئے کہ یہاں تمہارے بُت نہیں بچا سکتے۔ حضرت عکرمہ رضؓ نے فرمایا۔ اگر خدا ہمیں سمندر میں بچا سکتا ہے تو وہ یقیناً خشکی میں بھی ہمیں بچائیگا۔ یا اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے یہاں سے بچایا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام ضرور قبول کر لوں گا۔

حضرت ام ہانیؓ کے دو دیوروں کا نام یہ ہے۔ حارثؓ بن ہشام۔ زبیرؓ بن مغیرہ۔

حضورؐ نے حضرت ام ہانیؓ کے مکان میں فتح کی خوشی میں آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ اسی طرح حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ایوان کسریٰ میں اُسے فتح کرنے کے بعد آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ بس شب کو مسلمان مکہ میں داخل ہوئے تو رات بھر تکبیر (اللہ اکبر) تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) کہتے رہے۔ اور بیت اللہ کا طواف کرتے رہے۔ صبح تک یہی کیفیت رہی۔ ابوسفیان نے اپنی عورت ہند سے کہا۔ کیا تیرا خیال کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ ہاں۔ خدا کی طرف سے ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابوسفیانؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دریافت فرمایا۔ تم نے شب کو اپنی عورت سے کیا کہا تھا۔ عرض کیا۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہیں۔ ہند کے سوا کسی اور شخص نے میری یہ بات نہیں سُنی۔

۔ یقیناً خدا نے آپ کو باخبر کیا ہے۔

حضرت صفوانؓ بن امیہ کی بی بی کا نام فاطمہ بنت ولید ہے اور حضرت عکرمہ بنؓ ابی جہل کی بی بی کا نام اُم حکیم بنت حارث بن ہشام ہے۔ جب صفوان و عکرمہ دونو مسلمان ہو گئے تو حضور نے دونو بیبیاں بغیر تجدید نکاح ان کے حوالہ کر دیں۔ جاہلیت ہی کا نکاح قائم رہنے دیا۔

فتح مکہ میں بارہ ہزار مسلمان فوج تھی۔ بنو سلیم سات سو۔ بعض مورخوں کے نزدیک ایک ہزار۔ بنو غفار چار سو۔ اسلم چار سو۔ مزینہ ایک ہزار اور تین سپاہی۔ باقی سب قریش۔ انصار و دیگر قبائل عرب تھے۔ مثلاً تمیم۔ قیس۔ اسد۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۳۰۹ جلد ۴)

مختلف مندروں اور بت خانوں کو مسمار کرنا

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ بن ولید کو تیس ۳۰ سوار دل کا افسر بنا کر رمضان المبارک میں مشہور بت عزّیٰ کو گرانے کے لئے بھیجا۔ یہ مندر کو توڑ پھوڑ کر واپس چلے آئے۔ حضور نے دریافت کیا۔ تم نے دیوی کے پاس کچھ دیکھا تھا۔ عرض کیا۔ جی نہیں۔ فرمایا۔ تم نے ابھی اصل بت نہیں توڑا۔ پھر واپس جاؤ۔ اور بت توڑ ڈالو۔ یہ دوبارہ گئے اور غصہ میں بھرے ہوئے تلوار سُوت لی۔ ایک کالے رنگ کی عورت برہنہ اپنے سر کے بال پھیلائے ہوئے باہر نکلی۔ مہنت نے للکار کر اس دیوی کو ورغلایا کہ خالد کو ہلاک کر دو۔ حضرت خالدؓ نے تلوار سے اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور واپس آ کر حضور کو باخبر کیا۔ حضور نے فرمایا۔ یہی عزّیٰ دیوی تھی۔ جس کو تم نے قتل کیا ہے۔ عزیٰ دیوی کا مندر مقام نخلہ میں تھا۔ یہ سب سے بڑا بت کہلاتا تھا۔ قریش اُس کی پوجا کرتے۔ اس کا خادم (مہنت) قبیلۂ بنی شیبان سے تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ بن عاص کو قبیلۂ ہذیل کے بت سُواع کو مسمار کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عمروؓ فرماتے ہیں۔ میں حسب ہدایت مندر میں گیا۔ مہنت نے کہا۔ کیا چاہتے ہو۔ میں نے جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس دیوی کو گرا دوں۔ اُس نے کہا۔

تم کامیاب نہیں ہو سکتے - میں نے کہا - کیوں - اُس نے کہا - دیوی تم کو روکے گی - میں نے کہا - افسوس ہے تم پر - ابھی تک تمہاری آنکھیں نہیں کھلیں - یہ دیوی نہ سن سکتی ہے اور نہ بول سکتی ہے - میں دیوی کے قریب آگیا - اور اپنے ماتحت سپاہیوں کو اس پر چڑھ کر مسمار کرنے کا حکم دیا - انہوں نے چشم زدن میں اس کو گرا دیا - کچھ بھی نظر نہ آیا - میں نے مہنت سے کہا - ہم نے اس کو گرا دیا ہے - اُس نے کہا - میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں - اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ بن زید اشہلی کو بیس سوار دے کر مقام مُشلل کے مشہور بُت مناۃ کو مسمار کرنے کے لئے بھیجا - اوس - خزرج اور تیلسان اُسس کو پوجتے تھے - جب یہ مندر میں پہنچے تو مہنت نے کہا - کیا ارادہ ہے - امیر نے فرمایا - مناۃ دیوی کو گراؤں گا - اُس نے کہا - تم مختار ہو - ہم کچھ نہیں کہتے - حضرت سعدؓ اُس کی طرف بڑھے - ایک کالی عورت اپنے سر کے بال پھیلائے ہوئے دہائی دیتی ہوئی اور اپنے سینہ کو پیٹتی ہوئی باہر نکلی - مہنت نے کہا - اے دیوی مناۃ ! تو اپنے اس دشمن کو سزا دے - حضرت سعدؓ نے اُس عورت کو قتل کر دیا - اس کے بعد مندر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی - اُس کا خزانہ کچھ برآمد نہ ہوا -

حضرت خالدؓ بن ولید کا ایک واقعہ

جب حضرت خالدؓ بن ولید عُزیٰ بت کو گرا کر مکہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قبیلہ بنی جذیمہ کی ہدایت کے لئے بھیجا - حکم دیا - ان پر حملہ نہ کرنا - ان کو صرف دعوتِ اسلام دینا - حضرت خالدؓ حسب الحکم تین سو پچاس ۳۵۰ مہاجرین و انصار کے سپاہی ساتھ لے کر آگے بڑھے - ان میں بنو سلیم بھی تھے - جب یہ ان کے سامنے پہنچے تو فرمایا - تم کون ہو - انہوں نے جواب دیا - ہم مسلمان ہیں - نماز پڑھتے ہیں - ہم نے مسجد بنا رکھی ہے - فرمایا - تم مسلح کیوں ہو؟ انہوں نے جواب دیا - عرب کے قبائل سے ہماری عداوت ہے - ہم پہلے تم کو اپنا دشمن سمجھے ہوئے تھے - اس واسطے ہم نے ہتھیار سنبھال لئے - حضرت خالدؓ نے فرمایا -

ہتھیار رکھ دو - انہوں نے ہتھیار پھینک دئیے - حضرت خالدرضؓ نے ان کو قید کر لیا - جب سحری کا وقت آیا تو حضرت خالدرضؓ نے اپنی فوج کو حکم دیا - اپنے اپنے قیدی قتل کر دو - بنو سلیم کے سپاہیوں نے اپنے قیدی قتل کر دئیے - مہاجرین و انصار نے اپنے قیدی چھوڑ دئیے - جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ دہشت ناک خبر ملی تو آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دو دفعہ کہا -

اللّٰھم انی ابرأ الیک مما صنع خالدؓ - یا اللہ! میں خالد کی اس حرکت سے بری ہوں -

دوسری روایت میں ہے :- حضرت ابن عمرضؓ فرماتے ہیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدرضؓ بن ولید کو جذیمہ کی طرف ارسال کیا - خالدؓ نے ان کو دعوتِ اسلام دی - وہ اچھی طرح اپنی زبان سے یہ نہ کہہ سکے اُسلمنا (ہم مسلمان ہو گئے) بلکہ یوں کہنے لگے - صبأ نا - صبأنا (ہم بے دین ہو گئے) حضرت خالد نے ان کو گرفتار کرنے کا حکم دیا - اور ہر سپاہی کو ایک ایک قیدی حوالہ کیا - صبح ہوئی تو حضرت خالدرضؓ نے سپاہیوں کو اپنے اپنے قیدی قتل کرنے کا حکم دیا - میں نے کہا - میں اپنا قیدی نہ قتل کروں گا - اور نہ میرے ساتھی اپنے قیدی قتل کریں گے - اس کے بعد ہم حضور کے پاس آئے - اور ماجرئ ذکر کیا - حضور نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے - دو دفعہ کہا - اللّٰھم انی ابرأ الیک مما صنع خالد - حضور نے حضرت علیؓ کو مقتولین کی دیت ادا کرنے کے لئے بھیجا - حضرت علیؓ مال لے کر اُن کے ورثاء کے پاس آئے - انکو ساری دیتیں ادا کر دیں (ایک قتل کی دیت سو اونٹ ہوتی ہے) بہت مال بچ گیا - حضرت علیؓ نے اُن سے خطاب کیا - تم سب لوگوں کا مال ادا ہو گیا - سب نے کہا - بیشک - ہم کو سب مال مل گیا - حضرت علیؓ نے فرمایا - میں یہ باقی مال بھی تم کو دیتا ہوں - سب مال اُن میں تقسیم کر دیا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت کی اور ماجرئ بیان کیا - حضور نے فرمایا - احسنت و احسنت (تم نے اچھا کیا، تم نے اچھا کیا) ۔

بعد میں اس واقعہ کے متعلق حضرت خالدؓ اور حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف کے درمیان جھگڑا ہو گیا - اور درشت کلامی تک نوبت پہنچی - حضرت عبد الرحمٰنؓ

نے فرمایا۔ تم نے جاہلیت کا کام کیا۔ حضرت خالدؓ نے جواب دیا۔ بلکہ میں نے تمہارے باپ کا بدلا لیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا۔ جھوٹ بولتے ہو۔ میں اپنے باپ کا قاتل اس سے پہلے قتل کر چکا ہوں۔ لیکن تم نے اپنے چچا فاکہہ بن مغیرہ کا انتقام لیا ہے۔ دونو کے درمیان درشت کلامی ہوئی۔ حتےٰ کہ حضور نے سُن لیا۔ حضور نے حضرت خالدؓ سے خطاب کیا۔

مہلاً یا خالدؓ۔ دع عنک اصحابی۔ فو اللہ لو کان لک احد ذھبًا ثم انفقتہ فی سبیل اللہ ما ادرکت غدوۃ رجل من اصحابی ولا روحتہ

خالد! ٹھہر جاؤ۔ میرے اصحاب کو چھوڑ دو۔ اُن سے جھگڑا مت کرو۔ خدا کی قسم تمہارے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پھر تم اس کو راہِ خدا میں صرف کرو تو پھر بھی میرے ایک صحابی کی خدمت کے برابر جو اُس نے جہاد میں صبح اور شام کو سرانجام دی ہے۔ درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔

جس واقعہ کی طرف حضرت خالدؓ نے اشارہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے :- جاہلیت میں خالد بن ولید کے چچا فاکہہ بن مغیرہ اور عوفؓ مع اپنے صاحبزادہ حضرت عبدالرحمٰنؓ اور عفان مع اپنے صاحبزادہ حضرت عثمانؓ تجارت کے سلسلہ میں یمن میں گئے۔ یہاں بنو جذیمہ کا ایک شخص فوت ہو گیا۔ جب یہ لوگ واپس آنے لگے تو اس کا مال اپنے ساتھ لے آئے۔ تاکہ اُس کے وارثوں کے حوالہ کر دیں۔ ایک شخص خالد بن ہشام اُس کے مال کا دعویٰ دار بنا۔ اور علاقہ بنی جذیمہ میں اُس سے تصادم ہوا۔ انہوں نے اُس کو میت کا مال حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ اُس نے اصرار کیا۔ حتےٰ کہ اُن پر حملہ کر دیا۔ عوف اور فاکہہ دونو قتل ہو گئے۔ اور دونو کا مال بھی چھین گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا۔ عفان مع اپنے صاحبزادہ حضرت عثمانؓ کے بھاگ کر مکہ چلے آئے۔ قریش نے بنی جذیمہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا۔ بنو جذیمہ نے اپنے نمایندے بھیج کر معذرت کی کہ من حیث القوم آپ پر یہ حملہ نہیں ہوا۔ ایک غیر ذمہ دار شخص نے یہ حرکت کی ہے۔ اور ہم دونو مقتولین کی دیت ادا کرتے ہیں۔ قریش نے دیت قبول کر لی۔ اور چڑھائی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اسی طرح حضرت خالدؓ اشارہ کرتے ہیں۔

میں نے تمہارے باپ کا انتقام لیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کو نہ سرزنش کی اور نہ معزول کیا۔ اس واسطے کہ حضرت خالدؓ کی نیت اسلامی خدمت بجا لانے کی تھی۔ ان کو غلط فہمی ہوئی۔ مقتولین کے یہ الفاظ صبأنا صبأنا سن کر یہ سمجھے کہ یہ لوگ اسلام کی بے عزتی کر رہے ہیں۔ اس واسطے اُن کے اکثر افراد قتل کرا دئیے۔ باقی قیدی بنائے پھر قیدیوں کے قتل کرنے کا بھی حکم دیا۔ اگر حضرت خالدؓ سے قصداً یہ حرکت سرزد ہوتی تو حضور بیت المال سے دیت نہ ادا کرتے۔ پس بیت المال سے اتنی بڑی رقم کا ادا کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت خالدؓ سے یہ حرکت سہواً سرزد ہوئی۔

اسی طرح کا دوسرا واقعہ حضرت صدیقؓ کے عہد میں سرزد ہوا۔ حضرت خالدؓ نے حضرت مالکؓ بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ اور اُن کی بی بی ام تمیم سے نکاح کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ سے مطالبہ کیا۔

اعزله فان فی سیفه رهقا۔ اسے معزول کر دو۔ کیونکہ اس کی تلوار تباہی پھیلاتی ہے۔

حضرت صدیقؓ نے جواب دیا:۔

لا أغمد سیفا سله الله علی المشرکین	میں اُس تلوار کو نیام میں نہیں ڈالوں گا جسے خدا نے مشرکین کا قتلِ عام کرنے کے لئے نکالا ہے۔

داستانِ عشق

حضرت ابو حدردؓ اسلمیؓ بیان کرتے ہیں:۔ میں اُس روز حضرت خالد بن ولید کے دستہ میں شامل تھا۔ میری تحویل میں ایک نوجوان قیدی تھا۔ جس کے دونوں ہاتھ ایک رسی کے ساتھ اُسی کی گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ تھوڑے فاصلہ پر چند عورتیں جمع تھیں۔ اس قیدی نے مجھ سے خطاب کیا۔ اے نوجوان! میں نے جواب دیا۔ کیا چاہتے ہو۔ اُس نے کہا۔ مجھے رسی کے ساتھ پکڑ کر ان عورتوں کے پاس لے چلو۔ میں نے ان سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ میں نے

کہا- اچھا- یہ کہہ کر میں اُس کو رسّی کے ساتھ کھینچ کر عورتوں کے پاس لے گیا۔ اُس نے کہا- اے جیش! (اُس کی محبوبہ کا نام ہے) تم سلامت رہو- عیش ختم ہو رہا ہے- اس کے بعد اُس نے عشقیہ شعر پڑھنے شروع کئے- جن میں اُس نے یہ ظاہر کیا کہ ہماری اور تمہاری محبت کس طرح بڑھی تھی- میں تم پر کس طرح فدا ہُوا- میری آنکھوں سے آنسو بہتے تھے- اُس کی محبوبہ نے جواب دیا- اچھا- میں بھی تم پر قربان ہوتی ہوں- میں اسے واپس لے آیا- اور اُس کی گردن اُڑا دی- اس کے قتل ہونے کے بعد ان میں سے ایک عورت اُس پر اوندھے منہ لیٹ گئی- اور اُس کے بوسے لینے شروع کئے- حتےٰ کہ اپنی جان دے دی- جب ہم اس مہم سے فارغ ہوکر مدینہ آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس ماجری کا ذکر ہُوا تو فرمانے لگے-

اما کان فیکم رجل رحیم- کیا تم میں سے کوئی شخص بھی رحمدل نہ تھا-

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۱۶ جلد ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اُنیس[19] روز قیام کیا- قصر پڑھتے رہے- شہر کے مسلمانوں سے کہا- تم پوری نماز پڑھو- ہم قصر پڑھیں گے- اس لئے کہ ہم مُسافر ہیں

فتح مکہ کے ایام میں قریش کی ایک معزز خاتون نے چوری کی- اُس کی قوم حضرت اُسامہ رضہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ آپ اس کی رہائی کے لئے سفارش کر دیں۔ جب حضرت اسامہ رضہ نے سفارش کی تو حضور کا چہرہ سُرخ ہو گیا- فرمایا- کیا تم اللہ کی حد توڑنے میں حصہ لے رہے ہو- حضرت اسامہ رضہ نے عرض کیا- حضور! مجھ سے خطا ہو گئی- خدا سے میرے لئے بخشش کی دعا مانگئے- شام کے وقت حضور نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا- اما بعد- گذشتہ مسلمان صرف اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی ذلیل چوری کرتا تو اُسے سزا دیتے- بخدا- اگر فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرے تب بھی میں اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا- اس کے بعد حضور نے اس خاتون کا ہاتھ کٹوایا۔ پھر اُس نے توبہ کی- نیک بن گئی- اور شادی کر لی- (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۳۱۸ جلد ۴)

عورتوں کی بیعت

فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کی بیعت لینے کے لئے بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نیچے کھڑے تھے۔ بیعت کے الفاظ یہ تھے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانوں گا۔ اور اطاعت بجالاؤں گا۔ مردوں کی بیعت سے فارغ ہو کر عورتوں کی بیعت لی۔ عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے۔ بلکہ صرف زبانی اقرار لیتے تھے۔ بیعت کرنے والیوں میں حضرت ابوسفیانؓ کی بی بی ہند بنت عتبہ بھی منہ چھپا کر آئی تاکہ حضور نہ پہچان لیں۔ اس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا۔ عورتوں سے یہ بیعت لی جاتی تھی۔ تم خدا سے کسی قسم کا شرک نہ کرنا۔ ہند نے عرض کیا۔ آپ ہم عورتوں سے دوسری قسم کی بیعت لے رہے ہیں۔ مردوں سے تو آپ نے یہ اقرار نہیں لیا۔ پھر حضور نے فرمایا۔ کسی طرح سے اسراف نہ کرنا۔ ہند نے عرض کیا۔ میں نے اپنے خاوند ابوسفیان کے مال سے چوری کر کے کچھ مال لیا ہے۔ (کیونکہ وہ بخیل ہے خود بخود مناسب خرچ نہیں دیتا) معلوم نہیں کہ یہ میرے لئے جائز تھا یا نہیں۔ حضرت ابوسفیانؓ موجود تھے فرمایا۔ جو مال لے چکی ہو وہ معاف ہے۔ حضور نے فرمایا۔ تم ہند بنت عتبہ ہو۔ اُس نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ میں ہند ہوں۔ آپ میری گذشتہ تقصیریں معاف کر دیں۔ خدا آپکو معاف کرے۔ حضور نے فرمایا۔ کبھی زنا نہ کرنا۔ اُس نے عرض کیا۔ کیا کوئی شریف خاتون زنا کر سکتی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ اُس نے عرض کیا۔ ہم نے بچپن میں اُن کو پالا۔ جب وہ بڑے ہوئے تو آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بدر میں اُن کو قتل کر دیا۔ (اس کا بیٹا حنظلہ بدر میں مارا گیا تھا) یہ سُن کر حضرت عمرؓ بہت ہی ہنسے۔ حضور نے فرمایا۔ کسی نیک مرد پر برا الزام نہ لگانا۔ اُس نے عرض کیا۔ کسی پر ناروا جب الزام لگانا یہ قبیح کام ہے۔ حضور نے فرمایا۔ میری نافرمانی نہ کرنا۔ اُس نے عرض کیا۔ نیک کام میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ حضور نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا۔ ان سے بیعت لو اور ان کے لئے خدا سے بخشش کی دعا مانگو۔ خدا معاف کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز اعلان کیا :-

لا ھجرۃ ولکن جھاد ونیۃ - آج سے ہجرت ختم - لیکن جہاد کرنا اور اس کی
واذا استنفرتم فانفروا - نیت کرنا قائم ہے - جب تم کو جہاد کے لئے بلایا
جائے فوراً حاضر ہو جاؤ اور جنگ کی طرف چل پڑو -

حضرت مجاشع رضہ نے عرض کیا - میں اپنے بھائی کو اس لئے لایا ہوں کہ آپ اس سے ہجرت کی بیعت لیں - حضور نے فرمایا - ہجرت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے - عرض کیا - تو آپ کس امر کی بیعت لیں گے - فرمایا - اسلام قبول کرنے - ایمان لانے - اور جہاد کرنے کی بیعت لوں گا -

غزوۂ حنین

اس لڑائی کے تین نام ہیں - حنین - اوطاس - ہوازن - حنین اور اوطاس دو مقام کے نام ہیں - جو مکہ اور طائف کے مابین واقع ہیں - ہوازن اُس قوم کا نام ہے - جو اس لڑائی میں شامل ہوئی تھی - مالک بن عوف نے مسلمانوں سے فتح مکہ کا بدلہ لینے کے لئے ہوازن اور ثقیف کے لشکر جمع کئے - جن میں مضر - جشم وغیرہ قبائل بھی شامل ہیں - جشم کا سردار درید بن صمہ ضعیف اور بہت ہی بوڑھا تھا - بہت بڑھاپا ہونے کی وجہ سے نابینا ہو گیا تھا - مگر تجربہ کار ، بہادر اور شجاع تھا - سب لڑائیوں میں سب سے پہلے بنو سلیم کی فوج کو شکست ہوئی - اس کے بعد اہل مکہ کو ، پھر مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی -

دشمن کا ایک تجربہ کار افسر

جب قبیلۂ ہوازن نے سُنا کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عظیم ہو گئی ہے تو مشہور شاعر مالک بن عوف نے قبائل کو مسلمانوں کے خلاف للکارا - ہوازن کے ساتھ سارے دشمن ثقیف میں جمع ہو گئے - ہوازن میں سے قبائل کعب وکلاب نے لڑائیوں میں مطلقاً حصہ نہیں لیا - درید بن صمہ ایک بہت سن رسیدہ و بڑا بہادر اور تجربہ کار افسر تھا -

قوم ثقیف کے دو سردار تھے - احلاف میں قارب بن اسود - بنو مالک میں

ذوالخمار[2] ربیع بن حارث اور اُس کا بھائی احمر بن حارث - لیکن سب
لشکروں کا افسرِ اعلیٰ مالک بن عوف تھا - جب اس نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکروں کو بڑھایا تو قوم کا سب
مال - مواشی - عورتیں اور بچے ساتھ لئے - جب اس کے لشکر نے اوطاس میں
نزول کیا تو درید بن صمہ اپنی سواری سے اُترا - اُس نے دریافت کیا - تم اس
وقت کس وادی میں ہو - لشکریوں نے جواب دیا - اوطاس میں - اُس نے
کہا - یہ خوب میدان ہے - یہاں گھوڑے اچھی طرح جولانی کر سکتے ہیں - یہ جگہ
نہ بہت سخت ہے اور نہ بہت نرم - یہ کیا وجہ ہے کہ میں اونٹوں کی آواز - گھوڑوں
کے ہنہنانے - گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں اور بکریوں کی میں میں اور ان کے
بچوں کے رونے کی آواز سن رہا ہوں - فوج نے جواب دیا - مالک بن عوف
فوجوں کے ساتھ اُن کے تمام مال (مواشی) اُن کی عورتیں اور بچے بھی اپنے
ہمراہ لے آیا ہے - اُس نے کہا - مالک کو بلاؤ - مالک حاضر ہوا - بوڑھے نے کہا
اے مالک! آج تم قوم کے سردار ہو - آج دنیا کا بہت بڑا واقعہ ظہور پذیر ہونے
والا ہے - تم مال - مواشی - بچوں اور عورتوں کو اپنے ہمراہ کیوں لائے ہو - مالک
نے جواب دیا - اس لئے کہ ہر سپاہی کے پیچھے اُس کا مال - اُس کے بال بچے اور
عورتیں کھڑا کر دوں تاکہ وہ اُن کی حفاظت میں میدانِ جنگ سے بھاگنے کا ارادہ
نہ کریں - یہ سُن کر بوڑھا جھپٹا - کہا - فی الواقع تم بھیڑوں کے چرواہے ہو شکست
خوردہ سپاہی کو کونسی چیز روک سکتی ہے - میدان جنگ میں صرف نوجوان سپاہی - اُس
کی تلوار اور نیزے سے کام لیتے ہیں - اے مالک! اگر اس لڑائی میں تجھ کو ہزیمت
ہوگئی تو تو بہت ذلیل ہوگا - اگر تو نے ذلیل ہونا ہے تو تیرے ساتھ تیرے
بال بچے اور عورتیں بھی ذلیل ہوں گی - اور تیرا سب مال مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیگا -
درید نے پوچھا - کعب اور کلاب کی فوجیں کدھر ہیں - مالک نے جواب دیا -
ان میں سے ایک سپاہی بھی ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوا - بوڑھے نے کہا
اصل ہتھیار اور اصل کوشش اس لڑائی سے غائب ہے - اگر آج یوم رفعت
اور فتح کا دن ہوتا تو یہ دونو فوجیں ضرور شامل ہوتیں - کاش تم بھی اُن کے

نقشِ قدم پر چلتے اور مسلمانوں کے خلاف فوج کشی نہ کرتے۔ آخر ان میں سے کوئی نہ کوئی تو ضرور شامل ہوا ہوگا۔ جواب دیا۔ صرف عمرو اور عوف بن عامر دونو بھائی شامل ہوئے ہیں۔ بوڑھے نے کہا۔ ان دونو کے شامل ہونے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اے مالک! تم نے ہوازن کے بال بچوں اور عورتوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑا کر کے کوئی عقلمندی نہیں کی۔ بچوں اور عورتوں کو شہر کے محفوظ مقام میں پہنچا دو۔ پھر اپنے نوجوان سپاہیوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے میدانِ جنگ میں لاؤ۔ اگر تم کو فتح ہو گئی تو تمام عورتیں اور بچے پیچھے سے تم کو آملیں گے۔ اور اگر تم کو شکست ہو گئی تو کم از کم بال بچے اور عورتیں تو محفوظ رہیں گی۔ مالک نے جواب دیا۔ میں تیرا مشورہ نہ مانوں گا۔ بڑھاپے کی وجہ سے تیری عقل سلب ہو گئی ہے۔ اس کے بعد مالک نے ہوازن سے خطاب کیا۔ اے ہوازن! تم میری اطاعت کرو۔ ورنہ میں تلوار پر اپنا پیٹ رکھتا ہوں۔ تاکہ تلوار میرے بدن کے اُس پار ہو جائے۔ اور میرا کام ختم ہو جائے۔ اُس نے یہ دھمکی اس لئے دی کہ اس لڑائی میں درید کا کوئی کارنامہ مشہور نہ ہو۔ ہوازن نے مالک سے کہا۔ ہم ہر حالت میں صرف آپ کا حکم مانیں گے۔ اس پر درید نے کہا ؎

یالیتنی فیھا جذع - اخب فیھا و أضع

کاش میں آج نوجوان ہوتا تاکہ میں دشمن کو اپنی بہادری دکھاتا

مالک نے فوج کو ہدایت کی۔ جب تم مسلمانوں کو دیکھ لو تو اپنی تلواروں کی نیام توڑ ڈالو۔ اور دفعتہً اُن پر ٹوٹ پڑو۔ اس کے بعد مالک نے اپنے جاسوس مسلمانوں کی طرف بھیجے۔ انہوں نے مراجعت کر کے اطلاع دی۔ سفید پگڑی والے ابلق گھوڑوں پر سوار ہیں۔ ہم اُن سے ڈر کر بھاگے۔ مالک نے کچھ پرواہ نہ کی اور سیدھا بڑھتا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو اپنا جاسوس بنا کر کافروں کی طرف بھیجا اور تاکید کی۔ پوری خبر لانا۔ حسب ہدایت یہ ہوازن کے لشکر میں آئے۔ اور تمام حالات معلوم کر کے مراجعت کی اور حضور کو باخبر کیا۔

ہتھیار مستعار لینا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دشمن کی طرف کوچ

کرنے لگے ۔ تو خبر ملی ۔ صفوان بن امیہ کے پاس ہتھیاروں کا ایک ذخیرہ ہے ۔ صفوان ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا ۔ حضور نے اُسے پیغام بھیجا ۔ تم ہمیں اپنے اسلحہ مستعار دو ۔ تاکہ ہم ان کو دشمن کے مقابلہ میں استعمال کریں ۔ اُس نے جواب دیا ۔ اغصباً یا محمد! (اے محمد! کیا تو میرے اسلحہ غصب کرنا چاہتا ہے) حضور نے جواب دیا ۔ نہیں ۔ بلکہ مستعار لیتا ہوں ۔ لڑائی کے بعد واپس کر دوں گا ۔ اور جو ہتھیار خراب ہوں گے اُس کا معاوضہ ادا کروں گا ۔ صفوان نے ایک سو زرہیں حوالہ کر دیں ۔ اور ان کے مواقف ہتھیار دیئے ۔ لڑائی کے بعد حضور جب ہتھیار واپس کرنے لگے تو کچھ ہتھیار ضائع ہو گئے ۔ حضور نے اُن کا معاوضہ پیش کیا ۔ صفوان متاثر ہوا ۔ کہا ۔ حضور! اب میری وہ حالت نہیں رہی ۔ آج میں اسلام قبول کرنے پر مائل ہوں ۔

جب حضرت عبداللہ بن ابی حدردؓ نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کے جوش و خروش سے باخبر کیا ۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ۔ تم جھوٹ بول رہے ہو ۔ انہوں نے جواب دیا ۔ اگر آج تم مجھے جھٹلا رہے ہو تو اس سے پہلے تم حق کو بھی جھٹلاتے تھے ۔ حضرت عمرؓ نے حضور سے شکایت کی ۔ حضور نے فرمایا ۔ پہلے تم کافر تھے ۔ پھر خدا نے تمہیں ہدایت دی ۔

مسلمانوں کا لشکر

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ ہزار سپاہی لیکر حنین کی طرف بڑھے ۔ بارہ ہزار مدینہ والی فوج دو ہزار قریش کے وہ افراد جن کو حضور نے فتح مکہ کے روز معافی دی تھی ۔ حضور نے حضرت عتابؓ بن اسید کو مکہ میں اپنا نائب مقرر کیا ۔ اس وقت ان کی عمر صرف بیس سال تھی ۔ اب ہوازن کی طرف کوچ کیا ۔

حضرت حارثؓ بن مالک بیان کرتے ہیں :۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین جا رہے تھے ۔ اور ہم نو مسلم تھے ۔ قریش اور دیگر کفار نے ایک درخت مقرر کر رکھا تھا ۔ جس پر یہ ہر سال آتے ۔ اُس پر اپنے اسلحہ لٹکاتے ۔ اور وہاں جانور ذبح کرتے ۔ اور ایک دن قیام کرتے ۔ اس درخت کا نام ذات انواط تھا ۔ راستہ

میں یہ آواز آئی۔ حضور! ہمارے لئے بھی کوئی ذات انواط مقرر کیجئے۔ جیسا کہ کافروں کے لئے ذات انواط ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ اللہ اکبر! تمہارا مطالبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسےٰ سے مطالبہ کیا تھا۔ اِجْعَل لنا اِلٰهًا كما لهم اٰلهة۔ جیسا کہ کافروں کے لئے بت ہیں ہمارے لئے بھی کوئی ایسا بت بنا دے۔

حضرت موسےٰ نے جواب دیا۔ انکم قوم تجھلون (تم جاہل قوم ہو) یہ تباہ شدہ گذشتہ قوموں کی رسمیں ہیں۔ تم بعینہٖ ان کے نقشِ قدم پر چلو گے۔

فتح کی پیشگوئی

مسلمان بہت تیز رفتار ہو کر حنین کی طرف بڑھ رہے تھے۔ حتےٰ کہ ظہر کا وقت آگیا۔ ایک سوار آیا۔ عرض کیا۔ میں دشمنوں کو دیکھنے کے لئے اس پہاڑ پر چڑھا۔ پھر دوسرے پہاڑ پر چڑھا۔ میں نے دیکھا کہ ہوازن کی فوجیں بکثرت تعداد جمع ہو رہی ہیں۔ ان کی عورتیں اور بال بچے بھی ہمراہ ہیں۔ و نیز اپنے تمام مواشی بھی ساتھ لے آئے ہیں۔ حنین میں جمع ہو رہے ہیں۔ حضور نے تبسّم فرمایا۔ کہا۔ کل یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہے۔ انشاء اللہ!

پہرہ دار کو جنتی ہونے کی بشارت دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ آج شب کو کون ہمارا پہرہ دیگا۔ حضرت انس رضؓ بن ابی مرثد نے کہا۔ میں پہرہ دوں گا۔ حضور نے فرمایا۔ تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ جب یہ سوار ہو کر آئے تو حضور نے حکم دیا۔ اس گھاٹی کی طرف جاؤ۔ حتےٰ کہ اس کی بلندی پر چڑھو۔ سنو! تمام شب ہماری طرف سے غافل نہ رہنا۔ جب فجر ہوئی تو حضور نماز پڑھانے کے لئے اپنے خیمہ سے باہر نکل آئے۔ سنتیں پڑھ کر دریافت کیا۔ تمہارا سوار آگیا۔ مسلمانوں نے عرض کیا۔ حضور! ابھی نہیں۔ اس کے بعد اقامت کی گئی۔ حضور نے نماز پڑھائی۔ لیکن نماز کے دوران میں گھاٹی کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا مسلمانو! مبارک ہو تمہارا سوار آپہنچا۔ حضور اس گھاٹی کے درختوں کے درمیان اپنی نظر دوڑانے لگے۔ دفعتہً سوار نمودار ہوا۔ عرض کیا۔ آپ کے حکم کے موافق میں اس

گھاٹی کی بلندی پر چڑھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دونو گھاٹیوں کو بغور دیکھا۔ مجھے تو کوئی نظر نہ آیا۔ حضور نے فرمایا۔ تم آج رات کو کسی جگہ اترے تھے۔ عرض کیا۔ کسی جگہ نہیں اترا۔ (رات بھر گھوڑے پر سوار رہا) صرف نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے لئے اترا۔ حضور نے فرمایا۔ تم پر جنت واجب ہوگئی۔ اگر تم اس کے بعد کوئی نیک کام نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ ہمارا لشکر وادی میں اتر رہا تھا۔ کہ اچانک کافروں نے شدت سے ہم پر حملہ کر دیا۔ مندرجہ ذیل اشخاص کے سواء کل مسلمان بھاگ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ علیؓ۔ عباسؓ۔ ابوسفیانؓ بن حرث۔ فضل بن عباسؓ۔ ربیعہؓ بن حرث۔ اسامہؓ بن زیدؓ۔ ایمنؓ ابن ام ایمن۔ (یہ اس لڑائی میں شہید ہو گئے) اور حضور مسلمانوں کو آواز دے رہے تھے۔ مسلمانو! ادھر آؤ۔ میں یہاں موجود ہوں۔

حضور کی بہادری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر پر کھڑے ہو کر کافروں سے خطاب کیا۔ انا النبی لاکذب۔ أنا ابن عبد المطلب۔ میں سچا نبی ہوں (میری فتح یقینی ہے) میں عبدالمطلب جیسے بہادر کا بیٹا ہوں (میدان جنگ سے بھاگنے والا نہیں)

حضرت ابوسفیانؓ بن حرث (حضور کے چچازاد بھائی) خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ حضور نے حضرت عباسؓ سے فرمایا:۔ انصار اور مہاجرین کو آواز دو۔ جس وقت یہ ندا مسلمانوں کے کانوں میں پہنچی تو وہ اُلٹے پاؤں پھرے۔ اور چشم زدن میں سو مسلمان حضور کے گرد و پیش جمع ہو گئے۔ پھر ان مسلمانوں نے کافروں پر بڑھ کر حملے کئے۔ اور سخت محنت اٹھا کر اُن کو پیچھے دھکیلا۔ حضور نے اپنی رکاب میں قدم رکھ کر دشمن کی طرف دیکھا۔ فرمایا۔ لڑائی اب گرم ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضور نے نیچے سے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکی۔ زبان سے فرمایا۔ انھزموا ورب محمد (محمد کے رب کی قسم۔ اب کافروں کو ہزیمت ہوگئی) سب کافروں کی آنکھوں میں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ پہنچا اور شکست خوردہ ہو کر بھاگنے لگے۔

شروع میں جب مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے مختلف چہ میگوئیاں کیں۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا۔ اب ساحل تک مسلمانوں کے قدم نہیں جم سکتے۔ جبلہ نے چلا کر کہا۔ آج محمد کا جادو باطل ہو گیا۔ اس کے بھائی صفوان بن امیہ نے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ کہا۔ بدبخت! چپکا رہ۔ میں غیروں کے ہاتھ سے قریش کی ہزیمت نہیں دیکھ سکتا (حضور قریش تھے اور ہوازن (غیر قریش)

شیبہ بن عثمان کہتے ہیں :۔ جس وقت مکہ سے مسلمانوں کا لشکر حنین کی طرف بڑھا تو میں صرف یہ خیال لے کر ان کی فوج میں مخلوط ہو گیا کہ میں موقع پا کر حضور کو دھوکہ سے قتل کر کے سارے قریش کا بدلہ لے لوں گا۔ اس وقت تمام عرب و عجم حضور کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ مگر میں وہ شخص تھا جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا۔ میں اپنے موقع کی تلاش میں رہا۔ جب مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ اور چند افراد کے سوا کل مسلمان حضور کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور حضور خچر سے نیچے اُترے۔ تو میں تلوار سُوت کر قتل کے ارادہ سے حضور کے قریب ہوا۔ دفعتہً آگ کا ایک بڑا شعلہ بجلی کی طرح میری طرف بڑھا۔ قریب تھا کہ وہ مجھے جھلس دے۔ میں نے خوف سے اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھا۔ حضور میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا۔ شیبہ! میرے پاس آجاؤ۔ میں حضور کے قریب آگیا۔ حضور نے میرے سینہ پر دستِ شفقت رکھ کر فرمایا۔ اللّٰھم اعذہ من الشیطان (یا اللہ! اس کو شیطان سے بچا) خدا کی قسم اُسی وقت میری حالت تبدیل ہو گئی۔ اور حضور کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھنے لگا۔ پھر حضور نے فرمایا۔ آگے بڑھ کر کافروں سے خوب لڑو۔ میں حسب الحکم حضور کے سامنے کھڑے ہو کر کافروں سے شمشیر زنی کرنے لگا۔ میرے دل کی کیفیت یہ تھی کہ اگر اُس وقت میرا باپ بھی میرے سامنے آجاتا تو میں اُس کا سر قلم کر دیتا۔ پھر میں نے حضور کی خوب مدافعت کی۔ حتے کہ تمام مسلمان از سر نو جمع ہو گئے اور سب نے مل کر کافروں پر متفقہ حملہ کیا۔

حنین طائف کے قریب ایک وادی ہے۔ فتح مکہ کے بعد چند ہی ایام گزرے تھے کہ رمضان المبارک کے آخر میں حضور کو قبائل ہوازن سے جنگ کرنے کے لئے

جانا پڑا۔ اس غزوہ میں بارہ ہزار مسلمان شامل تھے۔ دس ہزار مہاجرین وانصار۔ باقی دو ہزار عام مسلمان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں کسی میدانِ جنگ میں مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد نہیں دیکھی گئی۔ دشمن کی کل تعداد صرف چار ہزار تھی۔ ہوازن کی فوجوں کا سپہ سالار مالک بن عوف نصری۔ اور ثقیف کا قائدِ اعظم کنانہ بن عبد یا لیل تھا۔ اسلامی لشکر میں ایک انصاری حضرت سلمہؓ بن اقیش نے کہا۔ آج ہم ہرگز مغلوب نہ ہوں گے۔ کیونکہ ہم کثیر تعداد میں ہیں۔ حضور کو یہ جملہ شاق گذرا۔ اور خدا بھی ناراض ہُوا۔ فرمایا:۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذا اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین

مسلمانو! خدا نے بہت سے میدانِ جنگ میں تمہاری مدد کی ہے۔ اور حنین کی لڑائی میں بھی جبکہ تم کو اپنی کثرتِ تعداد پر گھمنڈ تھا۔ (تم نے خدا پر بھروسا نہ کیا) اس کثرتِ تعداد نے تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ (بلکہ دشمن کے شدید حملہ کی وجہ سے) زمین تم پر تنگ ہوگئی۔ اور تم پیٹھ موڑ کر بھاگ گئے۔

جب دونوں لشکر بالمقابل ہوئے تو کافروں کو ہزیمت ہوگئی۔ وہ اپنی عورتیں اور بچے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مگر جب اُن کو اپنی فضیحت و رسوائی کا خیال آیا تو پھر مڑ کر مسلمانوں پر سخت حملہ کر دیا۔ اس دفعہ لشکرِ اسلام منتشر ہوگیا۔ اور مسلمان شکست کھا گئے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے:۔ ایک شخص حضرت براءؓ (صحابی) کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ عرض کیا۔ تم حنین میں بھاگ گئے تھے۔ حضرت براءؓ نے جواب دیا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہ بھاگے تھے۔ صرف وہ مسلمان بھاگے تھے جو کم سن تھے۔ جلد باز تھے اور جن کے بدن پر کسی قسم کا کوئی ہتھیار نہ تھا۔ دشمن بڑے تیرانداز تھے۔ انہوں نے ایک دم سے مسلمانوں پر تیروں کا مینہ برسا دیا۔ اس نازک حالت میں شکست خوردہ مسلمانوں نے حضور کا رُخ کیا۔ اور یہ قاعدہ تھا کہ ہم سخت لڑائی کے وقت حضور ہی کو اپنی ڈھال بناتے تھے۔ حضور کی پناہ و حفاظت میں آتے تھے۔ کیونکہ حضور بہت ہی بہادر و شجاع تھے۔ اُس وقت حضور اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ آپ کے چچازاد بھائی حضرت ابو سفیانؓ بن حرث لگام پکڑ کر

کھینچ رہے تھے۔ حضور خچر سے اُترے۔ خدا سے دعا مانگی۔ اور نصرت کی استدعا کی۔ پھر فرمایا:-

انا النبی لاکذب۔ انا ابن عبد المطلب۔ میں جھوٹا نبی نہیں۔ میں عبد المطلب جیسے بہادر کا بیٹا ہوں۔ اللّٰھم انزل نصرک۔ یا اللہ! اپنی مدد بھیج۔

کلبی فرماتے ہیں:- اس وقت حضور کے گرد و پیش صرف تین سو مسلمان باقی رہ گئے تھے۔ باقی سب بھاگ گئے۔ بعض مؤرخ بیان کرتے ہیں:- صرف یہ اشخاص حضور کے پاس رہ گئے تھے۔ ابوسفیانؓ بن حرث۔ عباسؓ۔ اسامہؓ بن زیدؓ۔ انکی ہمشیرہ زاد بھائی حضرت ایمنؓ رضہ۔ حضور نے از سرِ نو مسلمانوں کی صفیں باندھیں حضرت عباسؓ فرماتے ہیں۔ میں اور ابوسفیان بن حرث حضور کے بالکل قریب ہو گئے۔ حضور اپنے سفید خچر پر جسے فروہ بن نفاثہ جذامی نے تحفۃً دیا تھا۔ سوار تھے۔ جس وقت مسلمان ہزیمت کھا کر بھاگنے لگے تو حضور نے کفار کی طرف اپنا خچر بڑھانا شروع کیا۔ میں اُس کی لگام پکڑ کر روکنے لگا۔ تاکہ وہ آگے نہ بڑھے۔ اور حضرت ابوسفیان رضہ بن حرث حضور کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ حضور نے مجھے فرمایا:-

اُن مسلمانوں کو نداء دو جنہوں نے (حدیبیہ میں) کیکر کے درخت کے نیچے سے مجھ سے جہاد کی بیعت کی تھی۔ میری آواز خوب بلند تھی۔ میں نے بہت ہی آواز سے پکارنا شروع کیا اَین اصحابُ السَّمُرَۃِ (کیکر کے درخت والے کہاں ہیں) جس طرح گائے اپنے بچھڑے کی طرف مُڑ کر دوڑتی ہے اسی طرح معًا سب مسلمان یہ کہتے ہوئے دوڑے لبّیک لبّیک (ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں) پھر تو مسلمانوں نے خوب جم کر کافروں کا مقابلہ کیا۔ چاروں طرف سے یہ نداء آرہی تھی یا معشر الانصار یا معشر الانصار (اے انصار! جمع ہو جاؤ) مسلمانوں نے آگے بڑھ کر کافروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر حضور نے فرمایا۔ لڑائی تو اب گرم ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضور اپنے خچر سے اُترے۔ اور مٹی کی ایک مٹھی بھر کر کافروں کی طرف بڑھے۔ اور یہ کہتے ہوئے اُن پر پھینکی۔

شاھتِ الوجوہُ۔ انھزموا ورب محمد۔ یہ منہ خراب ہو جائیں۔ محمد کے رب کی قسم اب انہیں ہزیمت ہو گئی۔

کافروں کے قدم اکھڑ گئے۔ اور اُن کو شکست ہو گئی۔ مالک بن عوف کے لشکر نے طائف میں پناہ لی۔ بعض مشرک اوطاس کی طرف بھاگے۔ بعض نخلہ میں چلے گئے۔

غنائم کی تقسیم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام غنائم کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ یہ سب غنائم مقام جعرانہ میں پہنچا دی گئیں۔ قیدیوں کی تعداد چھ ہزار تھی۔ اونٹ چوبیس ہزار بکریاں چالیس ہزار سے زائد۔ چاندی چار ہزار اوقیہ۔ حضور نے پہلے غنائم کو تقسیم کیا۔ نو مسلموں کو زیادہ حصہ دیا۔ ابوسفیان بن حرب (امیر معاویہ رض کے والد) کو چالیس اوقیہ چاندی۔ اور سو اونٹ عطا کئے۔ اُس نے عرض کیا۔ میرے بیٹے یزید کا حصہ۔ حضور نے حکم دیا۔ یزید کو بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دو۔ اس نے دوبارہ عرض کیا۔ میرے دوسرے بیٹے معاویہ رض کا حصہ حضور نے فرمایا۔ معاویہ کو بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دو۔ حکیم بن حزام کو سو اونٹ عطا فرمائے۔ انہوں نے اتنے ہی اونٹ اور مانگے۔ حضور نے سو اونٹ اور دے دیئے۔ یعنی حکیم کو دو سو اونٹ ملے۔ نضر بن حرث کو سو اونٹ۔ علاء بن حارثہ ثقفی کو پچاس اونٹ عطاء کئے۔ عباس بن مرداس کو چالیس دیئے۔ اُس نے فی البدیہہ اسلام کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا۔ حضور نے سو کی تعداد پوری کر دی۔ حضور نے صفوان بن امیہ۔ عیینہ بن حصن۔ اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ دیئے۔ اور عباس بن مرداس کو سو سے کم۔ عباس نے کہا:-

أتجعل نهبي ونهب العبيد - بين عيينة والاقرع

کیا آپ مجھ کو عیینہ اور اقرع جیسے غلاموں کے مقابلہ میں لوٹ کا مال کم دے رہے ہیں۔

فما كان حصن ولا حابس - يفوقان مرداس في مجمع

حالانکہ ان کے باپ حصن و حابس میرے باپ مرداس کے مقابلہ میں کسی مجمع میں فوقیت نہیں رکھتے تھے۔

وما كنت دون امرئ منهما - ومن تخفض اليوم لا يرفع

اور نہ میں ان دونوں سے کم حیثیت ہوں۔ آج جو شخص نیچے گر گیا آئندہ اُسے رفعت (بلندی) حاصل نہ ہو گی۔

اس کے بعد حضور نے حضرت زیدؓ بن ثابت کو حکم دیا۔ سب کو غنیمت تقسیم کر دو۔ اس کی تعمیل ہوئی۔ ہر سپاہی کو چار چار اونٹ اور چالیس بکریاں ملیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سب قریش اور قبائل عرب میں تقسیم کیا۔ انصار کو ایک حبہ بھی نہ دیا۔ حضور سے ناراض ہو گئے اور علانیہ حضور کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ کہ حضور نے سب مال اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ اور ہم کو بھول گئے۔ حضرت سعدؓ عبادہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ انصار آپ سے ناراض ہیں۔ کیونکہ آپ نے کل غنیمت اپنی قوم میں تقسیم کر دی۔ اور قبائل عرب کو بڑے بڑے انعامات عطا فرمائے۔ اور انصار کو ایک حبہ بھی نہ دیا۔ حضور نے جواب دیا۔ سعد! تمہارے منہ سے یہ شکایت مناسب نہ تھی۔ عرض کیا آ ؟ میں بھی تو اپنی قوم کا ایک فرد ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ اپنی قوم کو اس حظیرہ میں جمع کرو۔ انصار کے سواء کوئی اور شخص اس خاص مجلس میں شامل نہ ہو۔

انصار کی اسلامی خدمات

جب سب انصار جمع ہو گئے اور حضرت سعدؓ نے اطلاع دی تو حضور تشریف لائے۔ خدا کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:۔ اے انصار! تم میرے متعلق آپس میں کیا چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ تم مجھ سے ناراض ہو گئے ہو؟ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ میرے آنے سے پہلے تم گمراہ تھے۔ خدا نے میرے ذریعہ تم کو ہدایت دی۔ تم فقیر تھے۔ خدا نے میرے ذریعہ تم کو مالدار بنایا۔ تم آپس میں سخت عداوت اور دشمنی رکھتے تھے۔ اللہ عزوجل نے میرے ذریعہ تمہارے دلوں کو ملا دیا۔ انصار نے جواب دیا۔ آپ جو کچھ فرما رہے ہیں بالکل صحیح ہے۔ خدا اور اس کے رسول کا ہم پر بہت احسان اور فضل ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں تم مجھ سے اپنی یہ شکایت کر سکتے ہو اور تمہاری یہ شکایت حق بجانب ہو گی کہ آپ کو قریش نے مکہ سے نکالا۔ سب طرف سے آپ کو دھکے ملے۔ تو ہم نے آپ کو اپنے شہر میں پناہ دی۔ اور آپ کا دین قبول کر کے آپ کی اطاعت کی۔ جب آپ کو کسی طرف سے امداد حاصل نہ ہوئی تو ہم نے آپ کا ہاتھ پکڑا۔ آپ ہمارے پاس بے سروسامانی کی حالت میں آئے تھے۔ ہم نے ہر طرح سے آپ کو مالی امداد دی۔ اے انصار! دنیا

جیسی نامراد اور فنا ہونے والے مال کے متعلق تم مجھ سے ناراض ہو گئے۔ میں ان نومسلموں کو مال دے کر ان کی تالیف قلوب کر رہا ہوں۔ تاکہ یہ اسلام پر قائم رہیں۔ اور میں تم کو عین اسلام کے خزانہ میں لے جا رہا ہوں۔ اے برادران انصار! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم رسولِ خدا کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے گھر مراجعت کرو۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ دنیاوی مال کے مقابلہ میں میرا تمہارے ساتھ جانا تمہارے لئے بہت ہی مناسب اور اولیٰ ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں اپنے نفس کو انصار میں شامل کرتا۔ اگر ایک وادی میں لوگ جا رہے ہیں۔ اور دوسری وادی سے انصار گذر رہے ہیں تو میں انصار کے ساتھ چلوں گا۔ سب لوگ سطحی اسلام رکھتے ہیں اور انصار عین قلبِ اسلام ہیں۔ یا اللہ! تو انصار کو انصار کے بیٹوں کو اور انصار کے پوتوں کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

انصار حضور کا یہ رقت آمیز وعظ سن کر رو پڑے اور اتنے آنسو نکلے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ سب انصار نے کہا۔ ہم دنیاوی مال کے مقابلہ میں حضور کو اپنے حصہ میں لینا پسند کرتے ہیں اور اس تقسیم پر راضی ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اے جماعتِ انصار! میری وفات کے بعد تمہارے جائز حقوق سختی سے پائمال کئے جائیں گے تم صبر کرنا۔ اور اپنے حقوق حاصل کرنے کی مطلق کوشش نہ کرنا۔ حتے کہ تم حوضِ کوثر پر اللہ اور اُس کے رسول سے ملاقات کرو۔ سب انصار نے کہا۔ ہم صبر کریں گے۔

حضور کی رضاعی بہن شیما بنتِ حرث حاضر خدمت ہوئی۔ اور عرض کیا۔ حضور! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ فرمایا۔ اس کا ثبوت؟ عرض کیا۔ آپ نے اپنے دانتوں سے میری پشت پر کاٹا تھا۔ اُس کا نشان اب تک موجود ہے۔ حضور نے نشان پہچانا۔ اُسی دم اپنی چادر بچھائی۔ اور اُن کو اس پر بٹھایا۔ دل جوئی سے پیش آئے۔ فرمایا۔ اگر آپ میرے پاس باقی زندگی گذارنا چاہتی ہیں۔ تو میں ہر طرح سے آپ کی خدمت کروں گا۔ اور اگر آپ واپس جانا چاہیں تو میں حتے الوسع آپ کی مالی امداد کروں گا۔ عرض کیا۔ میں واپس جانا چاہتی ہوں۔ میرے ساتھ سلوک

کیجئے - حضور نے ان کو کافی مال دیا - تین[۳] غلام - ایک لونڈی اور بہت سے اونٹ اور بکریاں عنایت کیں - انہوں نے اسلام قبول کیا - حضور نے ان کا نام جزاء تجویز کیا - یشماء لقب تھا -

حضور قیدی واپس کرتے ہیں

منجملہ دیگر قیدیوں کے دشمن کی سات ہزار عورتیں اور بچے مسلمانوں کی قید میں تھے - شکست خوردہ دشمن کا ایک وفد زہیر بن صرد کی سرکردگی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا - یہ وفد چودہ ارکان پر مشتمل تھا - حضور کے رضاعی چچا ابو برقان بھی ان میں شامل تھے - وفد نے عرض کیا - حضور! ہمارے کل قیدی اور اموالِ غنیمت واپس کر کے ہم پر احسان کیجئے - حضور نے جواب دیا - تم کو معلوم ہے کہ میں تنہا اس معاملہ میں مختار نہیں - تمام مسلمان اس میں شامل ہیں - میں لگی لپٹی باتیں کرنا نہیں جانتا - صاف صاف بات کہہ دینا مناسب سمجھتا ہوں - دونو چیزیں واپس نہیں ہو سکتیں - صرف ایک چیز واپس ہو سکتی ہے - یا قیدی چھڑا لو یا مال واپس لے لو - انہوں نے عرض کیا - ہم مال چھوڑتے ہیں - اپنے بال بچے اور عورتیں واپس مانگتے ہیں - حضور نے فرمایا - کل صبح جب میں نماز سے فارغ ہوں تم کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہنا - ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی خدمت میں ہمارے بال بچے اور عورتوں کی رہائی کے لئے سفارش کر دیں - انہوں نے ایسا ہی کیا - حضور نے فرمایا - میں اپنا اور اپنے رشتہ داروں کا حصہ تم کو واپس کرتا ہوں - مسلمانوں سے بھی اس کے متعلق درخواست کر دوں گا - مہاجرین اور انصار نے فرمایا - ہم برضاء و رغبت اپنے کل حصے حضور کو واپس کرتے ہیں - مندرجہ ذیل اشخاص نے اپنے حصے واپس کرنے سے انکار کر دیا - اقرع[۱] بن حابس - عیینہ[۲] بن حصن - بنو تمیم - بنو فزارہ - عباس[۵] بن مرداس - عباس بن مرداس نے یہ بھی کہا - میں اپنے قبیلہ بنی سلیم کے حصے بھی واپس نہ ہونے دوں گا - بنو سلیم بول اٹھے - ہم اپنے کل حصے برضاء و رغبت حضور کو واپس کرتے ہیں - عباس نے کہا اے قوم! تم نے میری کمر توڑ دی - حضور نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا - یہ اسلام قبول کر چکے ہیں - انہوں نے

مجھ سے اپنے قیدی اور اموال غنیمت واپس لینے کی درخواست کی - میں نے جواب دیا - دونو چیزیں واپس نہیں ہو سکتیں - انہوں نے اپنے بال بچے اور عورتوں کی رہائی کو ضروری قرار دیا - جو شخص خوشی سے اپنے قیدی واپس کرنا چاہتا ہے اُس کے لئے یہ نادر موقعہ ہے - اور جو لوگ اپنے قیدی واپس کرنا نہیں چاہتے وہ اس وقت اپنے قیدی واپس کر دیں - ہم دوسری لڑائی میں ایک ایک قیدی کے بدلے چھ چھ قیدی معاوضہ میں دیں گے - سب مسلمانوں نے کہا - ہم خوشی سے اپنے قیدی واپس کرتے ہیں - اور ان کا کچھ معاوضہ نہیں مانگتے -

حضور نے فرمایا - یوں مناسب نہیں - تم سب اپنے اپنے خیموں میں جاؤ - اور اپنے افسروں سے درخواست کرو - پھر وہ باقاعدہ میرے سامنے تمہاری فہرست پیش کریں - اس حکم کی تعمیل کی گئی - صرف عینیہ بن حصن نے اپنا حصہ جو ایک بڑھیا تھی - واپس کرنے سے انکار کر دیا - بعد میں اُس نے یہ بڑھیا بھی واپس کر دی - حضور نے سب قیدیوں کو اپنی طرف سے قبطی لباس (جو اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے) پہنا کر باحسن وجوہ واپس کر دیئے - (زاد المعاد صفحہ ۴۹۹ جلد اول - خازن صفحہ ۲۱۱ جلد ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے اعلان فرمایا - جو شخص جس کافر کو قتل کرے اُس کا سلب اُسے ملیگا - حضرت ابو طلحہ رض نے بیس کافر قتل کئے - ان سب کا سلب انہوں نے لیا -

حضرت ابو قتادہ رض فرماتے ہیں - حنین کی لڑائی میں ابتداءً مسلمانوں کو کامیابی نظر آئی - میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان پر سوار ہے - میں نے اس کے کندھے پر تلوار ماری - اس کافر کی زرہ کٹ گئی - یہ کافر اس مسلمان کو چھوڑ کر میری طرف بڑھا - اور مجھے زور سے دبایا - میں نے اُس کے منہ سے موت کی بد بو سونگھی - وہ مجھے چھوڑ کر نیچے گر پڑا - جب مسلمان بھاگے تو میں حضرت ابوبکر رض کے پاس آیا - کہا - یہ کیا ہُوا - فرمایا - اللہ کی مرضی - اس کے بعد مسلمان پلٹے - حضور بیٹھ گئے - اور اعلان فرمایا - جس شخص نے کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اُس کے پاس ثبوت ہو تو اُس کافر کا سلب اُسے ملیگا - میں نے اُٹھ کر کہا - کون میری گواہی

دبکا۔ کوئی نہ بولا۔ میں دوبارہ کھڑا ہوا اور اسی جملہ کا اعادہ کیا۔ اس دفعہ بھی کسی نے لب کشائی نہ کی۔ تین چار دفعہ ایسا ہوا۔ حضور نے فرمایا۔ ابوقتادہ! میں نے جواب دیا۔ حضور! میں نے ایک کافر کو قتل کیا ہے۔ اُس کی یہ نشانی ہے۔ ایک مسلمان بول اُٹھا۔ سچ کہتے ہیں۔ ان کا سلب میرے پاس ہے۔ آپ ان کو دے کر راضی کر دیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ بول اُٹھے۔ اس کو سلب مت دو۔ یہ حضور کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ جس بہادر نے اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے کافر کو قتل کیا ہے۔ اُس سے سلب چھینتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ابوقتادہ سچا ہے۔ مجھے سلب عطا کیا۔ میں نے بنوسلمہ سے اس کے بدلے تروتازہ کھجوروں کی ایک زنبیل خریدی۔ یہ مجھے اسلام کی پہلی غنیمت ملی تھی۔

جب حضرت عباسؓ نے حضور کی ہدایت کے مطابق بلند آواز سے یا معشر الانصار یا اصحاب السمرۃ پکارا تو سب مسلمان لبیک لبیک کہتے ہوئے مڑے۔ حتیٰ کہ ایک لمحہ میں سو مسلمان جمع ہو گئے اور کافروں پر سخت حملہ کیا۔ جب مسلمان پلٹ کر آئے تو سب کافر قیدی حضور کے پاس بندھے پڑے تھے۔ پھر خدا نے مسلمانوں کو دشمن کی سب عورتیں اور بچے پکڑا دیئے۔ اور سب اموال پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ (یہ پانچ کروڑ روپے کے اموال تھے)

جب سب مسلمان بھاگ گئے تو ایک قریشی نے صفوان سے کہا۔ تم کو محمدؐ کی ہزیمت مبارک ہو۔ صفوان نے جواب دیا۔ تو مجھے دیہاتیوں کی فتح کی خوشی سناتا ہے بخدا! میں قریش کا غلبہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد اُس نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا۔ جاکر دیکھو شعار کس کا ہے۔ وہ میدانِ جنگ میں آیا اُس نے سنا یا بنی عبد الرحمٰن! یا بنی عبد اللہ! اُس نے واپس آکر صفوان کو مطلع کیا۔ صفوان نے کہا۔ محمد کی فتح ہوئی ہے۔

جب کافروں نے ہجوم کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر کے دو نو رکابوں میں کھڑے ہو گئے اور خدا کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔ یا اللہ! تو نے مجھے فتح دینے کے وعدے کئے ہیں۔ میں اُن کا واسطہ دیکر تجھ سے عرض کرتا ہوں۔ یا اللہ! ان کافروں کو ہم پر کامیابی نہ ہونے دے۔ اس کے بعد حضور نے آواز دی۔ اے وہ

مسلمانو! جنہوں نے مجھ سے حدیبیہ میں جہاد کی بیعت کی تھی۔ خدا سے ڈرو۔ اپنے نبی کی طرف مراجعت کرو۔ اسکے بعد حضور نے انکو جوش دلاتے ہوئے کہا۔ اے اللہ کے انصار! اے خزانچ والو! اے سورہ بقرہ والو! ایک صحابی کو حکم دیا۔ تم اس طرح آواز دو۔ اس کے بعد حضور نے کافروں کی طرف شاہت الوجوہ کہہ کر مٹی کی ایک مٹھی بھر کر پھینکی۔ سب مسلمان پلٹ کر آئے۔ اور کافروں پر سخت حملہ کیا۔ حضور نے فرمایا۔ لڑائی اب گرم ہوئی ہے۔ اس کے بعد خدا نے ہر طرف کافروں کو شکست دی۔ اُن کا قتل عام ہوا۔ مسلمانوں نے اُن کا تعاقب کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو اُن کی عورتیں اور بچے دلوا دئیے۔ مالک بن عوف اپنے افسروں کے ساتھ بھاگ کر قلعۂ طائف میں پناہ گزیں ہوا۔ اسلام کی فتح دیکھ کر سب اہل مکہ مسلمان ہو گئے۔

۹ سنہ ھ

اس سنہ ھ میں تمام جہاتِ عرب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفود کا سلسلہ بندھ گیا۔ ہر طرف سے عربوں کے وفد آئے۔

اسی سال غزوۂ تبوک ہوا۔ جس میں حضرت عثمان غنی رضؓ نے بہت مال دیا۔

۱۰ سنہ ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اپنے امراء بھیجے۔ جن میں حضرت معاذ رضؓ بن جبل بھی ہیں۔ آپنے ان سے فرمایا۔ آیندہ سال تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو گے۔ تم عنقریب مسجد النبی میں میری قبر سے گذرو گے۔ یہ سُن کر حضرت معاذ رضؓ زار زار رونے لگے۔ اسکے بعد حضور نے فرمایا۔ ان اولی الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا۔ میرے ساتھ گہرے تعلقات رکھنے والے صرف صالح مسلمان ہیں جو بھی ہوں (جس خاندان سے ہوں) اور جہاں بھی ہوں (دنیا کے کسی گوشہ میں ہوں)

اسی سال حضور نے حجۃ الوداع کیا۔ یہ آپ کا آخری حج تھا۔

۱۱ سنہ ھ

حج سے فارغ ہو کر مدینہ آئے اور صفر میں حضرت اسامہ رضؓ بن زید رضؓ کو ایک فوج دیکر فلسطین میں عیسائیوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ جب یہ فوج طیار ہو رہی تھی تو آپ کا مرضِ وفات شروع ہوا۔ شدتِ مرض کی وجہ سے خود مسجد میں نہ جا سکتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ دورانِ مرض میں فرمایا یہودیوں اور عیسائیوں پہ خدا کی لعنت۔ اس لئے کہ وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے (مسلمانو! تم میری قبر کو سجدہ نہ کرنا)۔ آپ نے آخری وصیت یہ کی۔ اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب۔ جزیرہ عرب سے تمام یہودیوں اور عیسائیوں کو نکال دو۔

حضور نے دوشنبہ بارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ھ میں چاشت کے وقت انتقال فرمایا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

16

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

سیرۃ النبی ﷺ

حصّہ دوم

اس کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصّل حالات درج ہیں

مُصنّفہ

ابوالفرح عبدالرحمٰن دہلوی

چار روپے